For more visit (exponovels.com)

رشتے محبت کے

مصباح خالد

”چھوڑو بچی کو تم لوگ کہاں لے جا رہے ہو اسے چھوڑ دو ورنہ اچھا نہیں ہو گا“

”یہ لڑکے کہاں سے آگ ئے باس انھوں نے تو ہمیں دیکھ لیا ہے اب کیا کریں“

”ابے چھوڑ اس آفت کو گاڑی میں آکر بیٹھ نکلتے ہیں“

”اوکے باس چھوڑ دیا چلو“

سعد ذایان انیک تینوں بھائی ی دوپہر کے وقت اسکول سے واپس آرہے تھے شدید گرمی کی وجہ سے سڑک پر سناٹے کا راج تھا

ایک معصوم بچی کی چیخوں پکار نے دوپہر کے سناٹے کو توڑا

کچھ لوگ ایک معصوم گڑیا کو اغوا کر کے لے نجا رہے تھے وہ ننھی گڑیا خود کو چھڑوانے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی شور مچا رہی تھی

پندرہ سالہ سعد نے یہ منظر دیکھا تو اس ننی گڑیا کو بچانے کے لیے دوڑ لگا دی تیرہ سالہ ذایان اور گیارہ سالہ انیک نے بھی سعد کی پیروی کی چھوٹی عمر میں تینوں بھائی یوں کا قد قامت اچھا تھا سعد تو اپنی عمر سے بڑا معلوم ہوتا تھا پندرہ سال کا ہوتے ہوئے وہ اٹھارہ سالہ جوان لڑکا لگتا تھا

اغواکاروں نے ان تینوں کو آتا دیکھا تو بچی چھوڑ کر دم دبا کر بھاگ نکلے

"گڑیا ٹھیک ہو نا چوٹ تو نہیں لگی نہ"

سعد نے اس ننھی گڑیا سے پیار سے پوچھا

"بھیا وہ گندے انکل مجھے زبردستی لے جا رہے تھے"

ننھی گڑیا نے روتے روتے جواب دیا

"نہیں نہیں گڑیا ایسے روتے نہیں وہ گ ئے اب نہیں آئی یں گے اگر آ ئے تو ہم تینوں بھائی ی مل کر بہت مارے گے چلو اب رونا بند کرو اور یہ بتاؤ آپ اتنی دوپہر میں یہاں اکیلی کیا کر رہی ہو آپ کے ساتھ کوئی ی بڑا کیوں نہیں ہے"

سعد نے ننی گڑیا کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

"بھیا مجھے چیز لینی تھی اسی لیے میں ماما سے چھپ کے چیز لینے آ گ ئی"

ننھی گڑیا نے جواب دیا

"دیکھ لیا ماما سے چھپ کے گھر سے نکلنے کا انجام"

ذایان نے مسکراتے ہوئے کہا

"مجھے نہیں پتا کچھ مجھے چیز لینی ہے"

ننھی گڑیا نے ضد کی

"اچھا گڑیا رونا بند کرو ہم دلا دیں گے چیز" انیک نے جواب دیا

"بھیا کتنی کیوٹ گڑیا ہے نہ یہ"

ذایان نے ننھی گڑیا کا گال پکڑتے ہوئے کہا

"ہاں بہت پیاری ہے چلو چیز دلائی ے اس کو پہلے"

سعد نے ننھی گڑیا کو گود میں لیتے ہوئے کہا

"بھیا وہ گڑیا کے بال چاہیے مجھے"

ننھی گڑیا نے فرمائی ش کی

"گڑیا کے بال وہ کہاں ملیں گے"

ذایان نے سر کھجاتے ہوئے کہا

"بھیا وہ جو سامنے انکل کھڑے ہیں ٹھیلے والے ان سے"

ننھی گڑیا نے سامنے کھڑے ٹھیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

"اوہ کوٹن کینڈی کہو نہ"

انیک نے ٹھیلا دیکھتے ہوئے جواب دیا

سعد نے ننھی گڑیا کو خوب ساری چیزیں دلا دی

"اب بتاؤ آپ کا گھر کہاں ہے"

"وہ اس گلی میں" ننھی گڑیا نے ایک گلی کی طرف اشارہ کیا

گلی میں پہنچ کر سعد نے گھر پوچھا

"وہ والا ہے بھیا"

ننھی گڑیا نے ایک گھر کی طرف اشارہ کیا

"ارے واہ یہ برابر والا گھر ہمارا ہے"

ذایان نے خوشی سے کہا

انیک نے بیل بجائی ی

"آرہی ہوں"

اندر سے ایک خاتون کی آواز آئی ی

"میری بچی"

خاتون نے دروازہ کھولا اپنی بچی غیر لڑکوں کے ہاتھ میں دیکھی تو بے تابی سے اس لڑکے کے ہاتھ سے اپنی بچی واپس لے لی

"انٹی گھبرائیے نہیں ہم اسے گھر لائے ہیں کچھ لوگ اس ننھی گڑیا کو اغوا کر کے لے جارہے تھے" سعد نے خاتون کا ڈر ختم کیا

"بچوں مجھے معاف کردو میں نے منا بھی کیا تھا اس کو باہر جانے سے یہ نظر بچا کر نکل گ ئی" رکشی بیگم (بچی کی امی) شرمندہ شرمندہ سی بولیں

"کوئی ی بات نہیں آنٹی آپ اس ننھی گڑیا کو ہمارے گھر بھیج دیا کریں یہ برابر والا گھر ہمارا ہے" ذایان نے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

"اوہ بچوں آپ لوگ سنبھال لوگے اسے بہت ضدی ہے یہ"

رکشی بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

"انٹی ویسے اس ننھی پری کا نام کیا ہے اور یہ کتنے سال کی ہے"

For more visit (exponovels.com)

چپ کھڑے انیک نے بھی گڑیا کے متعلق جانکاری میں اضافہ کرنا چاہا

"بیٹا اس کا نام علیزے ہے اور یہ صرف چھ سال کی ہے"

رکشی بیگم نے انیک کی جانکاری میں اضافہ کیا

"اوکے انٹی اب ہم چلتے ہیں ماما انتظار کر رہی ہونگی خدا حافظ"

سعد کو ماں کی یاد آئی ی جو گھر پر ان تینوں کا کھانے پر انتظار کر رہیں تھیں

"اوکے بچوں خدا حافظ" رکشی بیگم نے تینوں بھائیوں کو رخصت کیا

"بھیا میں آج شام کو آپ کے گھر کھیلنے آجاؤں علیزے نے کورٹن کینڈی کھاتے ہوئے پوچھا

"جی گڑیا ضرور آنا ہم خوب مستی کریں گے" ذایان نے ننھی علیزے کو جوش دلایا

"اوکے بھیا خدا حافظ"

"خدا حافظ گڑیا".

♥ چھوٹے ہیں ہم بڑے بھی ہوں گے

پھر ایک دن ایک دوسرے کے بھی ہونگے ♥

"اَلسَلامُ عَلَیکُم میری پیاری مما" سعد دروازہ کھولتے ہی ماں سے لپٹ گیا

یہ طریقہ تھا سعد کا مما کی ناراضگی سے بچنے کا

"سعد بھائی ی اتنا زیادہ مکھن کہاں سے لاتے ہو" ذایان نے سعد کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"جہاں سے تم اتنی ساری شرارتے لاتے ہو ذایان"

انیک نے بھی سعد کے دوسرے کندھے پر ہاتھ رکھا

”جتنے بڑے ہو رہے ہو نہ تم تینوں اتنے ہی شرارتی ہوتے جارہے ہو چلو سیدھا اندر۔ فریش ہو کر آؤ میں کھانا لگا رہی ہوں پھر مجھے دیر سے گھر آنے کی وجہ بھی بتانا“

کوثر بیگم نے (لڑکوں کی ماں) تینوں کو الگ کیا

اوکے مما تینوں نے اپنے اپنے کمرے کی راہ لی

اس گھر میں چار کمرے تھے افراد بھی چار ہی تھے تین بھائی ایک ان کی ماں والد وفات پا چکے تھے کوثر بیگم پڑھی لکھی تھیں شوہر کی وفات کے بعد انھوں نے گھر چلانے کے لیے گورنمنٹ کالج میں ٹیچر کا شعبہ اختیار کرلیا اور ساتھ تینوں لڑکوں کی مثالی تعلیم و تربیت کی تینوں لڑکے بہت لائق تھے سعد اپنے چھوٹے بھائی یوں پر جان چھڑکتا تھا ذایان اور انیک بھائی کا سایا بن کے رہتے تھے محبت اخلاق عزت و قار سے گندے یہ لڑکے اپنی ماں کے لاڈلے تھے

”اَلسَلامُ عَلَيُكُم بہن“

”وَعَلَيُكُم السَّلام معاف کیجیے میں آپ کو پہچانی نہیں“ کوثر بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

”ارے ہم آپ کے پڑوسی ابھی کچھ دن پہلے شفٹ ہوئے ہیں آج آپ کے بچوں نے میری بیٹی کو بچایا تھا“

رکشی بیگم نے پہلو میں کھڑی علیزے کو سامنے کیا

”اچھا اچھا آپ بچوں نے مجھے بتایا تھا آئیں آپ اندر“ کوثر بیگم نے خوشدلی سے کہا

”جی آؤ علیزے“ رکشی بیگم علیزے کا ہاتھ پکڑے اندر آگئیں

”ماشاءاللہ آپ کی بیٹی کتنی پیاری ہے بلکل کانچ کی گڑیا جیسی“ کوثر بیگم نے علیزے کے کوٹن کینڈی جیسے رخسار باری باری چومے

”جی بس اوپر والے نے میری بچی کو بنایا ہی ایسا ہے ہر کوئی اس کا دیوانہ ہو جاتا ہے“ رکشی بیگم نے اپنی کانچ کی سی دیکھنے والی بیٹی کو دیکھا

”جی بلکل سہی کہہ رہی ہیں مجھے بھی بیٹی کی بڑی خواہش تھی مگر اللہ نے مجھے تین بیٹوں سے نوازہ میں شکر گزار ہوں اس رب کی اس نے میری گود خالی نہیں رکھی“

کوثر بیگم نے عاجزی سے کہا

”جی مجھے بھی یہ رحمت ہماری شادی کے دس سال بعد عطا ہوئی ہے میرے شوہر بڑے صبر والے ہیں کبھی امید نہیں چھوڑی انھوں نے اس رب سے آخر کار ہمیں اپنے صبر کا اجر ہماری بیٹی کے روپ میں مل گیا“

رکشی بیگم نے اپنی آپبیتی سنائی

”تینوں بھیا کہاں ہیں“علیزے ان کی باتوں سے بور ہو گئی تھی

”بیٹا وہ کمرے میں پڑھائی کر رہے ہیں چلو آپ کو لے چلوں“ کوثر بیگم نے پیار سے کہا

”وہ آپ مجھے کوئی مدرسہ اور اچھا ٹیوشن بتا دیں علیزے کے لیے میں یہاں کسی کو جانتی نہیں اسکول تو میں نے لگا دیا ہے بس ٹیوشن مدرسے کا مسئلہ ہے“

رکشی بیگم نے اپنا مسئلہ کوثر بیگم کے گوش گزار کیا

”تو آپ پریشان کیوں ہوتی ہیں اس ننھی گڑیا کو تو میرا اسعد پڑھا دے گا ذیان انیک کو بھی وہ ہی پڑھاتا ہے یہاں یہ کھیل بھی لیا کرے گی اور پڑھ بھی لیا کرے گی“

کوثر بیگم نے رکشی بیگم کا فوراً مسئلہ حل کیا

”چلیں ٹھیک ہیں بہن پھر سنبھالیں آپ اس کو میں چلتی ہوں خدا حافظ“

رکشی بیگم نے واپسی کی راہ لی

”ٹھیک ہے بہن پھر آئی یے گا“ کوثر بیگم نے خوشدلی سے کہا

”جی ضرور علیزے گڑیا تنگ نہیں کرنا کسی کو“ رکشی بیگم نن گڑیا کو تنبیہ کرنا نہیں بھولیں

”جی مما نہیں کروں گی کسی کو تنگ“

علیزے مسکرائی ی

”بھیا میں آگ ئی“ علیزے نے سعد کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنے آنے کی اطلاع دی

تینوں بھائی ی پڑھنے میں مصروف تھے ننھی گڑیا کو دیکھ کر کھل اٹھیں

”بھائی ی آج تو چھٹی دے دیں مجھے ننھی گڑیا کے ساتھ کھیلنا ہے“ ذایان نے پہلی فرصت پڑھائی ی سے جان چھڑانی چاہی

”جی بھائی ی آج دے دیں نہ چھٹی پلیز انیک نے بھی چھٹی کی درخواست دی“

بیٹا آج دے دو چھٹی کل سے گڑیا اور ان دونوں کو ساتھ پڑھانا گڑیا کی مما سے میں نے بات کرلی ہے یہ بھی کل سے یہی پڑھے گی“ کوثر بیگم کا بھی ووٹ مل گیا اب تو چھٹی لازمی ہے

”چلیں ٹھیک ہے سب کی یہی مرضی ہے تو میں کیا بول سکتا ہوں“

سعد نے چھٹی کی درخواست قبول کرلی

”بھیا کی چھشی ہو گ ئی اب ہم کھلیں گے“

علیزے نے کھکھلا کر تالیوں کی سر بجائی ی

اس دن وہ تینوں بھائی ی ننھی علیزے کے ساتھ بچپن میں پہنچ گ ئے تھے پورے دن خوب ہلا گلا کرنے کے بعد ننھی علیزے تھک کر سو گ ئی تھی

سعد کو ہی اسے گود میں اٹھا کر اس کے گھر چھوڑ کے آنا پڑا.

کچھ ہی دنوں میں ننھی گڑیا تینوں بھائی یوں سے گھل مل گ ئی تھی لگتا ہی نہیں تھا علیزے رکشی بیگم کی بیٹی ہے یا کوثر بیگم کی

کوثر بیگم کی تین لاڈلوں کی لسٹ میں بھی ایک لاڈلی کا اضافہ ہو گیا تھا۔

دونوں گھر ایک ہی لگتے تھے آپس کی محبتوں میں دن بہ دن اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا علیزے کی آدھی تربیت رکشی بیگم کے گھر ہو رہی تھی تو آدھی کوثر بیگم کے گھر۔

سعد نے بھی علیزے کو پڑھانے کی ذمہ داری سنبھال لی تھی ہر کلاس میں علیزے پوزیشن لیتی تھی علیزے کے سونے کے بعد اسے گود میں اٹھا کر گھر چھوڑنے کی ذمہ داری بھی سعد کی تھی

ذایان ننھی گڑیا کے لیے کسی سے بھی لڑنے کو تیار رہتا ہفتے مہینے میں کوئی ی نہ کوئی ی عورت اپنے لعل کا لال منہ لے کر لال کرنے والے کے گھر پر کھڑی ہوتی یعنی ذایان کے گھر

ذایان سے وجہ پوچھی جاتی تو ایک ہی ہوتی تھی گڑیا کو تنگ کر رہا تھا یہ بچہ اس لیے میں نے مارا پھر سعد سے پٹائی ی بھی لگتی تھی ذایان ننھی علیزے کے لیے وہ بھی خوشی خوشی کھا لیا کرتا تھا

انیک گڑیا کا سینٹا کلوز تھا وہ جو مانگتی بھاگا بھاگا لے آتا چاہے خود کی ساری پاکٹ منی کی قربانی دینی پڑے

علیزے سب کی جان تھی وہ ننھی گڑیا آہستہ آہستہ بڑی ہو رہی تھی ننھی گڑیا کو لوگوں کا دیکھنے کا نظریہ بدل رہا تھا کیونکہ وہ ہر وقت سعد ذایان انیک تینوں میں سے کسی نہ کسی کے ساتھ پائی ی جاتی تھی گلی کی عورتیں علیزے کو

ان کے ساتھ دیکھ کر طوبہ طوبہ کرتی آگے بڑھ جاتیں علیزے یہ سب دیکھ کر بھائی یوں کا منہ تکتی وہ مسکرا کر اسے بہلا دیتے وہ معصوم سی گڑیا بہل بھی جاتی تھی

"ہائے ہماری چھیپکلی آگ ئی کیا"

"انیک بھائی ی میں کہاں سے چھپکلی نظر آرہی ہوں آپ کو"

"ارے چھوٹے یہ چھپکلی نہیں بندریا ہے" دونوں بھائی یوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا

"چپ کرو تم دونوں یہ نہ چھپکلی ہے نہ بندریا ہے" سعد نے علیزے کے کندھے پر بازوں پھیلایا

"یس میرے سعد بھائی ی آگ ئے اب پتا چلے گا دونوں کو" علیزے خوش ہوئی ی

"یہ تو چڑیل ہے" سعد نے اپنی بات پوری کی تینوں بھائی یوں نے ایک ساتھ قہقہ لگایا

علیزے منہ کھلے حیرت کے سمندر میں غوطے کھارہی تھی سعد نے بھی اسے چڑیل کہہ دیا جو ہمیشہ ان کی شراتوں سے علیزے کو بچاتا تھا

"جای ئے میں آپ تینوں سے بات ہی نہیں کرتی جارہی ہوں میں گھر"

علیزے کو تینوں بھائی یوں کے قہقے ہضم نہیں ہوئے

علیزے رخ موڑ کر منہ بنائے راہداری کی طرف چلدی

"ارے اچھا سوری سوری"

تینوں بھائی ی کان پکڑے علیزے کے سامنے کھڑے تھے تینوں کو کان پکڑے دیکھ کر علیزے کا قہقہ ہوا میں بلند ہوا

”ٹھیک ہے ٹھیک ہے معاف کیا“علیزے نے اپنی ہنسی کو بریک لگایا

تینوں بھائی ی بہن کے خوش ہونے پر خوش تھے لیکن یہ منظر دیکھ کر سامنے کھڑی صائی مہ جل کر خاک ہوگ ئی تھی

”چلو گڑیا جا کر مما کے ساتھ میلاد میں بیٹھوں ہم کھانے کا انتظام دیکھ لیں“ سعد کو کھانے کے انتظام کی فکر ہوئی ی

”جی بھیا“علیزے نے میلاد کی طرف رخ کیا جہاں نعت خواں اپنی آواز کا سحر سب پر پھونک رہی تھی

آج کوثر بیگم کے شوہر کی برسی تھی تو تینوں بیٹوں نے میلاد کا اہتمام کیا تھا رشتے دار تو تھے نہیں کوئی ی سب محلے والوں کو بلایا تھا جس میں ایک صائی مہ بھی تھی جو ہمیشہ سے علیزے سے جلتی آئی ی تھی وجہ یہ تھی سعد صائی مہ کو منہ نہیں لگاتا تھا لیکن علیزے سے بہت محبت کرتا تھا اور صائی مہ کے بقول صائی مہ سعد سے بہت محبت کرتی ہے

وہ تینوں تو چلے گ ئے صائی مہ نے علیزے پر اپنے طعنوں کے تیر چلانے شروع کر دی ئے

”ہیلو علیزے کیسی ہو“

”جی صائی مہ آپی میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں“

”تمھارے ہوتے ہوئے میں کیسے ٹھیک ہو سکتی ہوں آخر تم چاہتی کیا ہو سعد کا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتی ذایان اور انیک ہیں نہ تمھارے لیے ان کے ساتھ اف ئیرز چلاؤ ں نہ میرے سعد کو تو بخش دو“

صائی مہ نے سولہ سالہ معصوم سی علیزے پر اپنا غصہ نکال دیا

”آپی یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ وہ تینوں بھائی ی ہیں میرے میں نے ایسا کبھی نہیں سوچا“علیزے کی ہرنی جیسی آنکھوں میں آنسوں چمک رہے تھے

”تم مجھے بیو قوف سمجھتی ہو جو تمھاری باتوں میں آجاؤں گی تمھیں تو میں۔۔۔

”صائمہ خبردار میری گڑیا کے بارے میں ایک لفظ بھی اور غلط نکالا تو اچھا نہیں ہو گا تمھارے لیے ورنہ میری گڑیا کی آنکھوں میں آنسو لانے والے کو میں بخشتا نہیں ہوں جس کے لیے تمھیں بلایا ہے نا جا کر وہی کرو“

سعد نے منٹوں میں علیزے کا بدلہ لیا اور صائمہ کی خوب عزت افزائی ی کی

سعد کسی کام سے گھر میں آیا تھا صائمہ کی

باتیں سن کر سعد سے برداشت نہیں ہوا اور صائمہ کا غصہ صائمہ پر ہی اتارا

صائمہ نے وہاں سے نکلنے میں ہی آفیت جانی وہ منہ کے زاویے بگاڑتی وہاں سے چلی گ ئی

”گڑیا“

”جی بھیا“

”میں نے کیا سکھایا ہے ہمیشہ برے لوگوں کی غلط باتوں پر اپنے یہ قیمتی موتی زایعہ نہیں کیا کرو اور ویسے بھی یہ موتی تمھاری رخصتی کے وقت کام آئی یں گے“

سعد نے علیزے کو بہلایا ہمیشہ کی طرح وہ بہل بھی گ ئی

”بھیا مجھے نہیں جانا رخصت ہو کر میں تو آپ کے ساتھ رہوں گی ہمیشہ “علیزے نے سعد کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا

”اچھا بھ ئی تم ہمیشہ میرے ساتھ رہنا چلو اب جاؤ مما کے پاس“ سعد نے ہار مان لی

”اوکے بھیا“علیزے میلاد سننے چلی گ ئی سعد اپنے کام سے چلا گیا.

”ساتھ تو لکھا قسمت میں ہمارا

لیکن کچھ مشکلوں کے بعد.“

”یہ یہاں کب آ کر سوئی ی میں تو سمجھ رہا تھا یہ گھر پر چلی گ ئی اپنے“

ہرے رنگ کی پٹیالہ شلوار پر لال کرتی گلے میں نیٹ کا ڈوپٹا ہونٹوں پر گلابی لپیسٹک وہ اپنے چہرے پر سارے جہاں کی معصومیت سجائے بے خبر سعد کے کمرے میں سو رہی تھی

محفل میلاد ختم ہو چکی تھی لوگ اپنے گھروں کو لوٹ گ ئے تھے پر علیزے نے اپنے گھر جانے کی زحمت نہیں کی تھی وہ تھک گ ئی تھی نیند بھی بہت تیز آ رہی تھی جس کا کمرا ملا وہی جا کر سو گ ئی سب سمجھ رہے تھے وہ گھر چلی گ ئی پر وہ علیزے ہی کیا جو سعد کے بازوں میں گھر نہ جائے

سعد علیزے کو اٹھانے کے ارادے سے آگے بڑھا 26 چھبیس سالہ سعد سولہ سالہ علیزے کے حسن کے سحر میں کھو گیا بے خودی میں سعد نے علیزے کے چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے کیے علیزے کسمسائی ی سعد علیزے کے سحر سے واپس آیا اور اپنا ہاتھ کھینچ لیا

”یہ میں کیا کر رہا تھا یہ لڑکی پٹوائے گی مجھے مما سے علیزے اٹھو چلو تمھیں گھر چھوڑ کر آؤں“ سعد نے بازوں ہلایا علیزے کا

”سونے دیں نہ سعد بھائی“ ی علیزے نیند میں ہی بڑبڑائی ی

”مجھے بھی سونا ہے نہ اٹھو اپنے گھر جاؤ یار“ سعد نے تھکے تھکے لہجے میں کہا

علیزے پر کوئی ی اثر نہیں ہوا وہ بے سود سوتی رہی

سعد سے مزید برداشت نہ ہوا اس نے علیزے کے دونوں بازوں سے پکڑ کر اٹھا کر بٹھا دیا

علیزے نے مندی مندی آنکھیں کھولیں

"چلو اٹھو گھر چھوڑ کر آؤں"

سعد نے علیزے کو بازوں سے پکڑ کر کھڑا کر دیا ایک ہاتھ اس کی گردن سے گزار کر کندھے پر رکھا ایک ہاتھ سے اس کا بازوں پکڑا اور علیزے کو خود سے لگائے کمرے سے باہر نکل گیا

علیزے کا سر سعد کے کندھے پر تھا

”یار علیزے بہت تنگ کرتی ہو تم مجھے مار کھاؤ گی کسی دن میرے ہاتھوں“

سعد نے خفگی دیکھائی ی

”آپ اپنی گڑیا کو مارے گے“علیزے نے ہلکی ہلکی آنکھیں کھول کر کہا

”تم سیدھی ہو جاؤ نہیں تو نالی میں پھینک دونگا تمھیں“

سعد نے مصنوعی غصے سے کہا

علیزے کے لیے یہ ہی غصہ کافی تھا وہ فوراً سیدھی ہو گ ئی سعد کبھی بھی اس پر غصہ نہیں کرتا تھا سعد کو غصہ نہیں آتا تھا جب آتا تو بہت تیز آتا تھا وہ علیزے کو ڈرا کر خود سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لیے سعد علیزے پر مصنوعی غصہ کرتا تھا وہ چڑیا سے دل کی مالک سعد کے اتنے سے غصے سے بھی ڈر جاتی تھی

”آنٹی دروازہ کھولیں آپ کا سامان آیا ہے“سعد نے ڈور بیل بجاتے ہوئے کہا

علیزے ہلکی سی مسکائی ی

”سعد بیٹا کونسا سامان“رکشی بیگم نے دروازہ کھولتے ہی پوچھا

”آنٹی یہ سامان“سعد نے برابر میں کھڑی علیزے کی طرف اشارہ کیا

”علیزے تم میں تو سمجھ رہی تھی تم سو رہی ہو اپنے کمرے میں“رکشی بیگم نے علیزے کو ڈانٹا

”آنٹی یہ سو ہی رہی تھی مگر میرے کمرے میں آپ اندر لے جائیں اسے کہی گلی میں نہ سو جائے“سعد نے اونگھتی ہوئی ی علیزے کو دیکھتے ہوئے کہا

"جی بیٹا چلو علیزے آجاؤ" رکشی بیگم نے بیٹی کو گھر میں لیا دروازہ بند کر دیا

سعد نے بھی گھر کی راہ لی سعد اپنے بیڈ پر لیٹا اسے اپنے بیڈ سے علیزے کی خوشبوں آئی ی اور وہ مسکراتا ہوا آنکھیں موند گیا

محبت کی ابتدا ہوئی ی ہے

عشق کا ملن باقی ہے ابھی.

سعد مردانہ وجاہت کا بھرپور مرد تھا براؤن آنکھیں براؤن بال کھڑی ناک چوڑا سینا گندمی رنگت لمبا قد بلاشبہ وہ ایک حسین مرد تھا یہی وجہ تھی کے صائمہ اس کے پیچھے دیوانی تھی

ذایان بھی کچھ کم نہیں تھا تینوں بھائیوں میں ایک بات مشترکہ تھی تینوں کی آنکھیں براؤن تھیں جو ان کی خوبصورتی میں اور اضافہ کرتی تھیں

ذایان بھی سعد سے کچھ مختلف نہیں تھا لمبا قد چوڑا سینا گندمی رنگت کالے بال ذایان بھی حسن میں کسی سے کم نہیں تھا

انیک اپنے دونوں بھائیوں سے چھوٹا تھا پر خوبصورت وہ بھی تھا کسرتی جسم براؤن بال بڑی بڑی پلکے کھڑے نین نقش کم تو وہ بھی نہیں تھا کسی سے

علیزے چڑیا کے سے دل کی مالک ہرنی جیسی خوبصورت آنکھیں دودھیا رنگت لمبے گھنے سنیرے بال درمیانہ قد روئی ی جیسے گلابی گال پتلے پتلے ہونٹ علیزے کو اگر باربی ڈول سے ملایا جائے تو غلط نہ ہو گا.

"سعد بھائی ی چلیں نہ میرے ساتھ پلیز چلیں نہ"

"گڑیا میں آفس کے لیے لیٹ ہو جاؤں گا تم ذایان یا انیک کے ساتھ چلی جاؤ"

”نہیں میں ان کے ساتھ نہیں جاؤں گی یہ لوگوں کو چھیڑتے ہیں وہاں جاکر مزاق بناتے ہیں لوگوں کا آپ چلیں نہ پلیز مجھے ڈاکیومنٹس میں یا فوم میں کوئی ی مسل ئی ہ ہوا تو آپ مدد تو کر دیں گے نا یہ دونوں نہیں کرتے پلیز چلیں میرے ساتھ کالج“

”جھوٹی کب چھیڑا ہم نے“ انیک کو اپنے اوپر الزام برداشت نہیں ہوا

ذایان کی تو جان بستی تھی علیزے میں خاموش کھڑا مسکراتا رہا

”جب میں میٹرک کی مارک شیڈ لینے گ ئی تھی آپ کے ساتھ میرے ساتھ جو لڑکی کھڑی تھی اس کو کیا بولا تھا آپ نے“ علیزے نے انیک کو اس کا جرم یاد دلایا

”کیا بولا تھا بتانا ذرا“ انیک نے بھی آگے بڑھ کر کہا

”آپ نے کہا تھا تیار تو ایسے ہو کر آئی ی ہے جیسے مارک شیڈ لینے نہیں اپنے باپ کے ولیمے میں آئی ی ہے اور پیچھے کھڑا اس کا باپ سب سن چکا تھا جو پولیس والا بھی تھا میں سوری نہ کہتی تو اٹھا کر جیل میں ڈال دیتا آپ کو وہ“ علیزے نے پورا واقعہ بیان کیا

”ہاں تو تیاری دیکھی اس کی پہلے تو مجھے شبہ ہوا تھا اس پر کہی خواجہ سراح تو نہیں پر غور کرنے پر معلوم ہوا وہ بہت سارا میکاپ تھوپی ہوئی ی ایک لڑکی ہے“ انیک نے بھی اپنی کہی بات کی تشریح کر دی

انیک اور علیزے کی لڑائی کو سعد اور ذایان خوب انجوائے کر رہے تھے

کوثر بیگم بہت دیر سے یہ صبح صبح کا شور برداشت کر رہیں تھیں کچن سے باہر نکل آئی یں

”کیا شور مچار کھا ہے تم لوگوں نے صبح صبح سعد چلو علیزے کو لے جاؤ کالج کہی ایڈمیشن کی ڈیٹ نہ نکل جائے ذایان چلو آفس جاؤ انیک چلو یونیورسٹی کے لیے نکلو“

کوثر بیگم نے سب کو روانہ ہونے کا حکم دیا

"چلو گڑیا" سعد نے علیزے کو چلنے کا اشارہ کیا

"چلیں "علیزے نے بھی سعد کے پیچھے پیچھے قدم بڑھائے

علیزے جیسے ہی کار میں بیٹھی سعد نے اس کو اوپر سے نیچے تک دیکھا

"عبایا کب لو گی تمھیں کتنی دافع کہا ہے بڑی ہو گ ئی ہو عبایا پہنا کرو" سعد کو علیزے پر لوگوں کی ہوس بھری نظریں چبھتی تھی اسی لیے ہمیشہ اس کو عبائے کا کہتا رہتا تھا

"جی بھائی ی لے لوں گی آپ چلیں نہ دیر ہو رہی ہے "علیزے منمنائی ی

سعد نے سن گلاسس آنکھوں پر سجائے گاڑی اسٹارٹ کی اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا

انیک اور ذایان بھی اپنی اپنی بائی کس پر نکل گ ئے تھے

سعد اور علیزے ابھی کالج سے واپس آئے تھے سامنے کا منظر دیکھ کر سعد تو سانس لینا بھول گیا علیزے اپنے جلتے ہوئے گھر کو دیکھ کر دھاڑے مار مار کر رو دی

علیزے کی آواز سعد کے کان میں پڑی تو اسے ہوش آیا اس نے فوراً علیزے کو سنبھالا جو اپنے جلتے ہوئے گھر کی طرف جا رہی تھی

"بھیا میرے مما بابا کے پاس جانا ہے چھوڑے مجھے بھیا جانے دیں مجھے "

علیزے ہاتھوں سے نکلی جا رہی تھی سعد کو اسے سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا

سعد نے روتی بلکتی علیزے کو اپنے سینے سے لگا لیا

"بس گڑیا بس"

”بھیامیں اکیلی ہوگ ئی میرا کوئی ی نہیں رہا بھیا مجھے بھی مار دو میں کیا کروں گی جی کر“علیزے سعد کی بانہوں میں قید تھی

سعد اس کو دلاسے دے رہا تھا

فائی ربریگیٹ نے وقت پر پہنچ کر آگ پر قابوں پالیا تھا

سعد اور علیزے کا گھر تو برابر تھا پر درمیان میں موٹی دیوار ہونے کی وجہ سے سعد کا گھر محفوظ رہا

ذایان اور انیک علیزے کو گھر میں لے گ ئے تھے وہ رو رو کے نڈھال ہوگ ئی تھی آنکھیں سرخ ہوگ ئی تھی لیکن آنسوں رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے اس معصوم کو صبر بھی آتا تو کیسے آتا اس کے دو ہی رشتے تھے پوری دنیا میں وہی سہارا تھے اس کا وہ یتیم ہوگ ئی تھی ماں کا سایہ سر پر سے اٹھ گیا تھا

کوثر بیگم نے ایک ماں کی طرح اپنی لاڈلی کو سنبھالا اسے اپنے مامتا بھرے آغوش میں لیا

سعد ذایان انیک اپنی ننھی گڑیا کو روتے بلکتے دیکھتے تو ان کی آنکھوں میں بھی نمکین پانی جما ہو جاتا

ذایان تو علیزے کی حالت دیکھ دیکھ کے نڈہال ہو گیا اور سعد کے گلے لگ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دیا

”بھائی ی میرے گڑیا ٹوٹ گ ئی بھائی ی میری گڑیا میری گڑیا مجھ سے نہیں دیکھی جاتی اس کی یہ حالت“

”خود کو سنبھالو جوان مرد ہو کر رو رہے ہو تم تو کہتے تھے گڑیا کے ہر مشکل وقت میں اس کی ڈھال بن کر رھوں گا کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا اب وہ مشکل میں ہے تو اس کے پاس جاؤ سہارا دو اسے چپ کرواؤ اسے احساس دلاؤ اس دنیا میں وہ اکیلی نہیں ہے ہم ہیں نہ اس کے اپنے“

سعد نے چھوٹے بھائی ی کو دلاسا دیا

علیزے کے والدین کی وفات کو دو دن گزر گ ئے تھے آگ دو لوگوں کی جان لے کر خاموش ہو چکی تھی پولیس بھی اپنا کام کر کے چلی گ ئی تھی گھر میں آگ لگنے کی وجہ گیس سلینڈر تھا علیزے کے ماں باپ کے جھلسے ہوئے جسموں کو دفنا دیا گیا تھا علیزے کو کوثر بیگم نے اپنے پاس ہی رکھ لیا تھا وہ معصوم جاتی بھی کہاں اس کا کوئی ی نہیں تھا

رکشی بیگم اپنی ماں کی اکلوتی بیٹی تھی ان کی ماں کی بھی وفات ہو چکی تھی علیزے کے والد کا بھی کوئی ی نہیں تھا.

کوثر بیگم اور ان کے تینوں بیٹوں نے علیزے کو سنبھالا اس برے وقت میں ان لوگوں نے اس کو اکیلا نہیں چھوڑا علیزے کے والدین کی وفات کو ایک مہینہ گزر گیا تھا اب وہ کافی سنبھل چکی تھی بس ہنستی بولتی کم تھی ذایان اس کو ہنساتا بھی تو کبھی ہنس دیتی کبھی رونے لگ جاتی تھی وہ کبھی کسی بھائی ی کے ساتھ باہر بھی نکلتی تو عورتیں ایک دوسرے کے کانوں میں گھس جاتی یا اس معصوم بے سہارا پر طعنے کستی سعد غصے سے دیکھتا تو خاموشی سے نکل جاتی تھی

کوثر بیگم کے علم میں بھی لوگوں کی ساری باتیں تھیں ان کے گھر کے بارے میں لوگ کیسی کیسی باتیں کرتے ہیں تین جوان لڑکے ایک جوان لڑکی اندر ہی اندر کیا کچھ ہوتا ہے ہمیں کیا معلوم لوگوں کی باتیں سن سن کر کوثر بیگم پریشان ہو گ ئی تھیں آج وہ ایک مولوی صاحب کے گھر آئی یں تھیں اس معاملے کا حل نکالنے وہ اپنے چاروں بچوں سے بہت محبت کرتی تھیں ان کی یوں بدنامی برداشت نہیں کر سکتی تھیں

"اَلسَلامُ عَلَیُکم مولوی صاحب"

"وَعَلَیُکم السَّلام بہن بتائیں کیسے آنا ہوا"

”مولوی صاحب میں آپ سے ایک اہم مس ئی لہ دریافت کرنے آئی ی ہوں مجھے اس کا حل بتائیں

”ہاں بہن بولو کیا مسل ئی ہ ہے“مولوی صاحب نے فکر مندی سے پوچھا

”مولوی صاحب ایک مہینہ پہلے جو حادثہ ہوا اس سے تو آپ واقف ہی ہیں ان کی جو بیٹی تھی وہ ہم سے بہت زیادہ مانوس تھی ہمارے علاوہ اس دنیا میں اس کا کوئی ی ہے بھی نہیں تو میں نے اس کو بیٹی بنا کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے میرے تینوں بیٹے بھی بہن مانتے ہیں اسے مگر لوگ ان کی باتیں اس بچی کو سکون سے جینے نہیں دیتیں میں کیا کروں میرے سمجھ نہیں آرہا“

کوثر بیگم نے ساری بات مولوی صاحب کے غوش گزار کی

”بہن یہ تو اچھی بات ہے آپ نے ایک بے سہارا بچی کو سہارا دیا مگر اس دنیا کے قانون کے مطابق آپ اس کو ایسے نہیں رکھ سکتیں کل کو کسی نے آپ پر الزام لگا دیا آپ نے ایک لڑکی کو قید کیا ہوا ہے تو آپ کیا کریں گی آپ کا تو کوئی ی رشتہ نہیں اس سے آپ کو اس کو قانونی طور پر اپنی بیٹی بنانے کے لیے کاغذی کاروائی ی کا سامنا کرنا ہو گا مگر ان کاموں میں کافی پیچیدگیاں پیش آتی ہیں اور دوسرا حل یہ ہے کوئی ی اچھا لڑکا دیکھ کر اس کی شادی کروادیں“

مولوی صاحب نے دو حل رکھے کوثر بیگم کے سامنے

”مولوی صاحب وہ تو بہت چھوٹی ہے سولہ سال کی تو ہے بس وہ اس کو تو اتنی عقل بھی نہیں ہے سیدھی سادھی سی ہے“کوثر بیگم نے اپنا خدشہ بیان کیا

”بہن بچی میں نے دیکھی ہے معصوم سی ہے لیکن بہن سولہ سال کم عمر نہیں ہوتی آپ اللہ کا نام لے کر کر دو شادی ان شاء اللہ سب اچھا ہو گا“مولوی صاحب نے جواب دیا

”ٹھیک ہے مولوی صاحب آپ ہی کوئی ی لڑکا بتا دیں میری نظر میں تو کوئی ی نہیں ہے“ کوثر بیگم نے راضی ہوتے ہوئے کہا

”بہن میرا تو ایک ہی لڑکا ہے وہ بھی شادی شدہ ہے اور لڑکا ڈھونڈ کیوں رہی ہو آپ کے گھر میں ہی ماشاء اللہ تین تین لائی ق فائی ق لڑکے موجود ہیں ان میں سے کسی ایک سے کر دو بچی بھی آپ کے پاس ہی رہے گی اور پھر اتنی جلدی میں کوئی ی اچھا لڑکا ملنا مشکل ہے“ مولوی صاحب نے کوثر بیگم کی پریشانی کا حل پیش کیا

”لیکن مولوی صاحب وہ تینوں تو اس کو بہن مانتے ہیں میں کیسے راضی کروں گی ان کو“ کوثر بیگم پریشان ہو گ ئی یں

”بہن آپ کے لڑکوں کا اس بچی سے خون کا رشتہ نہیں ہے منہ بولی بہن ہے اس سے تو شادی ہو سکتی ہے اور جہاں تک ان کے راضی ہونے کی بات ہے تو وہ بچے میرے سامنے ہی جوان ہوئے ہیں اور آج تک میں نے ان کو آپ کی کوئی ی بات ٹالتے ہوئے نہیں دیکھا آپ کے تینوں لڑکے بہت فرمانبردار ہیں آپ کہے گی تو مان جائی یں گے“ مولوی صاحب نے کوثر بیگم کو پریشانی سے نکالا

”ٹھیک ہے مولوی صاحب آپ کا بہت بہت شکریہ آپ نے مجھے اتنا وقت دیا اور میرے مس ئی لے کا حل بھی بتایا“

کوثر بیگم آخر کار مولوی صاحب کی ساری بات سمجھ ہی گ ئی

”نہیں بہن شکریہ کی کوئی ی بات نہیں“

”اب میں چلتی ہوں مولوی صاحب“ کوثر بیگم گھر کے لیے روانہ ہو گ ئی یں.

”مما کہاں گ ئی ی تھیں آپ میں کب سے آپ کا ویٹ کر رہا ہوں“ سعد نے ماں کو خود سے لگاتے ہوئے کہا

"ارے بیٹا کام سے گ ئی تھی یہ بتاؤ تم نے کھانا کھایا" کوثر بیگم نے پیار سے کہا

"آپ کے بغیر کھا سکتے ہوں کیا کھانا"

ذایان انیک نے یک زبان ہو کر کہا

"اچھا چلو میں لگاتی ہوں کھانا علیزے کہاں ہے" کوثر بیگم کو علیزے کی فکر ہوئی ی

"مما اسے سلا دیا میں نے اس کے سر میں درد تھا تو میں نے دودھ سے ٹیبلیٹ کھلا کر اسے سلا دیا" سعد نے جواب دیا

"اچھا چلو اچھی بات ہے مجھے بھی تم تینوں سے ضروری بات کرنی تھی جو اس کے سامنے نہیں ہو سکتی تھی" کوثر بیگم نے تینوں کو حیران کر دیا

"ایسی کیا بات ہے مما جو علیزے کی غیر موجودگی میں کرنی ہے آپ کو" ذایان نے سوال کیا

"پہلے کھانا کھالو پھر کریں گے بات" کوثر بیگم کچن میں چلی گ ئی یں

"بھائی ی آپ کو معلوم ہے اس بارے میں کچھ" انیک نے دل میں آیا سوال پوچھا

"نہیں چھوٹے مجھے نہیں معلوم کچھ" سعد نے لاعلمی کا اظہار کیا

تینوں سر جھٹک کر کھانا کھانے چلے گ ئے

کھانا بھی تینوں سے ٹھیک سے کھایا نہیں گیا جلدی جلدی کھانا کھا کر تینوں ماں کا انتظار کرنے لگ گ ئے کچھ دیر میں کوثر بیگم بھی برتن دھو کر آگ ئی یں

تینوں بھائی ی پوری طرح اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوئے

"مما کیا بات ہے بتائیں" سعد نے بات کا آغاز کیا

For more visit (exponovels.com)

”سعد ذایان انیک تم تینوں کو اچھی طرح معلوم ہے علیزے جب سے ہمارے گھر آئی ی ہے لوگ الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہیں غلط الزام لگا رہے ہیں“

”مما ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ میں نے بھی بہت باتیں سنی ہیں“ سعد نے بھی ماں کی بات کو سمجھ کر جواب دیا

”اسی سلسلے میں ُمیں مولوی صاحب کے پاس گ ئی تھی انہوں نے مجھے اس کا حل علیزے کی شادی بتایا ہے عزت سے وہ بچی اپنے گھر کی ہو جائے گی اور ہمارے گھر پر الزام لگانے والے لوگوں کے منہ بند ہو جائی یں گے“

کوثر بیگم نے بات مکمل کر کے تینوں بیٹوں کو دیکھا

تینوں سکتے کی حالت میں بیٹھے ماں کو دیکھ رہے تھے

”بچوں ایسے مت دیکھوں میں جو کہہ رہی ہوں علیزے کی بھلائی ی کے لیے کہہ رہی ہوں اور میں چاہتی ہوں تم تینوں میں سے کوئی ی ایک اس سے شادی کر لو گھر کی بچی گھر میں رہے گی“ کوثر بیگم نے اپنے لاڈلوں پر ایک اور بم پھوڑا

”مما یہ سب کیا کہہ رہیں ہیں آپ وہ ابھی چھوٹی ہے بہت اور ہم میں سے کوئی ی شادی کر لے آپ تو اچھی طرح جانتی ہیں ہم اس کو اپنی چھوٹی بہن مانتے ہیں“ ذایان کو غصہ آ گیا تھا

”ہاں مما ذایان صحیح کہہ رہا ہے بلکل آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں“ انیک نے بھی ذایان کی بات کی تائی ید کی

سعد زبان پر قفل لگائے ماں کو دیکھ رہا تھا اس کے دماغ نے تو جیسے کام کرنا چھوڑ دیا تھا

”بس کرو تم لوگ دیکھو میں ایک جوان لڑکی کو بنا رشتے کے گھر میں نہیں رکھ سکتی تم تینوں بھی جوان ہو شیطان کو جوان لڑکے لڑکیوں پر حاوی ہونے میں دیر نہیں لگتی اور میں اپنے گھر کی مزید بدنامی برداشت نہیں کر سکتی تم تینوں کو میرا یہ فیصلہ ماننا ہو گا“ کوثر بیگم نے اپنے لاڈلوں کو غصہ دیکھایا

”ٹھیک ہے مما انیک سے کر دیں علیزے کی شادی انیک سب سے چھوٹا ہے علیزے کے ساتھ صحیح رہے گا“ سعد نے قفل توڑا پر خوش اب بھی نہیں تھا

انیک ذایان منہ کھولے سعد کو تک رہے تھے.

سعد نے اتنی بڑی بات کس ضبط سے کہی تھی یہ وہ ہی جانتا تھا

”نہیں سعد میں نے سوچ لیا ہے علیزے کی شادی مجھے کس سے کرنی ہے“

”آہ شکر“ انیک کا رو کا ہوا سانس بحال ہوا

”تو کیا آپ مجھ سے شادی کروانے کا سوچ رہی ہیں نو مما میں تو اسے دل سے بہن مانتا ہوں میں ایسا بلکل بھی نہیں کروں گا“ ذایان نے بھی شادی سے انکار کر دیا

”انیک کے پاس کوئی ی جاب نہیں یہ خود پڑھ رہا ہے یہ شادی کی ذمہ داریاں کیسے اٹھائے گا ذایان بڑا تو ہو گیا ہے پر اس کی شرارتے ابھی تک ختم نہیں ہوئی ی ہیں سمجھداری کا تو اس سے دور دور تک کوئی ی تعلق نہیں سعد تم سمجھدار بھی ہو بڑے بھی ہو سب سے زندگی کی اونچ نیچ سمجھتے ہو اور علیزے کی جو حالت ہے اس وقت اسے مضبوط سہارے کی ضرورت ہے جو صرف تم بن سکتے ہو اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے اس کی شادی تم سے کروں گی“

کوثر بیگم نے آخر کار اپنا فیصلہ سنا ہی دیا

ذایان اور انیک سعد کی شکل دیکھ کر ہنسی دبا کر بیٹھے تھے

”بھائی ی شادی مبارک ہو“ ذایان نے سعد کو چھیڑا

”چپ کرو تم“ سعد نے ذایان کو گھورا

”میں نہیں کروں گا یہ شادی مما یہ ظلم ہے اس کے ساتھ چھوٹی ہے وہ بہت مجھ سے میں چھبیس سال کا ہوں اور وہ صرف سولہ کی ہے“ سعد نے ماں کو اپنے اور علیزے کے بیچ کا فرق بتایا

”کوئی ی بات نہیں بیٹا عمر سے کچھ نہیں ہو تا لڑکا عمر میں بڑا ہو تو چل جاتا ہے اور ظلم کیسا اس پر تم کوئی ی بوڑھے تو نہیں ماشاء اللہ سے جوان ہو خوبصورت ہو کوئی ی بری عادت نہیں تم میں جاب بھی اچھی ہے“ کوثر بیگم نے سعد کو سمجھایا

”مما پلیز میرے دل میں ایسا کچھ نہیں وہ بچی ہے میں نے اس کو اپنے انھیں ہاتھوں سے پالا ہے کھلایا ہے گھومایا ہے میں کیسے کر لوں اس سے شادی“

سعد ماں کے سامنے بے بس ہوا

انیک ذایان اپنی ہنسی دبا کر بیٹھے تھے کیونکہ وہ دونوں تو اپنی بہن کے بھائی ی بن گ ۓ تھے لیکن سعد پھنس گیا تھا جس کے بچنے کے کوئی ی چانس نہیں تھے ان کی ماں سعد کی شادی کروا کر ہی دم لے گیں

”بیٹا مجھے معلوم ہے تم نے پالا اسے کھلایا گھومایا ان ہاتھوں سے اور تو اور اس کی تربیت بھی تم نے کی ہے اس کو اپنے جیسا صابر وفادار سمجھدار بنایا ہے اور اب تم ہی اس کے جیون ساتھی بن جاؤ گے اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے اگر تم ابھی بھی رضامند نہیں ہو تو کوئی ی لڑکا ڈھونڈ لو علیزے کے لیے میں اس بچی کو عزت سے

رخصت کر دوں گی اب شادی کے بعد اس کے ساتھ جو بھی ہو اس کے ذمے دار تم ہو گے ساس اس سے سارے گھر کا کام کروائے نندیں چاہیں اچھی ہو یا بری شوہر بھی پیار کریں نہ کریں جو بھی ہو اس معصوم کے ساتھ اس کے ذمے دار تم ہو گے" سعد کو ثر بیگم نے سعد کو ایموشنل بلیک میل کیا

"ٹھیک ہے مما میں راضی ہوں"

سعد نے جواب دیا اور اٹھ کر خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا گیا

"واہ مما کیا بلیک میل کیا ہے آپ نے بھائی ی کو فوراً مان گ ئے" ذایان نے ماں کو داد دی

"ہم دلہا کو تو میں نے منالیا لیکن دولہن کو تم دونوں مناؤ گے"

کوثر بیگم نے علیزے کو منانے کی ذمے داری انیک ذایان پر ڈالدی

"مما ہم کیسے منائیے گے اس کو" انیک نے حیرانگی سے ماں کو دیکھا

"مجھے نہیں معلوم مناؤ کیسے بھی کر کے کل کا دن ہے تم دونوں کے پاس بس" کوثر بیگم نے جواب دیا اور اپنے کمرے کی طرف چلدی

"یار بھائی ی کیسے منائی یں گے اسے" انیک نے ذایان سے پوچھا

"چھوٹے توں اتنی فکر کیوں کر رہا ہے میری گڑیا کو منانا نہیں بہلانا پڑتا ہے" ذایان نے آنکھ دباتے ہوئے کہا

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں" انیک کے سر سے گزر گ ئی ذایان کی بات

"ارے چھوٹے ابھی سو جاتے ہیں کل بات کریں گے چل گڈ نائی ٹ"

ذایان اپنی بات کہہ کر انیک کا جواب سنے بنا اپنے کمرے میں چلا گیا

انیک بھی سر جھٹک کر کمرے میں چلا گیا.

”یہ کیا فیصلہ سنا دیا مما نے میں اس چھوٹی سی بچی کو اپنی بیوی کا درجہ دے پاؤں گا کیسے وہ معصوم مجھے شوہر کے روپ میں قبول کرے گی میری کانچ کی گڑیا کا سامنا کیسے کروں گا میں اے اوپر والے میری مدد فرما بس مجھے ہمت دے میں اس معصوم کی تکلیف کی وجہ نہ بنوں بلکہ اس کا مرہم بنوں جس کی اسے ضرورت ہے ابھی“

سعد جب سے کمرے میں آیا تھا انھیں سوچوں میں غلطہ تھا وہ اپنی گڑیا کا مرہم بننا چاہتا تھا اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی سعد نے ساری رات علیزے اور اپنی بدلتی زندگی کے بارے میں سوچتے ہوئے کاٹ دی جہاں سعد شادی کو لے کر فکر مند تھا وہاں علیزے بے فکر ہو کر اپنی نیند پوری کر رہی تھی اپنی آنے والی زندگی میں ہونے والے بدلاؤں سے بے خبر سو رہی تھی

سعد صبح جلدی اٹھ کر آفس چلا گیا تھا وہ علیزے کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا

انیک اور ذایان نے آج چھٹی کی تھی تا کہ اپنی پیاری گڑیا کو شادی کے لیے راضی کر سکیں

کوثر بیگم بھی خوش تھیں پر ایک ڈر بھی تھا کہ علیزے یہ نہ سمجھے کہ اس کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے مگر کوثر بیگم نے سوچ لیا تھا وہ علیزے کو ہمیشہ اپنی بیٹی بنا کر رکھے گیں کبھی ساسوں والا سلوک نہیں کرے گی کوثر بیگم ویسے ہی ایک نرم دل کی خاتون تھیں تو ان کا جابر ساس بننا ناممکن تھا

”انیک بھائی ذایان بھائی آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں سعد بھائی کو پتا چلا نہ دماغ ٹھیکانے پر لگا دیں گے آپ دونوں کا“

”اور اگر میں کہوں کہ یہ بات سعد بھائی ی کے علم میں ہے اور وہ راضی بھی ہیں تو کیا کہو گی تم“

انیک نے علیزے کے علم میں اضافہ کیا

”ذایان بھائی ی انیک بھائی ی کیا کہہ رہے ہیں یہ علیزے نے ذایان سے تائید چاہی“

”گڑیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے سعد بھائی ی بھی راضی ہیں“ ذایان نے سنجیدگی سے جواب دیا

”آپ لوگ ایسا کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ کیوں کروا رہے ہیں میری شادی وہ بھی سعد بھائی ی سے“

علیزے کی آنکھیں بھیگ گ ئی تھی آنسوں آنکھوں سے پسل کر رخساروں کا سفر طے کرتے ہوئے علیزے کی گود میں گر رہے تھے

”نہیں نہیں میری گڑیا ایسے نہیں روتے“

ذایان علیزے کے آنسوں دیکھ کر تڑپ گیا تھا اس نے فوراً آگے بڑھ کر اپنی گڑیا کے آنسوں صاف کیے پھر ہاتھ کا پیالہ بنا کر علیزے کا چہرا اپنے ہاتھوں میں تھاما اور پیار سے سمجھانے لگا

”تم تو ہم سب کی جان ہو ہم تمھیں ہمیشہ اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں تمھیں خود سے دور نہیں کرنا چاہتے اسی لیے ہم یہ فیصلہ لے رہے ہیں کل کو ہمیں تمھاری شادی کر کے تمھیں رخصت کرنا ہو گا نہ تو ابھی کر دیتے ہیں اور تمھیں ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں تا کہ اگر کوئی ی تمھیں ہم سے دور بھی کرنا چاہے تو نہ کر سکے ایک دفع تمھاری بھائی ی سے شادی ہو جائے پھر ہم خوب مزے کرا کریں گے خوب گھومیں گے پھریں گے سعد بھائی ی کو تو تم بچپن سے جانتی ہو ان کی طرف سے تم بے فکر رہو وہ بھی بس تمھیں خوش دیکھنا چاہتے ہیں اسی لیے راضی ہو گ ئے ہیں“

ذایان نے اتنے پیار سے سمجھایا علیزے دوبارہ نہ نہیں کر پائی ی

”ٹھیک ہے بھائی ی میں راضی ہوں“

علیزے نے سر جھکا کر کہا

انیک نے علیزے کی بات سن کر ذایان کو ستائی شی نظروں سے دیکھا انیک کو یہ مشن جتنا مشکل لگ رہا تھا ذایان نے یہ مشن اتنی آسانی سے پورا کر لیا تھا

”یہ بات ہوئی ی نہ میری گڑیا“ ذایان نے علیزے کو خود سے لگایا

”میں مما کو خوشخبری سنا کر آتا ہوں“

انیک کہتے کے ساتھ ہی روم سے نکل گیا

”گڑیا پریشان نہیں ہونا ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو گا تمھارا یہ بھائی ی ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے گا اگر شادی کے بعد کبھی بھی کوئی ی بھی مس ئی لہ ہو تو مجھے بتانا چاہے بھائی ی کی شکایت ہی ہو تمھارا بڑا بھائی ی ہونے کی حثیت سے میں بھائی ی کی خبر لوں گا“

ذایان کی آخری بات پر علیزے مسکرا دی

”آپ ان کی خبر لے گے“

”ہاں تو میری بہن کو تنگ کرنے والے کو ایسے ہی چھوڑ دوں ہاں پھر بعد میں بھلے وہ میری پٹائی ی لگا لیں“

ذایان نے علیزے کو ہنسانا چاہا جس میں وہ کامیاب بھی ہو گیا

علیزے زور زور سے ہنس دی

”آپ بچپن میں بھی میرے لیے مار کھاتے تھے اتنے بڑے ہو کر بھی کھائی یں گے“

علیزے نے ہنستے ہنستے کہا

”میری گڑیا کے لیے تو میں بچپن کیا پچپن میں بھی مار کھانے کو تیار ہوں“

ذایان خود بھی ہنس دیا علیزے کی بھی ہنسی روکنے کا نام نہیں لے رہی تھی

کوثر بیگم نے علیزے کے راضی ہونے پر شکر کا کلمہ پڑھا

شام میں سعد گھر آیا تو اسے بھی خوشی کی خبر سنائی پر وہ زیادہ خوش نہیں تھا وہ ابھی تک پریشان تھا اپنے اور علیزے کے رشتے کو لے کر اس کو ڈر تھا وہ اپنی ننھی گڑیا کو تکلیف نہ پہنچا دے.

گھر میں زور و شور سے شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں ذایان انیک شادی کے کاموں میں مصروف تھے ذایان نے تو علیزے کے سارے کاموں کی ذمے داری خود لے لی تھی شوپینگ سے لے کر پارلر تک کی ایک ہفتے بعد شادی رکھی گ ئی تھی ذایان نے علیزے کا جو بھی خرچا تھا خود کیا اس کا کہنا تھا

”میری ایک ہی تو بہن ہے اس کی شادی سارا خرچا میں خود اٹھاؤ ں گا“

سعد نے اسے کہا بھی

”مجھ سے بھی لے لو پیسے اکیلے کیسے کرو گے

”بھائی ی آپ کی طرح میں بھی جاب کرتا ہوں اپنی بہن کی شادی کی ذمے داری لے سکتا ہوں میں اور آپ پریشان نہیں ہو اگر ضرورت پڑی تو میں کروالوں گا آپ کی بھی جیب خالی“ ذایان نے آخری بات مزاقیہ کہی

”ٹھیک ہے بھ ئی جیسے تمھاری مرضی“

سعد نے ہار مان لی

علیزے تو شرم کے مارے کمرے سے باہر ہی نہیں نکلتی وہ کوثر بیگم کے کمرے میں رہتی تھی صرف کھانا کھانے باہر آتی تھی سعد کی موجودگی میں تو وہ بھی بھول جاتی تھی

کوثر بیگم ایک ماں کی طرح اس کو سمجھاتی رہتی اس کی گھبراہٹ اس کا ڈر کم کرنے کی کوشش کرتی۔

جب سے دونوں نے شادی کے لیے رضامندی دی تھی دونوں نے ہی نہیں دیکھا تھا ایک دوسرے کو ایک ہفتے کے بعد شادی کا سن کر سعد کی طرح علیزے کی بھی نیندیں اڑ گ ئی تھیں

”علیزے وہ سعد بھائی ی کہہ رہے تھے علیزے کو دیکھنے کا دل کر رہا ہے تو میں نے رات کو چھت پر بھائی ی سے تمھاری میٹینگ سیٹ کر دی ہے تم جاؤ گی نا ملنے بھائی ی سے“۔

انیک نے تو علیزے کی جان ہی نکال دی

انیک علیزے کو اپنے روم میں لے آیا تھا اور اب سعد کا نام لے کر تنگ کر رہا تھا

”مے میں نہ نہیں جاؤں گی مم مما نے مہ منا کیا ہے ان سے مل ملنے سے“

علیزے نے ہکلاتے ہوئے لفظ ادا کیے تھے سعد کے سامنے جانے کا سن کر ہی علیزے کی جان خشک ہو گ ئی تھی

علیزے کا جواب سن کر اور حالت دیکھ کر انیک سے اپنی ہنسی روکنی مشکل ہو گ ئی لیکن پھر بھی اس نے اپنی ہنسی کا گلا کھوٹتے ہوئے علیزے کو تنگ کرنا جاری رکھا

”اچھا اگر مما منا نہ کرتی تو تم چلی جاتی بھائی ی سے ملنے“

”نہیں میں نہیں جاتی“

علیزے کی شکل رونے والی ہو گ ئی تھی

”گڑیا تم نہیں گ ئی یں نہ بھائی ی کو غصہ آجائے گا انکا غصہ بہت خطرناک ہے“

انیک نے آنکھیں بڑی کر کے کہا

”نہیں میں نہیں جاؤں گی ان سے ملنے“

علیزے نے روتے روتے جواب دیا

"یہ کیا ہو رہا ہے گڑیا تم کیوں رو رہی ہو" ذایان جو ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا اپنی پیاری بہن کو روتے دیکھا تو

اس سے رونے کی وجہ پوچھی

انیک بیٹھا ہنس رہا تھا

"ذایان بھائی ی میں ان سے ملنے نہیں جاؤں گی چھت پر"

علیزے نے ذایان کو روتے روتے بتایا

"کس سے ملنے نہیں جاؤ گی"

ذایان نے نا سمجھنے والے انداز میں پوچھا

انیک اب زور سے ہنسا تھا

"تم کتنی ڈرپوک ہو یار گڑیا"

"تم نے کچھ کہا ہے نہ اس کو"

ذایان انیک کے سر پر کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا

"یار بھائی ی میں نے صرف اس سے اتنا کہا ہے بھائی ی اس سے چھت پر اکیلے ملنا چاہتے ہیں آج رات کو اور یہ

نہیں ملنے گ ئی تو ان کو غصہ آجائے گا بس پھر یہ رونے لگی"

انیک نے چہرے پر مسکراہٹ سجائے پوری بات ذایان کو بتا دی

ذایان کا پارہ ہائی ی ہو گیا

”سارے گھر والے مجھے شرارتوں کا دیوتا کہتے ہیں اور تو یہاں بیٹھ کر میری گڑیا کو اپنی شرارتوں سے رولا رہا ہے اب بچ تو مجھ سے“

ذایان انیک پر جھپٹا

انیک ذایان کا ارادہ بھانپ کر بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا ذایان دوبارہ آگے بڑھا اسے مارنے انیک بیڈ کے دوسری طرف بھاگ گیا اسی طرح وہ دونوں پورے کمرے میں ادھر اُدھر دوڑ لگا رہے تھے پورا کمرا ان دونوں کی آوازوں سے گونج رہا تھا

علیزے بھی انیک کی پٹائی ی لگتے ہوئے دیکھ کر اپنی ہنسی نہیں روک سکی

”سوری بھائی ی اب نہیں کروں گا یار میں مذاق کر رہا تھا گڑیا سے“

انیک نے ذایان کے واروں سے بچتے ہوئے کہا

”چھوٹے تو نے میری بہن کو رولایا ہے چھوڑوں گا نہیں میں تجھے“

ذایان کسی قیمت پر انیک کو بخشنے کو راضی نہیں تھا

یہ تینوں اپنی مستی میں مگن تھے ایک دم سے کمرے کا دروازہ کھولا

”یہ کیا دھما چوکڑی مچائی ی ہوئی ی ہے تم لوگوں نے“ سعد کی زوردار آواز کمرے میں گونجی

سعد ابھی آفس سے آیا تھا انیک کے کمرے سے آتی آوازوں کو سن کر انیک کے کمرے میں آگیا

کمرے میں موجود تینوں نفوس اپنی اپنی جگہ ساکت ہو گ ئے تھے

سعد کی نظر علیزے پر پڑی وہ ضرورت سے زیادہ سر جھکائے بیٹھی تھی

”کیا ہو رہا ہے یہاں کس بات کا شور ہو رہا ہے“ سعد کی نظرے اب انیک اور ذایان پر تھیں

”بھائی ی یہ انیک کا بچہ میری گڑیا کو تنگ کر رہا تھا تو بس میں اس کی عقل ٹھیکانے لگا رہا تھا“

ذایان نے انیک کو گھورتے ہوئے جواب دیا

”اچھا چلو بس سب اپنے اپنے کمرے میں جاؤ اب نہ سنو میں شور کی آواز“

سعد اپنے کمرے میں چلا گیا

ذایان انیک نے علیزے کو دیکھا وہ ابھی بھی گردن جھکائے بیٹھی تھی

علیزے کو دیکھ کر وہ دونوں زور سے ہنسے

علیزے نے چونک کر ان دونوں کی طرف دیکھا

”گ ۓ بھائی ی اب تم جا سکتی ہو اپنے روم میں“ انیک نے ہنستے ہنستے کہا

علیزے نے دروازے کی طرف دیکھا وہاں اب کوئی ی موجود نہیں تھا

”گڑیا اتنا گھبر اتی کیوں ہو تم بھائی ی سے بھائی ی تم سے بہت محبت کریں گے یہ جو جلادوں والا منہ لے کر گھوم رہے ہیں نہ شادی کے بعد اس منہ پر مسکراہٹ سجی رہے گی لیکن ان سب میں کچھ ٹائی م لگے گا تمھیں ہمت سے کام لینا ہو گا بس تم جانتی ہو شادی کس حالات میں ہو رہی ہے ان حالات میں بھائی ی اور تمھیں ایک دوسرے کو اس ن ۓ رشتے میں بندھنے میں وقت لگے گا پر میرا یقین کرو میری گڑیا تم تمھارے لیے بھائی ی سے اچھا شریکِ حیات کوئی ی ہو ہی نہیں سکتا وہ بچپن سے تمھارا خیال رکھتے آئے ہیں ان شاء اللہ آگے بھی رکھیں گے بلکہ ہمیشہ رکھے گے“

ذایان نے پیار سے گڑیا کو سمجھایا

وہ سر جھکائے اس کی ساری باتیں ذہن نشیں کر رہی تھی

"ہاں گڑیا ذایان ٹھیک کہہ رہا ہے بھائی ی تمھیں بہت چاہے گے دیکھنا تمھیں بس ہمت سے کام لینا ہے امید کا دامن اپنے ہاتھوں سے نہیں چھوڑنا ہے کیونکہ"

انیک روکا اور ذایان کی طرف دیکھا

"کیونکہ امید پر دنیا قائی م ہے"

ذایان انیک نے یک زبان ہو کر زور سے کہا علیزے کھکھلا کر ہنس دی

"ذاااایان انیییییک نہیں مانو گے تم دونوں" باہر سے سعد کی آواز آئی ی

دونوں نے اپنی زبان دانتوں کے بیچ میں دبالی

علیزے اور زور سے ہنس دی وہ دونوں بھی ہنسنے لگے پھر تینوں اپنے اپنے کمرے میں جا کر سو گ ئے.

آج گھر میں علیزے اور سعد کی مشترکہ مایوں کا اہتمام رکھا گیا تھا

کوثر بیگم نہیں چاہتی تھیں علیزے کو کل کو احساس ہو اس کے ماں باپ ہوتے تو اس کی شادی بھی دھوم دھام سے ہوتی وہ ایک ماں کی حیثیت سے علیزے کا ہر ارمان پورا کر رہی تھیں

علیزے اپنے کمرے میں بیٹھی آنسوں بہا رہی تھی

"کاش مما بابا آپ ہوتے دیکھتے آپ کی بیٹی کتنی بڑی ہو گ ئی اس کی شادی ہو رہی ہے کاش آپ لوگ بھی ہوتے میری خوشیاں ادھوری ہیں آپ دونوں کے بنا"

علیزے اپنے گھٹنوں منہ چھپائے رو رہی تھی

کوثر بیگم کمرے میں آئی یں تو اس کو روتے دیکھا تو پریشان ہو گ ئی یں

”علیزے میری بچی کیا ہوا کیوں رو رہی ہو میری جان مجھے بتاؤ “

انھوں نے پیار سے اس کا چہرا اوپر کیا

علیزے کا آنسوؤں سے تر چہرا دیکھ کر کوثر بیگم تڑپ اٹھیں اور اس کو اپنے سینے سے لگا لیا

”کیا ہوا کیوں رو رہی ہو“ کوثر بیگم نے دوبارہ سوال دہرایا

”مما بابا کی یاد آرہی ہے کاش وہ بھی ہوتے میری خوشیاں ادھوری ہیں ان کے بنا مما“ (علیزے کے ماں باپ کی وفات کے بعد علیزے کوثر بیگم کے کہنے پر ان کو مما بولتی تھی) مجھے بہت یاد آتی ہے ان کی کیسے گزاروں گی میں ان کے بنا پوری زندگی“

علیزے رو رو کر کوثر بیگم سے اپنا دل ہلکا کر رہی تھی

”میری بچی ایسے نہیں روتے تم اکیلی نہیں ہو ہم سب ہیں نازایان انیک اور سعد سے تو تمھارا اتنا خوبصورت رشتہ جڑنے والا ہے دنیا میں ماں باپ کے رشتے کے بعد اگر کوئی ی خوبصورت رشتہ ہے تو میاں بیوی کا ہے میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں تم دیکھنا ایک دن سعد کو تم سے عشق ہو جائے گا“

آخری بات کوثر بیگم نے شرارت سے کہی

”مما بھ ئی یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں“

علیزے نے منہ بناتے ہوئے کہا

"یہ ماں بیٹی کی باتیں ختم نہیں ہوئی یں"

ذایان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا

"نہیں نہیں بھ ئی میں تو گڑیا کو تیار کرنے آئ ی تھی"

کوثر بیگم نے پیار سے علیزے کے سر پر ہاتھ پھیرا

"تو مما تیار کر دیں دلہے میاں کب سے تیار ہوئے اپنی ننھی سی دلہن کی راہ دیکھ رہے ہیں" ذایان نے علیزے کو چھیڑا

"علیزے تو شرم سے لال ہو چکی تھی اور شرم سے سر کیا گردن ہی جھکا لی تھی پوری

"چل شرارتی میری بچی کو تنگ نہیں کر تم جاؤ میں تیار کر کے لاتی ہوں اپنی بیٹی کو" کوثر بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

"اوکے مما ہم بھائی ی کو مایوں بیٹھا رہے ہیں تب تک"

ٹھیک ہے بیٹا جاؤ" کوثر بیگم علیزے کو تیار کرنے لگ گی ئی ں

"واہ میرے شہزادے کتنے پیارے لگ رہے ہو چھوٹے ایمبولینس کا انتظام کر لے آج تو ساری لڑکیاں گھائی ل ہو جائی یں گی"

ذایان نے انیک کو شرارتی سی ہدایت کی

"ذایان تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے" سعد نے ذایان کو گھورتے ہوئے کہا

”نہیں میں تو بلکل باز نہیں آنے والا ابھی گڑیا کو تنگ کر کے آیا ہوں اب آپ کو کروں گا“

ذایان نے ہنستے ہوئے کہا

”اس کو تو بخش دیا کرو تم لوگ کم سے کم اپنے اپنے کاموں سے تو تم لوگ چھٹی لے چکے ہو سارا دن یا تو اس کو تنگ کرتے رہتے ہو یا تو مجھے شرم نہیں آتی تم دونوں کو“

سعد نے دونوں کو ڈانٹا

لیکن دونوں کو ہی کوئی ی اثر نہیں ہوا دونوں ڈھیٹ بنے اپنے دانتوں کی نمائش کرتے رہے

”ہو ہی ڈھیٹ سدا کے دونوں“

سعد نے چڑتے ہوئے کہا

تیار ہو گ ئے سعد بیٹا تم“ کوثر بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا

”جی مما“ سعد نے سنجید گی سے جواب دیا

”میرا بچہ ماشاء اللہ کتنا پیارا لگ رہا ہے نظر نہ لگے میرے بچے کو“

کوثر بیگم نے پیار سے سعد کا ماتھا چوما

”مما ہم اچھے نہیں لگ رہے“ انیک نے منہ بناتے ہوئے کہا

”تم تو بندر لگ رہے ہو میں تو شہزادہ لگ رہا ہوں کیوں مما“

ذایان نے انیک کو چھیڑا اور کوثر بیگم کے پیار سے گلے لگ گیا

”مما میں بندر لگ رہا ہوں“

انیک نے معصوم سا منہ بنایا اور کوثر بیگم کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا

”نہیں میرے تینوں بیٹے شہزادے لگ رہے ہیں“ ذایان تو کوثر بیگم کے گلے کا ہار بنا ہوا تھا انھوں نے پیار سے اپنے دونوں بیٹوں کے چہرے پر ہاتھ پھیرے

”تم دونوں کب بڑے ہو گے“ سعد نے دونوں کو باری باری دیکھا

”جب ہم چاچو بن جائی یں گے“

ذایان انیک نے ایک ساتھ کہا اور زور زور سے ہنسنے لگے

سعد تو حیران رہ گیا ان دونوں کی بات سن کر جبکہ کوثر بیگم اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی پر قابو پانے کی کوشش کر رہیں تھیں

”تم دونوں کو تو میں“

سعد ان دونوں کو مارنے آگے ہی بڑھا تھا

کوثر بیگم نے بیچ میں آکر روک لیا

”ان دونوں کی خبر بعد میں لینا پہلے مایوں کی رسم پوری کرو“

”اوکے مما“ سعد خاموشی سے پیچھے ہو گیا.

ذایان انیک کے شفقت بھرے سائے میں سہج سہج کے آتی اپنی گڑیا کو دیکھ کر سعد کے اوسان خطا ہو رہے تھے وہ سجی سنوری علیزے پہلی بار دیکھ رہا تھا

ذایان اپنی گڑیا کو سب سے منفرد مایوں کی دلہن بنانا چاہتا تھا اس لیے اس نے مایوں کا جوڑا زرد رنگ کے بجائے جامنی رنگ کا لیا تھا بنارسی کی جامنی رنگ کی گھٹنو سے ذرا اوپر آتی قمیض اور اس کے ساتھ خوبصورت سازمین کو چھونے والا گرارا سر پر زرد رنگ کا دوپٹہ اور اس کے چاروں اطراف بر جامنی رنگ کے ستاروں سے کڑھائی ی

ہوئی ی تھی علیزے کے چاند سے مکھڑے پر چمبیلی کے پھولوں کا گہنا سجایا گیا تھا علیزے بے حد حسین لگ رہی تھی

ذایان کے اسرار پر سعد نے بھی جامنی رنگ کا کُرتا پہنا تھا کُرتے کے گلے پر ہلکی پھلکی گڑھائی ی ہوئی ی تھی

کُرتے کے ساتھ سفید رنگ کی شلوار اور گلے میں ذرد رنگ کی چندری ڈالی تھی

سعد کو دیکھ کر کتنی ہی لڑکیاں علیزے کی قسمت پر عش عش کر رہیں تھیں

ذایان انیک نے سبز رنگ کے کُرتے پہنے تھے اس کے ساتھ سفید شلوار اور گلے میں ذرد رنگ کی چندری ڈالی تھی وہ دونوں بھی لڑکیوں پر اپنے حسن و وجاہت کا جادوں چلانے میں کامیاب ہو گ ئے تھے

"واہ میری گڑیا میرے بھائی ی تو تمھیں دیکھ کر پلک جھپکنا ہی بھول گ ئے ہیں"

انیک نے علیزے کے کان میں سرگوشی کی

علیزے نے سامنے اسٹیج پر بیٹھے سعد کو دیکھا جو چہرے پر مسکراہٹ سجائے بنا پلک جھبکائے سجی سنوری علیزے کو دیکھ کر اپنی ایک ہفتے کی پیاس بجھا رہا تھا

علیزے نے وہی اپنے قدم روک لیے

"کیا ہوا گڑیا چلو" ذایان نے پیار سے کہا

"مو مجھے گھ گھر جانا ہے" علیزے نے گھبراتے ہوئے کہا

"میری گڑیا مایوں کی رسم میں دلہن کی جگہ بھائی ی کے ساتھ میں بیٹھوں گا کیا"

ذایان نے علیزے کو شرارت سے کہا

سعد علیزے کی گھبراہٹ سمجھ کر اپنی نظروں کا زاویہ بدل چکا تھا۔

”بھائی ی پلیز مجھے گھبر اہٹ ہو رہی ہے یہاں اتنے سارے لوگ ہیں“

سچ بات تو یہ تھی علیزے سعد کے برابر میں بیٹھنے سے گھبر ا رہی تھی

”گڑیا بھائی ی سے اتنا ڈروگی تو شادی کے بات ان کو اپنی انگلیوں پر کیسے نچاؤ گی ہم دونوں بیچارو کو بھائی ی کی ڈانٹ سے کیسے بچاؤ گی اپنے اور ہمارے نخرے کیسے اٹھواؤ گی“

انیک نے ایک لمبی تقریر جھاڑی

ذایان نے اپنا قہقہہ بامشکل روکا

علیزے تو انیک کی باتیں ہی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

”تم لوگ یہاں کیوں کھڑے ہو چلو رسم کے لیے دیر ہو رہی ہے“

کوثر بیگم کی آواز پر تینوں خاموشی سے اسٹیج کی طرف چل دیے علیزے اپنی گھبر اہٹ پر قابوں پاتی ان کے ساتھ چلدی

مایوں کے لیے گھر کے باہر ہی ایک چھوٹا سا شامیانہ لگا یا گیا تھا پورے محلے کو سعد کی شادی کی دعوت دی گ ئی تھی کیونکہ ان کا کوئی ی رشتے دار نہیں تھا سب ہی لوگ آئے تھے مایوں میں کوئی ی خوش تھا علیزے کی شادی سے تو کوئی ی جل رہا تھا جیسے صائی مہ.

صائی مہ کو سعد علیزے کی شادی کا معلوم ہوا تو اس کو بہت غصہ آیا

اپنے کمرے کی ہر چیز برباد کر کے اس کا غصہ کچھ حد تک کم ہوا لیکن ختم نہیں ہوا صائی مہ نے علیزے کو سعد سے دور کرنے کے ل ئی ے اپنے دماغ کو کام پر لگا دیا تھا.

علیزے کو سعد کے پہلوں میں بیٹھا کر ذایان انیک بھی اسٹیج پر سائیڈ پر کھڑے ہو گ ئے

کوثر بیگم نے رسم شروع کر دی علیزے بہت گھبرا رہی تھی ایک تو سعد کے پہلو میں بیٹھی تھی اوپر سے جو لڑکی رسم کرنے بیٹھتی تو اس کو چھیڑنے کے لیے اس کے کان میں کوئی ی نہ کوئی ی سرگوشی کرتی ان کی باتیں سن کر علیزے کا چہرا سرخ ہو جاتا وہ بچاری گردن جھکائے معصوم بچوں کی طرح زبان کو قفل لگائے بیٹھی رہی۔

کوثر بیگم نے کتنی بار کہا

"بیٹا گردن دکھ جائے گی سیدھی ہو جاؤ پروہ ٹس سے مس نہ ہوئی ی"

سعد چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے بیٹھا تھا وہ بے زار آ گیا تھا ان رسموں سے اور علیزے کا اتنا زیادہ گھبرانا اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا وہ کوئی ی غیر تو نہیں تھا اس کا اپنا تھا جس کے ساتھ اس نے اپنا پورا بچپن گزارا اور اب جوانی بڑھاپہ بھی اسی کے ساتھ ہی گزارنا تھا۔

سعد نہیں سمجھ سکا بے شک سعد اس کے لیے غیر نہیں تھا لیکن علیزے تھی تو ایک لڑکی ہی نہ اس کی شرم لاج اس سے یہ سب کروا رہی تھی۔

سعد نے آخر کار ذایان کو آواز دی ذایان فوراً آ گیا

"جی بھائی ی بولیں"

"یار جلدی جاؤ مما کو بلاؤ"

سعد نے بے زاری سے ذایان کے کان میں سرگوشی کی

"اتنی جلدی تھک گ ئے بھائی ی"

ذایان نے سعد کو چڑایا

"ذایان مجھے تنگ مت کرو مما کو بلاؤ"

سعد نے دانت پیس کر کہا

"اوکے او کے بلاتا ہوں"

ذایان فوراً لائن پر آیا

"کیا ہوا سعد بیٹا"

کوثر بیگم نے پیار سے پوچھا سعد سے

"مما پلیز یہ سب ختم کریں میں تھک گیا ہوں" سعد نے بے زاری سے کہا

"میرا بچہ بس تھوڑی دیر کی بات ہے مہمان کھانا کھا لیں بس پھر فری ہو جاؤ گے تم"

"اوکے مما" سعد نے سر جھٹکا

"مما" علیزے منمنائی ی

علیزے کی آواز صرف پہلو میں بیٹھے سعد نے ہی سنی تھی

کوثر بیگم تو اسٹیج سے نیچے اترنے والی تھی

"مما" سعد نے آواز دی

کوثر بیگم دوبارہ پلٹی

"کیا ہوا بیٹا"

علیزے کچھ کہہ رہی ہے"

سعد نے علیزے کی طرف اشارہ کر کے کہا

”کیا ہوا میری بیٹی کو“

کوثر بیگم نے پیار سے علیزے کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا

”وہ مما پیاس لگ رہی ہے مجھے“

علیزے نے آہستہ سے کہا

”ابھی منگواتی ہوں میں اپنی بیٹی کے لیے پانی“

”انیک جاؤ بہن کے لیے پانی لاؤ“

For more visit (exponovels.com)

”جی مما ابھی لاتا ہوں“

انیک جلدی سے جا کر پانی لے آیا

علیزے نے ایک ہی سانس میں پورا پانی کا گلاس خالی کر دیا

”اتنی تیز پیاس لگی تھی میری گڑیا کو سوری گڑیا میں مہمانوں کے چکر میں بھول ہی گیا تھا میری گڑیا کو بھی کسی چیز کی ضروت ہو سکتی ہے“

ذایان سچ میں شرمندہ تھا اس کی گڑیا اتنی دیر سے پیاسی بیٹھی تھی

”کوئی ی بات نہیں بھائی ی“ علیزے منمنائی ی

”چھوٹے مجھے بھی پانی پلاؤ“

سعد نے انیک کو کہا

”واہ بھ ئی ابھی سے اتنی انڈر اسٹینڈ ینگ پیاس بھی ایک ساتھی لگی دونوں کو“

انیک سعد کو تنگ کرنے کا کوئی ی موقع نہیں چھوڑ تا تھا

”تم جاؤ گے یا دلا ھائی ی کر دوں میں تمھاری سب کے سامنے“

سعد نے انیک کو آنکھیں دیکھائی یں

”او کے جا رہا ہوں بھائی ی“

انیک ہنستا ہوا چلا گیا

رات کافی ہوگ ئی تھی مایوں کا فنگشن ختم ہو چکا تھا سب کھانا کھا کر اپنے اپنے کمروں میں میٹھی نیند سو رہے تھے لیکن سعد اور علیزے کی نیند ابھی ان کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

"ارے سعد بیٹا اتنی رات تک کیوں جاگ رہے ہو" کوثر بیگم رات کو پانی پینے اٹھی تھیں سعد کو ٹی وی دیکھتے دیکھا تو اس کے پاس آکر پوچھا

سعد نے اپنی ماں کے دونوں ہاتھ پیار سے تھامے اور انھیں اپنے پاس صوفے پر بیٹھا کر خود ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا

"سعد بیٹا کیا بات ہے تم مجھے پریشان نظر آرہے ہو کچھ دن سے کیا تم خوش نہیں"

کوثر بیگم نے فکر مندی سے پوچھا

"مما کیا ہم علیزے کے ساتھ ٹھیک کر رہے ہیں وہ چھوٹی سی گڑیا کل میری ہمسفر بن جائے گی اتنی چھوٹی سی لڑکی پر اتنی کم عمر میں اتنی ذمہ داریاں ڈالنا ٹھیک ہے کیا

مما مجھے ڈر لگتا ہے وہ ابھی سے اتنا گھبراتی ہے مجھ سے میری قربت میری محبت کیسے برداشت کرے گی میں نے انجانے میں اس کو کوئی ی نقصان پہنچا دیا تو میں کیا کروں گا"

سعد اپنا دل ہلکا کر کے خاموش ہو چکا تھا

کوثر بیگم سعد کا اس قدر ڈر دیکھ کر فکر مند ہوگ ئی یں تھیں لیکن انھوں نے خود کو سنبھالا سعد کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے

"بیٹا کیا تم نے اس کو تکلیف دینے کا سوچا ہے کبھی"

"نو مما کبھی بھی نہیں میں ایسا کبھی نہیں سوچ سکتا"

سعد نے فوراً جواب دیا

"تو بیٹا جب تم نے ایسا سوچا نہیں تو کیسے کرو گے پھر اور جہاں تک اس کے نازک کندھوں پر ذمہ داریاں ڈالنے کی بات ہے تو وہ تو میری بیٹی ہے میں کبھی اس کے نازک کندھوں پر ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ڈالوں گی اور باقی تم پر ہے کے تم اسے کیسے خوش رکھتے ہو کیسے اس چھوٹی سی لڑکی کو اپنا پابند بناتے ہو تم اپنی محبت کی بارش سے اس کے دکھ کیسے دھوتے ہو"

کوثر بیگم نے سعد کو نرمی سے سمجھایا

"مما تھنکیو سوچ آپ نے میری مشکل آسان کر دی"

سعد نے خوش ہو کر کہا

"چلو اب اٹھو سو جا کر"

"او کے مما آپ بھی سو جائیں"

کوثر بیگم اپنے اور سعد اپنے کمرے میں چلے گ ئے۔

آج بارات تھی ہر کوئی ی اپنی ذمہ داریاں خوشدلی سے نبھا رہا تھا ذیان انیک باہر کے اور کوثر بیگم سعد گھر کے کام دیکھ رہے تھے۔

علیزے کو پارلر بھیجوادیا تھا اس کے ساتھ محلے کی ایک لڑکی کو بھیج دیا تھا۔

آہستہ آہستہ سب شادی ہال میں پہنچ رہے تھے علیزے اور سعد کو باری باری ہال میں لایا گیا تھا دونوں نے ہی ایک دوسرے کو نہیں دیکھا تھا

نکاح کا وقت ہو گیا تھا علیزے کے ہاتھ پاؤں پھول گ ۓ تھے اس نے مضبوطی سے پاس بیٹھی کوثر بیگم کا ہاتھ پکڑ لیا تھا

"نہیں میری بچی کچھ نہیں ہو گا گھبراؤ نہیں"

"مما پلیز آپ کہی مت جائی یے گا"

علیزے نے دھمی آواز میں کہا

"میری بچی میں یہی ہوں گھبراؤ نہیں"

کوثر بیگم نے علیزے کو خود سے لگایا

"کیا آپ کو نکاح قبول ہے"؟

"قبول ہے"

علیزے کی کانپتی ہوئی ی آواز نکلی

تین بار قبول ہے کہنے بعد علیزے کوثر بیگم کے گلے لگے روئے جا رہی تھی اس کو آج پھر اپنے ماں باپ شدت سے یاد آئے تھے۔

کوثر بیگم نے بھی اسے رونے دیا تھا کیونکہ اب اس کے بعد وہ ایک ن ئی زندگی شروع کرنے والی تھی جس میں صرف خوشیاں اس کی منتظر تھیں

”مبارک ہو بھائی ی آپ نے بھی شادی کا لڈو کھا ہی لیا“

ذایان نے سعد کے نکاح کے بعد اس کے گلے لگتے ہوئے کہا

”تم باز نہ آنا اپنی حرکتوں سے“

سعد نے ذایان کو شرم دلائی ی

”بھ ئی جب چاچو بن جاؤں گا تو اپنی حرکتیں آپ کے بچے میں منتقل کر دوں گا بس پھر میں سدھر جاؤں گا“

ذایان نے بڑے مزے سے کہا

سعد نے اسٹیج پر کھڑے کھڑے ہی ذایان کا کان مروڑ دیا

”ہر وقت بکواس نہیں کیا کرو“

سعد نے دانت پیس کر کہا

”اچھا سوری بھائی ی کان چھوڑے سب دیکھ رہے ہیں“

ذایان نے کان چھڑوانے کی کوشش کی

”دفع ہو“ سعد نے کان چھوڑتے ہوئے کہا

”مبارک ہو بھائی ی“

انیک نے ذایان کی درگت بنتے دیکھی تو سعد کو بنا چھیڑے مبارک باد دی

”تھینک یو چھوٹے“ سعد نے مسکرا کر کہا

”یہ دلہن کی جگہ پر کون بیٹھا ہے“

سعد کو نکاح کے بعد علیزے کے ساتھ بیٹھانے کے لیے لایا گیا تو سعد دلہن کی جگہ بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر حیران رہ گیا

”بھائی ی علیزے تو ہے کیا ہو گیا آپ کو“

ذایان نے سعد کے کان میں سرگوشی کی

”پاگل ہو گئے ہو کیا کس کو اٹھا لائے تم لوگ یہ علیزے تو نہیں وہ اتنا زیادہ تیار تو کبھی نہیں ہوتی“

سعد کو جیسے صدمہ ہی ہو گیا تھا

”او میرے بھولے بھائی ی وہ دلہن ہے وہ تیار نہیں تو کیا وہ صائمہ تیار ہو گی“

”ہاں بھائی ی آپ بتا دو کیا چاہتے ہو صائمہ کو بیٹھا دے کیا اسٹیج پر دلہن کی جگہ“

ذایان اور انیک کو معلوم تھا سعد چڑتا ہے صائمہ کے نام سے اسی لیے دونوں سعد کے پیچھے ہی لگ گئے تھے

”بے غیرتوں اتنے لوگوں کے درمیان یہ کیا بکواس کر رہے ہو صائمہ سے شادی کرنے سے اچھا ہے میں زہر کھالوں“

سعد نے دونوں کو گھورا

”ارے تم لوگ یہاں کھڑے کیا باتیں کر رہے ہو چلو“

کوثر بیگم نے تینوں کو ڈانٹا جو اسٹیج پر جانے کے بجائے لڑائی میں مصروف ہو گئے تھے

سعد تو یقین ہی نہیں کر پا رہا تھا سامنے مہرون لہنگے میں زیور سے اوور لوڈ دس کلو پلستر چہرے پر کروائے علیزے بیٹھی ہے۔ علیزے بہت پیاری لگ رہی تھی پر میک اپ سے وہ اپنی عمر سے بڑی معلوم ہو رہی تھی

سعد کو شاید علیزے سادی معصوم سی ہی اچھی لگتی ہے اسی لیے سعد کو علیزے کا یہ روپ ہضم نہیں ہو رہا تھا.

سعد نے بھی مہرون رنگ کی شیروانی پہنی تھی شیروانی کی دونوں آستینوں پر گولڈن رنگ کے بٹن تھے اور ایک سامنے تھا سعد کی حسن و وجاحت میں اور اضافہ ہو گیا تھا

ذایان انیک نے کالے رنگ کی شیروانی پہنی تھی ان دونوں کی شیروانی پر سامنے گولڈن بٹن تھا دونوں کے گندمی رنگت پر کالی شیروانی نے چار چاند لگا دیے تھے"

سعد کو علیزے کے برابر میں بیٹھا دیا گیا تھا تصویروں کا دور شروع ہو گیا تھا پھر کھانے کا دور چلا۔

کوثر بیگم نے زبردستی کر کے علیزے کو بھی کھانا کھلا دیا تھا

علیزے کے ذہن میں بہت سے سوال گردش کر رہے تھے اب اس کی پوری زندگی سعد کے نام ہو گئی تھی جس کو کل تک بھائی کہہ کر مخاطب کرتی تھی اب شوہر کے روپ میں اسے کیسے مخاطب کرے گی کیسے اس سے نظریں ملائے گی

سعد بہت مطمئن تھا کوثر بیگم نے اس کے ڈر جو ختم کر دیے تھے

رخصتی کا وقت ہو گیا تھا ذایان نے بھائی ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے اپنی پیاری گڑیا کو قرآن کے سائے میں رخصت کیا تھا

گھر پہنچتے ہی علیزے کو سعد کے کمرے میں لے جایا گیا تھا سعد باہر صوفے پر بیٹھا آرام فرما رہا تھا

ذایان انیک سعد کو دیکھ دیکھ کر ایک دوسرے کے کان میں سرگوشیاں کر رہے تھے اور ہنس بھی رہے تھے سعد گھورتا تو دونوں جلدی سے اچھے بچے بن جاتے

علیزے کے پاس کوثر بیگم تھیں

”مما پلیز مجھے اکیلا نہیں چھوڑیں“

علیزے بہت گھبرا رہی کوثر بیگم کو چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

”میری بچی ایسا نہیں ہوتا اب مجھ سے زیادہ سعد کا حق ہے تم پر اس طرح گھبراؤ نہیں سعد کو تو تم بچپن سے جانتی ہو وہ کتنی محبت کرتا ہے تم سے تو پھر ڈر کیسا تم گھبراؤ نہیں سعد تمھیں بہت خوش رکھے گا بس تم اس کی ہر بات ماننا جو وہ کہے جیسا کہے ویسا ہی کرنا اب تم بیٹھو یہی میں سعد کو بھیجتی ہوں“

کوثر بیگم نے علیزے کو سمجھایا اور اٹھ کر باہر چلی گئی

علیزے سعد کا نام سن کر ہی کپکپا گئی تھی

”سعد بیٹا جاؤ روم میں یہاں کیوں بیٹھے ہو“

”جاؤ جاؤ بھائی روم میں یہاں کیوں بیٹھے ہو“

ذایان انیک نے سعد کو چھیڑا اور زور زور سے ہنسنے لگے

”مما ان دونوں کے دانت تو آج میں توڑوں گا“ سعد نے دانت پیسے اور ہاتھ کا مکا بنا کر ان دونوں کی طرف بڑھ گیا

دونوں سعد کو اپنی طرف آتا دیکھ کر اپنے اپنے کمرے کی طرف بھاگے

”گڈ لک بھائی“

ذایان نے اپنے کمرے کے دروازے سے جھانک کر زور سے کہا اور جلدی سے دروازہ بند کر لیا

سعد ان دونوں کی حرکتیں دیکھ کر ان کو گھورتا رہ گیا

"ارے چھوڑوں ان دونوں کو بد معاش ہیں دونوں کے دونوں تمھیں چھیڑتے ہیں وہ اور تم چھیڑ بھی جاتے ہو اِگنور کیا کرو ان دونوں کی باتوں کو"

کوثر بیگم نے سعد کو ٹھنڈا کیا

"چلو اب جاؤ علیزے انتظار کر رہی ہے تمھارا"

"جی مما جا رہا ہوں" سعد مسکرایا

"سعد"

"جی مما"

"دیکھو تم میری بچی کو زیادہ تنگ مت کرنا خیال رکھنا اس کا"

"میری پیاری مما آپ فکر نہیں کریں سارے حساب چکتے کروں گا اس سے اتنے دن مجھ سے پردہ کرنے کے لیے"

سعد نے کوثر بیگم کے گال پکڑ کر لاڈ سے کہا

تم بھی کم نہیں ہو سعد ہو تو آخر ذایان انیک کے بڑے بھائی ہی نہ"

کوثر بیگم نے سعد کا کان پکڑا

"ارے مما مذاق کر رہا تھا کان تو چھوڑے"

"چلو چھوڑ دیا جاؤ اب"

کوثر بیگم نے سعد کے روم کی طرف اشارہ کیا

"اوکے میری پیاری مما آپ بھی سو جائیں"

سعد کوثر بیگم کا ہاتھ چوم کر اپنے کمرے چلا گیا.

کمرے کا دروازہ کھولنے کی آواز سے علیزے سمجھ گ ئی سعد آ گیا ہے علیزے کا دل زور زور سے دھڑک رہا وہ لمبی لمبی سانسیں لے کر خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہی تھی بیڈ پر بیٹھے بیٹھے گرمی کے موسم میں بھی وہ کپکپا رہی تھی

سعد سینے پر ہاتھ باندھ کر علیزے کی غیر ہوتی حالت دیکھ رہا تھا

علیزے کا چہرہ گھنوگٹ میں چھپا ہوا تھا سعد اس کا چہرہ تو نہیں دیکھ سکا پر جان گیا تھا ابھی علیزے کے قریب جانا ٹھیک نہیں اور ویسے بھی اس ن ئے رشتے کو سمجھنے کے لیے علیزے کو وقت دینا چاہتا تھا

سعد نے خاموشی سے الماری سے اپنا ٹاؤ زر اور شرٹ نکالی اور واشروم میں گھس گیا کچھ دیر بعد واشروم سے نکلا ایک نظر ساکت بیٹھی علیزے پر ڈالی پھر بیڈ کی دوسری طرف جا کر لیٹ گیا

علیزے نے ڈرتے ڈرتے گھنوگٹ اٹھایا سعد دوسری طرف رخ کیے لیٹا تھا

علیزے نے اپنی روکی ہوئی ی سانس بحال کی پھر اٹھ کر اس نے بھی کپڑے تبدیل کیے اور بیڈ کے دوسری طرف سمٹ کے لیٹ گ ئی

دونوں ہی بہت دن سے سوئے نہیں تھے شادی کے بھی تھکے تھے دونوں کو لیٹتے ہی نیند آ گ ئی

صبح علیزے کی آنکھ کھولیں تو دس بج رہے تھے علیزے آنکھ مسلتی اٹھ بیٹھی اور بھرپور انگڑائی ی لی اس کی نظر سعد پر پڑی تو جلدی سے سیدھی ہو گ ئی سعد اب بھی بے خبر سو رہا تھا

علیزے فریش ہو کر روم سے باہر نکل گ ئی

”اٹھ گ ئی میری بچی“

کوثر بیگم پہلے ہی اٹھ چکی تھیں علیزے کو لاؤ نج میں آتے دیکھا تو اٹھ کر علیزے کو پیار سے گلے لگایا اور اس کا ماتھا چوما

”سعد نے زیادہ تنگ تو نہیں کیا تمھیں“

کوثر بیگم نے ذایان انیک کی جگہ لے لی یعنی علیزے کو زچ کیا

”مما کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ“

علیزے شرماتے ہوئے بولی

”اچھا اچھا کچھ نہیں بولتی تم ایسا کرو سعد کو اٹھاؤ میں ان شیطانوں کو اٹھاتی ہوں پھر ساتھ بیٹھ کر ناشتا کریں گے“

کوثر بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

”مما میں کیسے اٹھاؤں ان کو“

علیزے گھبرا رہی تھی سعد کے سامنے جانے سے

”بیٹا جیسے اٹھاتی تھیں تم ہمیشہ ویسے اٹھاؤ چلو جلدی جاؤ“

کوثر بیگم علیزے کا گال تھپتھپا کر ذایان کے کمرے کی طرف چلی گ ئی

علیزے کچھ دیر کھڑی راہ فرار کا سوچتی رہی پھر کچھ نہ بن سکا تو منہ اٹھا کر کمرے کی طرف چلدی

”سنیں اٹھیں سنیں اٹھیں سنیں اٹھ جائیں“

”افف یہ تو اٹھ ہی نہیں رہے“

علیزے سعد کے سر پر کھڑے منمنا رہی تھی جو سعد کے کانوں تک نہیں پوچھ رہی تھی

علیزے ہمیشہ سعد کے کمرے میں بے دھڑک گھس جاتی تھی اور اسے خوب جھنجوڑتی جب تک وہ اٹھ نہیں جاتا تھا

آج وہ ہی علیزے سعد کو ڈر ڈر کے اٹھا رہی تھی

"سنیں اٹھ جائیں"

علیزے نے گھبراتے گھبراتے اپنی کانپتی ہوئی شہادت کی انگلی سعد کے کاندھے پر رکھی

سعد کسمسایا علیزے نے فوراً انگلی پیچھے کرلی

"کیا ہوا میرے سر پر کیوں کھڑی ہو"

سعد نے سخت لہجے میں کہا

"وووہ مہ مما ناشتے کے لیے بو بولا رہی ہیں"

علیزے نے دوپٹے کے پلو کو انگلی میں لپیٹتے ہوئے کہا

"آرہا ہوں"

سعد نے آنکھیں پھر موندلیں تھیں

علیزے بھاگنے کے انداز میں روم سے نکلی تھی

"افففف علیزے نارمل ہو جاؤ یار مجھے اچھا نہیں لگتا تمھیں ایسے دیکھنا"

سعد بڑبڑاتے ہوئے اٹھا اور واشروم میں گھوم ہو گیا

"گڈ مارننگ بھابھی جان"

انیک نے علیزے کو نیا لقب دیا

”انیک بھائی یہ کیا کہہ رہے ہیں میں نہیں ہوں کوئی آپ کی بھابھی وابی“

”گڈ مارننگ گڑیا“

ذایان نے روم سے نکلتے ہی کہا

”یار بھائی یہ ہماری بھابھی بن گئی ہے“

انیک نے ذایان کے گڑیا بولنے پر گلا کیا

”ذایان بھائی دیکھیں نہ انیک بھائی صبح صبح تنگ کر رہے ہیں مجھے“

”اوئے انیک کے بچے میری گڑیا کو تنگ نہیں کر میری گڑیا کو تنگ کرنے کا حق اب صرف سعد بھائی کا ہے“

ذایان نے شرارت سے کہا

”علیزے منہ کھولے کھڑی تھی“

جبکہ ذایان انیک ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے ہنس رہے تھے

”آپ دونوں بہت برے ہیں میں آپ دونوں سے بات ہی نہیں کروں گی“

علیزے نے غصے سے منہ موڑ لیا

”ہاں ہاں اب ہم کہاں نظر آئے گے تمھیں بھائی ہی نظر آئے گے بس ان سے ہی بات کروگی“ انیک پر

علیزے کے غصے کا کوئی فرق نہیں پڑا

ان سے کون بات کرے گا جن جیسے ہو گئے ہیں وہ تو“

علیزے نے ذایان انیک کی طرف دیکھ کر منہ بنایا

”کیا کیسے ہو گئے ہیں بھائی گڑیا ذرا دوبارہ بتانا“

ذایان نے سعد کو کمرے سے نکلتے دیکھا تو دوبارہ پوچھا

"وہ جن جیسے ہو گ ئے ہیں"

سعد نے گلا کھنگارا علیزے وہی جم گ ئی پیچھے مڑنے کی اس میں ہمت نہیں تھی

"وہ میں مما کو دیکھ کر آتی ہوں"

علیزے کچن میں بھاگ گ ئی

علیزے سعد کو نہیں دیکھ پائی ی تھی کیونکہ وہ ذایان انیک کی طرف منہ کر کے کھڑی تھی سعد اس کے پیچھے تھا

سعد نے ساری باتیں سن لیں تھیں پر بولا کچھ نہیں تھا

"بھائی ی کیا کر دیا میری گڑیا کے ساتھ جو وہ آپ کو جن کہہ رہی ہے"

ذایان نے ہنستے ہوئے سعد سے کہا

"وہ کہہ رہی تھی یا تم کہلوا رہے تھے"

سعد نے آئی ی برو اچکائی ی

"وہ بھائی ی میں تو مذاق کر رہا تھا"

ذایان نے مسکراتے ہوئے کہا

"کیا ہو گیا ہے صبح صبح کس بات پر بحث ہو رہی ہے"

کوثر بیگم نے ناشتہ رکھتے ہوئے کہا

"کچھ نہیں مما بس مذاق ہو رہا تھا"

انیک نے جواب دیا

”سب ناشتہ کرو اب خاموشی سے علیزے جاؤ بیٹا سعد کی برابر والی چ ئی یر پر بیٹھ جاؤ“

کوثر بیگم نے علیزے کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا

علیزے نے سعد کی طرف دیکھا جو اسے ہی گھور رہا تھا علیزے نے نظریں پھیر لیں

سعد اب بھی اسے دیکھ رہا تھا

ذایان انیک ان کی یہ آنکھ مچولی انجوئے کر رہے تھے کوثر بیگم ناشتہ لگانے میں مصروف تھیں

”ارے کیا ہوا کھڑی کیوں ہو ناشتہ نہیں کرنا کیا“

کوثر بیگم نے علیزے کو کھڑا دیکھ کر پوچھا

”کچھ نہیں مما بیٹھ رہی ہوں“

وہ خاموشی سعد کے برابر میں بیٹھ گ ئی

گردن جھکا کر

سعد بھی اپنی پلیٹ پر جھک گیا تھا

ذایان انیک بھی خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے

”اوکے مما میں آفس جا رہا ھوں“

”سعد دماغ ٹھیک ہے تمھارا کل شادی ہوئی ی ہے آج آفس جا رہے ہو“

کوثر بیگم نے سعد کو روکنا چاہا

”مما شادی کی وجہ سے ویسے ہی بہت چھٹیاں ہو گ ئی یں ہیں میری اور افورڈ نہیں کر سکتا پلیز سمجھے نہ مما“

سعد نے بے چارگی سے کہا

"اچھا ٹھیک ہے جاؤ"

کوثر بیگم نے اجازت دی

"تم دونوں کو نہیں جانا کیا"

سعد نے ناشتہ کرتے ہوئے ذایان انیک کو دیکھا

"جی نہیں ہم تو چھٹی پر ہیں آج آپ جائی یں آفس ہم اپنی گڑیا کو کمپنی دیں گے "

ذایان نے لاپروائی ی سے جواب دیا

"ہم مرضی تم دونوں کی"

سعد کندھے اچکا کر چلا گیا

"ذایان بھائی ی آپ آج سچ میں آفس نہیں جائی یں گے "

علیزے کو لگا شاید ذایان نے سعد کو تنگ کرنے کے لیے جھوٹ کہا اسی لیے دوبارہ پوچھا

"جی میری گڑیا میں چھٹی پر ہوں آج"

ذایان نے مسکرا کر جواب دیا

"اور آپ"

اب علیزے انیک سے مخاطب ہوئی ی

"میں بھی چھٹی پر ہوں" انیک بھی مسکرایا

"جس کی شادی ہوئی ی ہے اس نے تو چھٹی کی نہیں ان دونوں نے پتا نہیں کس خوشی میں چھٹی کی ہے "

کوثر بیگم نے دونوں کو شرم دلائی ی

"مما یہ دونوں مجھے باہر لے کر جائی یں گے نہ کیوں ذایان بھائی ی انیک بھائی ی لے کر جائی یں گے نہ"

علیزے نے سوالیہ نظروں سے دونوں کو دیکھا

"ہاں ہاں گڑیا کیوں نہیں"

ذایان نے خوشی خوشی ہامی بھری

"میری گڑیا کچھ کہے اور میں نہ کروں ایسا کبھی ہو سکتا ہے کیا"

انیک نے خوشی خوشی ہامی بھری

"چلو اچھی بات ہے ہو آؤ تم باہر دل بہل جائے گا تمھارا"

کوثر بیگم نے علیزے کے سر پر ہاتھ رکھا

"گڑیا بتاؤ کہاں چلو گی"

ذایان نے پیار سے پوچھا

"مجھے قبرستان جانا ہے ماما بابا کی قبر پر"

"بیٹا لڑکیاں قبرستان نہیں جاتی ہیں"

"مما پلیز ایک بار جانے دیں میرا بہت دل ہے پلیز ویسے بھی ان کا کوئی ی بیٹا نہیں جو ان کی قبر پر فاتحہ پڑھنے جائے پلیز مما صرف ایک بار جانے دیں دوبارہ کبھی نہیں کہوں گی وہاں جانے کا"

علیزے کی آنکھوں میں آنسو جما ہونے لگے تھے

"اچھا ٹھیک ہے صرف ایک بار دوبارہ کبھی نہیں بولو گی جانے کا"

کوثر بیگم سنجیدہ تھیں

”جی مما میں کبھی نہیں بولوں گی جانے کا“علیزے نے آنکھوں میں آئی ی نمی صاف کرتے ہوئے کہا

”جاؤ بچوں لے جاؤ بہن کو اور کوئی ی شرارت نہیں کرنا پتا چلیں مر دیں بھی تمھاری شرارت سے پریشان ہو کر

قبرستان چھوڑ جائی یں“

کوثر بیگم نے ذایان انیک کو تنبیہ کی

”او کے مما“

”چلیں گڑیا“

ذایان نے علیزے کے کندھے پر ہاتھ پھیلایا

”جی بھائی ی“

ذایان انیک نے اپنی اپنی بائی یکس کی چابیاں لی اور باہر نکل گ ئے

ذایان کے ساتھ علیزے بیٹھی تھی

تینوں قبرستان پہنچ کر علیزے کے والدین کی قبر پر آگ ئے سب نے خاموشی سے فاتحہ پڑھی علیزے کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے

”ارے میری گڑیا بس بس ایسے نہیں روتے مر دے بر امان جاتے ہیں“

ذایان نے علیزے کا سر اپنے سینے سے لگایا

”آپ کو ہر بات مذاق لگتی ہے آپ کا کوئی ی اپنا آپ سے دور جائے گا تب آپ سے پوچھوں گی“

علیزے نے ذایان کے سینے میں منہ چھپائے سسکتے ہوئے کہا

"گڑیا تم بھول رہی ہو میں نے بھی تو اپنے بابا کو کھویا ہے"

ذایان ایک پل کو سنجیدہ ہوا

"اور اپنا باپ جیسا بھائی ی تمھیں دے دیا ہم نے اور کیا چاہیے تمھیں بھائی ی میں ہی اپنے بابا کو تلاش کرو کہی نہ کہی انکل نکل آئی یں گے"

ذایان نے زوردار قہقہ لگایا

علیزے نے ذایان کو خود سے دور کرتے ہوئے دھکا دیا

ذایان اب بھی ہنس رہا تھا

"یار بھائی ی مردوں کو بیچ میں بھگانے کا ارادہ ہے کیا"

انیک نے ذایان کے قہقوں کو روکا

"اوکے اوکے میں چپ ہو گیا سوری"

ذایان نے کان پکڑے

"گڑیا چھوڑوں اس مسخرے کو آؤ میرے پاس آجاؤ"

انیک نے علیزے کو دلاسا دیا

علیزے نے انیک کے سینے پر سر رکھ کر اس کی شرٹ بھیگونی شروع کر دی

انیک ذایان کی طرف دیکھا

ذایان بھی اداس ہو گیا تھا وہ دونوں بس علیزے کو ہنسانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وہ روئے جا رہی تھی

انیک کو شرارت سوجھی

"گڑیا چپ ہو جاؤ مت رو دیکھوں ہم ہیں نہ اور بھائی ی بھی تو ہیں بھائی ی نے ہمیں کبھی بابا کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تمھیں بھی محسوس نہیں ہونے دیں گے تم بس اب انھیں اپنے بابا سمجھو شوہر نہیں ویسے بھی وہ جن جیسے شوہر ثابت ہوئے ہیں تم اب ان کو بابا سمجھنا اوکے"

انیک خاموش ہو گیا

"آپ دونوں بہت برے ہیں شکایت کروں گی میں آپ دونوں کی"

علیزے اپنا رونا بھول کر ان پر غصہ کرنے لگی

"کس سے شکایت کرو گی اپنے سعد بابا سے" ذایان نے ہنستے ہوئے کہا

"ہاں بولو اپنے سعد بابا سے شکایت کرو گی" انیک نے بھی علیزے کو چھیڑا

"تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو"

علیزے نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے پیچھے سے کسی کی آواز آنے پر گھبرا کر ذایان کے پہلو میں جا کھڑی ہوئی ی

آنے والی شخصیت پر تینوں کی نظر پڑھی تو تینوں ہی سر جھکا کر کھڑے ہو گ ئے

"کیا کر رہے ہو تم لوگ یہاں جواب دو مجھے اور تم کیوں آئی ی ہو یہاں قبرستان میں لڑکیاں نہیں آتیں تمھیں نہیں معلوم کیا"

سعد کی نظر اب علیزے پر ٹیکی ہوئی یں تھیں

علیزے ذایان انیک کے درمیان سر جھکائے کھڑی تھی

"وہ وہ یہ دونوں لائی ہیں مجھے زبردستی میں تو منا کر رہی تھی"

علیزے نے معصوم سی شکل بنا کر جواب دیا

ذایان انیک پھٹی پھٹی آنکھوں سے علیزے کو دیکھ رہے تھے

"بھائی یہ....."

"چپ بس مجھے اور کچھ نہیں سننا تم دونوں کا دماغ خراب ہے جو اس کو قبرستان لے آئے چلو دونوں ابھی اسی وقت گھر لے کر جاؤ اس کو"

سعد نے دونوں کو غصے سے ڈرایا

"جی بھائی"

وہ تینوں خاموشی سے باہر نکل گئے

سعد نے فاتحہ پڑھنے کے لیے ہاتھ اٹھا لیے

"جھوٹی کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے تم نے جھوٹ بولنے سے پہلے جگہ کا تو خیال کر لیتیں مردوں نے بھی سنا ہے تمہارا جھوٹ"

انیک باہر نکلتے ہی علیزے پر برس پڑا

"آپ لوگ مجھے تنگ کر رہے تھے تو میں نے اپنا بدلہ لے لیا"

علیزے نے لاپرواہی سے کہا

"واہ گڑیا تم نے ثابت کر دیا تم میری بہن ہو" ذایان نے علیزے کے کندھے پر بازوں پھیلاتے ہوئے کہا

"یار بھائی اس نے اپنے بابا سے ڈانٹ پڑوائی ہے ہماری اور تم ہنس رہے ہو"

اب ہنسنے کی باری انیک کی تھی

علیزے منہ پھلائے انیک کو دیکھ رہی تھی ذایان بھی ہنسی دبائے کھڑا تھا

”تم لوگ ابھی تک یہی کھڑے ہو ایک بات سمجھ نہیں آتی تم لوگوں کو گھر جاؤ سیدھے“ سعد نے غصے میں کہا

”جی بھائی ی جا رہے ہیں“

ذایان نے جلدی سے بائی یک کا ہینڈیل سنبھالا

انیک نے بھی اپنی بائی یک اسٹارٹ کی

علیزے بھی سر جھکائے بائی یک پر بیٹھ گ ئی

وہ تینوں گھر جانے کے ارادے سے نکل گ ئے تھے

سعد بھی اپنی کار اسٹارٹ کر کے آفس کے لیے نکل گیا تھا

”بھائی ی آئی سکریم کھائی یں وہ دیکھو آئی سکریم پارلر“

انیک نے سڑک کے ایک طرف گاڑی روکی

”نہیں نہیں ذایان بھائی ی وہ غصہ کرے گے آپ پلیز گھر چلیں“

علیزے کو سعد کا غصے والا روپ یاد آیا

”گڑیا بھائی ی تو گ ئے آفس ان کو کچھ نہیں پتا چلے گا آجاؤ آئی سکریم کھاتے ہیں“

ذایان نے علیزے کا ڈر کم کیا

”بھائی ی پلیز“

علیزے نے التجا کی

"ارے گڑیا سعد بھائی ی سچ کے جن نہیں ہیں جو تم اتنا ڈر رہی ہو کچھ نہیں ہو گا آجاؤ"

انیک علیزے کا ہاتھ پکڑ کر آئی سکریم پارلر کی طرف بڑھ گیا

ذایان بھی ان کے پیچھے پیچھے تھا

تینوں نے اپنے پسند کی آئی سکریم آرڈر کی دیوار گیر شیشے کے پاس والی ٹیبل پر بیٹھ گ ئے

اس دیوار گیر شیشے سے اندر باہر کا سارا منظر نظر آرہا تھا علیزے کی پشت اس شیشے کے دیوار کی طرف تھی

انیک علیزے کی سامنے والی کرسی پر بیٹھا تھا ذایان علیزے کے سیدھے ہاتھ والی کرسی پر بیٹھا تھا

"گڑیا ویسے تم بھائی ی سے اتنا ڈرتی کیوں ہو"

انیک نے ڈری سہمی بیٹھی علیزے سے پوچھا

"جب سے ہمارا رشتہ بدلہ ہے وہ جن جیسے ہو گ ئے ہیں مجھ سے سیدھی طرح بات بھی نہیں کرتے وہ ایسا لگتا ہے ان کو مجھ سے نفرت ہو گ ئی ہے"

علیزے روہانسی ہو گ ئی تھی

"نہیں میری گڑیا ایسی بات نہیں ہے"

ذایان نے علیزے کا ہاتھ پکڑ پیار سے کہا

"گڑیا دیکھو جیسے تم اس رشتے کو قبول نہیں کر پا رہی ایسے بھائی ی نہیں کر پا رہے وہ تم سے نفرت کبھی بھی نہیں کر سکتے میری جان تم دیکھنا بھائی ی کو تم سے آہستہ آہستہ پیار ہو گا پر ہو گا ضرور"

"ہاں اور جب پیار ہو جائے گا وہ پیار نہیں عشق ہو گا"

یہ آخری بات انیک نے کہی تھی جس پر وہ خود ہی ہنس دیا تھا

"انیک بھائی ی بس بھی کریں کوئی ی موقع نہیں چھوڑتے آپ مجھے تنگ کرنے کا"

علیزے نے منہ بنایا

ذایان بھی مسکرا رہا تھا اپنی پیاری گڑیا کو منہ بنائے دیکھ کر

انیک ابھی بھی ہنس رہا تھا

انیک کی دلکش مسکراہٹ کا کوئی ی مرید ہوا تھا اس نے اپنی کار میں بیٹھے ہی دیوار گیر شیشے کی طرف بیٹھے انیک کی ک ئی تصویریں اپنے آئی ی فون میں قید کی تھیں

ٹریفیک کی وجہ سے وہ گاڑی کچھ دیر کے لیے آئی سکریم پالر کے پاس روکی تھی اس میں بیٹھی شخصیت نے اندر بیٹھے انیک کو مسکراتے دیکھ کر دل سے اس کے مسکراتے رہنے کی دعا مانگی تھی اور اس کا ساتھ پانے کی خواہش جاگی تھی

ٹریفیک کم ہونے پر وہ گاڑی زن سے آگے بڑھ گ ئی تھی ان نظروں نے انیک سے دور جاتے ہوئے بھی انیک پر ہی نظر جما کر رکھی تھی

ٹریفیک میں کھڑے سعد کی نظر جب آئی سکریم پارلر پر پڑی تو علیزے ذایان انیک کو مزے سے آئی سکریم کھاتا دیکھ کر سعد کو حیرت کا جھٹکا لگا

"اففف کیا کروں میں ان لوگوں کا کہا بھی تھا سیدھے گھر جانا پھر بھی نہیں گ ئے"

سعد بڑبڑاتے ہوئے کار پارک کر کے کار سے نیچے اتر چکا تھا۔۔

سعد آئی سکریم آرڈر کر کے ان تینوں کی ٹیبل پر آکر بیٹھ گیا

"میں نے گھر جانے کا کہا تھا نہ"

سعد نے تینوں کو گھورتے ہوئے کہا

سعد کو بیٹھتا دیکھ کر ہی تینوں حیران ہو گئے تھے

"وہ بھائی ہم تو گھر ہی جا رہے تھے گڑیا کا آئی سکریم کھانے کا دل کر رہا تھا تو ہم یہاں آگئے" انیک نے علیزے کو ڈھال بنایا

علیزے نے انیک کی بات سن کر اپنی جھکی گردن اٹھا کر انیک کو گھورا

"کیا تمھاری نظر میں میری بات کی کوئی اہمیت نہیں"

سعد نے سرد لہجے میں علیزے سے سوال کیا

"بھائی یہ مزاق کر رہا ہے ہم دونوں لائے ہیں اس کو یہاں یہ تو گھر جانے کی ضد کر رہی تھی"

ذایان نے معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے فوراً سچ اگلا

انیک اپنے جھوٹ پر شرمندہ ہوا تھا کیونکہ گڑیا کو سعد کی سرد مہری برداشت کرنی پڑی تھی

"ہم ٹھیک ہے آئی سکریم کھاؤ سیدھے گھر جاؤ" سعد کا غصہ جھاگ ہوا تھا

"اور تم میری اجازت کے بغیر ایک قدم گھر سے باہر نہیں نکالو گی"

سعد نے علیزے کو دیکھتے ہوئے کہا

علیزے نے زور زور سے اثبات میں سر ہلا دیا

سعد کو برا لگا تھا کہ علیزے نے اس کی بات نہیں مانی اب وہ اس کا شوہر تھا بس اسی وجہ سے سعد تھوڑا سخت ہو گیا تھا

لیکن ذایان کے سچ بتانے پر سعد کا غصہ ختم ہو گیا تھا

سعد کو علیزے پر پڑھنے والی نظریں بری لگتی تھیں ہمیشہ سے ہی وہ علیزے کو عبایا پہن کر باہر جانے کا کہتا تھا پر ابھی بھی وہ ایک دوپٹے میں گھر سے نکل آئی ی تھی۔

علیزے کے ہاتھوں اور پیروں میں سعد کے نام کی مہندی لگی تھی مہندی کا رنگ سعد کی محبت کا پتا دے رہا تھا مہندی سے علیزے کے خوبصورت سراپے کی خوبصورتی اور بڑھ گ ئی تھی لوگ اس چھوٹی سی لڑکی کو پلٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے۔

سعد سے یہ سب برداشت نہیں ہو رہا تھا اسی لیے وہ چاہتا تھا کہ علیزے جلد سے جلد گھر چلی جائے

”یار بھائی ی آج سعد بھائی ی سچ میں جن ہو گ ئے جہاں ہم جاتے ہیں وہی مسلط ہو جاتے ہیں“ انیک نے بائی یک اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا

”ہاں یار گڑیا صحیح کہتی ہے جن جیسے ہو گ ئے ہیں بھائی ی“

ذایان نے بھی قبول کیا

علیزے بھی ان دونوں کی باتوں پر مسکرا رہی تھی

سعد بھی آفس چلا گیا تھا.

وہ سارا دن علیزے نے ذایان انیک کے ساتھ ہستے کھیلتے گزارا۔

کوثر بیگم بھی علیزے کو خوش دیکھ کر خوش تھیں۔

For more visit (exponovels.com)

شام کو سات بجے سعد گھر آیا تھاماں سے مل کر فریش ہونے کے ارادے سے کمرے میں چلا گیا تھا۔

"علیزے بیٹا جاؤ سعد کو کپڑے دو نکال کر" کوثر بیگم نے خاموش بیٹھی علیزے کو شوہر کی خدمت میں لگانا چاہا

"مما میں کیسے مجھے کیا معلوم وہ کونسے کپڑے پہنے گے"

علیزے نے دوپٹے کے پلو کی جان نکالتے ہوئے کہا

"میری بچی ایسے ہی گھبراتی رہو گی تو زندگی کی گاڑی آگے کیسے چلے گی جاؤ میری بچی جلدی سے روم میں"

کوثر بیگم علیزے کا گال تھپتھپاتی کچن میں چلی گ ئی یں

علیزے نے ٹی وی دیکھتے ذایان انیک کی طرف دیکھا جو سب کچھ جان کر بھی انجان بنے ہوئے تھے ہار مان کر کمرے میں ہی چلی گ ئی

سعد آنکھیں موندیں بیڈ پر نیم دراز تھا

علیزے نے ایک نظر سعد پر ڈالی پھر چپ چاپ الماری کی طرف آگ ئی

الماری کھول کر ہینگر میں ٹنگے کپڑوں کو ایک ایک کر کے دیکھنے لگی

سعد کی آنکھ الماری کھلنے کی آواز سے کھل چکی تھی

علیزے کو روم میں دیکھ کر سعد کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ پھیل گ ئی

سعد آہستہ آہستہ قدم چلتا علیزے سے کچھ دور کھڑا ہو گیا

"کیا کر رہی ہو میری کپبرڈ میں"

سعد نے سینے پر ہاتھ باندھ کر کہا

علیزے کے چلتے ہاتھ وہی روک گ ۓ علیزے خود کو سنبھالتی بڑی مشکل سے پیپیچھے مڑی پر سعد کو دیکھنے کی توفیق ابھی بھی نہیں کی

"وہ وہ مہ میں آپ کے کپ کپڑے نکال رہی تھی "علیزے نے ٹوٹے پھوٹے لفظ ادا کیے

بس یہ سب سعد کو جن بنانے کے لیے کافی تھا

"تمھیں اتنا ہی شوق ہے نہ میری خدمت کرنے کا تو پتار کھا کرو مجھے کس وقت کیا چاہیے "

سعد نے غصے سے کہا اور الماری کا دوسرا دروازہ کھول کر ٹاؤ زر اور شرٹ نکال کر واشروم میں گھس گیا

"جن کہی کے "

علیزے بڑابڑائی ی اور پاؤ ں پٹختی روم سے باہر نکل گ ئی

منہ پھلاۓ وہ ذایان انیک کے پاس بیٹھ گ ئی

"کیا ہوا گڑیا بھائی ی پھر جن بن گ ۓ کیا"

انیک نے شرارت سے کہا

"وہ تو ہیں ہی جن ان کو بننے کی کیا ضرورت ہے "علیزے نے منہ بنا کر کہا

"ارے گڑیا ہمارے بھائی ی بہت پیارے ہیں ساری گلی کی لڑکیاں مرتی ہیں ان پر "

ذایان نے علیزے کو جلانا چاہا

"مر ہی سکتی ہیں وہ آپ کے بھائی ی پر اس کے علاوہ تو ان کے پاس کوئی ی راستہ بھی نہیں یہ تو میرا ہی ظرف ہے جو ان کا جن والا روپ برداشت کرتی ہوں کوئی ی اور لڑکی ہوتی تو بھاگ جاتی "

علیزے کو سعد کا یہ ذرا سا غصہ ہی بہت زیادہ لگا

ذایان انیک اس کی بات پر زور زور سے ہنسنے لگے

"گڑیا تم نے بھائی ی کا غصہ دیکھا ہی کہاں ہے ابھی دعا کرو کبھی نہ دیکھو ان کا غصہ" ذایان نے علیزے کو مشورہ دیا

"دیکھ چکی ہوں میں ان کا جن جیسا روپ "علیزے نے ستائی ی ہوئی ی عورتوں کی طرح کہاں

"ہوشیار رہنا اب تم میں جن ہوں نا کھا نہ جاؤں کسی دن تمھیں"

علیزے کے صوفے کے پیچھے کھڑے سعد نے علیزے کی بات پر جل کر جواب دیا سعد روم سے نکل کر آیا تھا علیزے کی آخری بات سعد نے سن لی تھی

ذایان انیک دونوں زور زور سے ہنس رہے تھے ان کو دیکھ کر علیزے کے چہرے پر بھی ہلکی سے مسکرہٹ آگ ئی

سعد بھی مسکراتے ہوئے علیزے کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا

علیزے خاموشی سے اٹھ کر کچن میں چلی گ ئی

"چپ کر جاؤں کمینوں"

سعد نے ذایان انیک کی بنا بریک کی ہنسی کو روکنا چاہا

"بھائی ی آپ اسے کھا جاؤں گے"

انیک نے ہنسی کو بریک لگاتے ہوئے کہا

”کھا ہی جاؤں گا کسی دن“

سعد علیزے کے خوبصورت سراپے کو سوچتے ہوئے بڑبڑایا

”کیا کہہ رہے ہیں بھائی ی سمجھ نہیں آرہا“

”ارے کچھ نہیں بھ ئی مذاق کر رہا تھا میں تم نے کیا آدم خور سمجھا ہوا ہے مجھے“

پھر تینوں بھائی ی باتوں میں لگ گ ئے

”آجاؤ بچوں کھانا کھالو“

کوثر بیگم نے پلیٹیں ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا

”جلو بھائی ی کھانا کھائی یں میرے پیٹ میں تو چوہے بے ہوش ہو رہے ہیں بھوک کے مارے“

انیک نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

”چل شیطان“

سعد نے مسکراتے ہوئے انیک کے سر پر چپت لگائی ی

علیزے بھی کوثر بیگم کا ہاتھ بٹا رہی تھی

سب نے ہنستے کھیلتے کھانا کھایا

”بھائی ی آجاؤ کوئی ی مووی دیکھیں ٹی وی پر“ ذایان نے مووی کی پیشکش کی سعد کو

”نہیں بھ ئی میں تو تھک گیا ہوں آرام کروں گا روم میں جا کر“

”ارے بھائی ی دیکھوں آپکی پسند کی مووی آرہی ہے“

انیک ہاتھ میں ریموٹ لیے سعد کو بتا رہا تھا

”کونسی مووی“ سعد نے ناسمجھی سے کہا

”resident evil“

انیک نے جوش سے کہا یہ ہالی ووڈ کی مووی تھی تینوں بھائی یوں کو ہی پسند تھی

”ارے واہ چلو دیکھتے ہیں“

سعد نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا

”مما گڑیا آجاؤ مووی دیکھتے ہیں“

ذایان نے صوفے پر بیٹھے بیٹھے آواز لگائی ی

”نہیں بھ ئی میں تو روم میں جا رہی ہوں نماز پڑھ کر سوں گی تھک گ ئی ہوں“

کوثر بیگم اپنے کمرے میں چلیں گ ئی یں

”گڑیا تم تو آجاؤ“ ذایان نے علیزے کو بلایا

”جی بھائی ی“

ذایان انیک نے دونوں سینگل صوفوں پر قبضہ کر لیا تھا تا کہ علیزے سعد کے ساتھ بیٹھے کیونکہ وہ تھری سیٹر صوفہ پر بیٹھا تھا

علیزے خاموشی سے سعد سے کچھ دور اسی صوفے پر بیٹھ گ ئی جس پر سعد بیٹھا تھا

چاروں بڑے مزے سے مووی دیکھ رہے تھے لیکن مووی میں ڈراؤ نا سین دیکھ کر علیزے ڈر گ ئی

”میں تو سونے جا رہی ہوں آپ ہی دیکھیں یہ فلم“ علیزے نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا

”ارے گڑیا اس میں ڈراؤ نا کیا ہے جو تم ڈر گ ئی ہیں بس وائ رس پھیل گیا تو انسان ذومبی بن گ ئے ہیں اور کھا رہے ہیں ایک دوسرے کو“

ذایان نے علیزے کو روکنا چاہا

”نہیں مجھے نہیں دیکھنی“

علیزے نے ایک قدم بڑھایا ہی تھا سعد نے علیزے کی کلائی ی اپنے مضبوط ہاتھ میں تھام لی

”اگر تم مووی دیکھے بنا گ ئی ہیں تو میں تمھیں رات کو روم سے باہر نکال دونگا“

سعد نے علیزے کو دھمکی دی

سعد کی نظریں ٹی وی پر ہی تھیں ابھی بھی

ذایان انیک مووی چھوڑ کر ان دونوں کو ڈرامہ انجوئے کر رہے تھے

”آپ سچ میں نکال دیں گے“

علیزے نے بچوں کی طرح پوچھا

”ہاں اگر تم نے میرے ساتھ بیٹھ کر میری پسند کی مووی نہ دیکھی تو میں سچ میں نکال دوں گا“

سعد نے اپنی مسکراہٹ کا گلا کھونٹتے ہوئے کہا

سعد نے علیزے کی کلائی ی چھوڑ دی تھی

علیزے ڈر اور گھبراہت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ سعد کے برابر میں بیٹھ گ ئی

ذایان انیک اپنی ہنسی کو ضبط کرتے پھر مووی دیکھنے میں مشغول ہو گ ئے تھے

"امی......"

علیزے پھر سے کوئی ی سین دیکھ کر ڈر گ ئی تھی ڈر کے مارے اسے امی یاد آگ ئی تھی اس نے برابر میں بیٹھے سعد کے کندھے میں منہ چھپالیا تھا اور اس کی شرٹ کو دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں دبوچ لیا تھا

ذایان انیک دبی دبی ہنسی ہنس رہے تھے

سعد بھی مسکرا رہا تھا

"چلو جاؤ روم میں"

سعد نے اپنی مسکراہٹ پر قابو پاتے ہوئے کہا

"آپ روم سے تو نہیں نکالے گے نہ"

علیزے نے سعد کے کندھے سے تھوڑا سر اٹھا کر کہا

"نہیں نکالوں گا"

سعد کا یہ کہنا تھا کہ علیزے بھاگتی ہوئی ی روم میں جا گھسی تھی

علیزے کے روم میں جانے کے بعد تینوں کا زوردار قہقہہ ٹی وی لاؤنج میں گونجا تھا

"بھائی ی آپ نے تو ہمیں پیچھے چھوڑ دیا آج شرارتوں میں"

انیک نے علیزے کے ساتھ کی گ ئی سعد کی شرارت کی داد دی

"ہاں تو تمھارا بڑا بھائی ی ہوں تم سے آگے تو مجھے ہونا ہی ہے نہ"

سعد پھر سے ہنسنے لگا تھا

"ویسے بھائی ی اچھا نہیں کیا آپ نے بچاری بہت ڈر گ ئی تھی"

ذایان اب علیزے کا بھائی ی بن گیا تھا سعد کی شرارت کے وقت وہ سعد کا بھائی ی بنا ہوا تھا

"سالے صاحب تمھاری بہن بھی تو مجھے تنگ کرتی ہے انجانے میں ہی صحیح پر کرتی تو ہے" سعد نے بھی ذایان کو سالہ ہی سمجھ لیا تھا

"کیا مطلب بھائی ی سمجھا نہیں میں"

ذایان نے نا سمجھی سے کہا

”مطلب وہ مجھ سے پہلے کی طرح باتیں نہیں کرتی بیٹھتی بھی نہیں میرے پاس اور اگر مجھ سے کبھی کوئی بات بھی کرتی ہے تو ایسا لگتا ہے کوئی ہکلی ہے وہ اتنا اٹک اٹک کر بولتی ہے اب بتاؤ تم میں کیا کروں میں تو چاہتا ہوں بس وہ پہلے جیسی ہو جائے“

سعد اب سنجیدہ ہو گیا تھا

”بھائی اسے وقت دو ٹھیک ہو جائے گی آہستہ آہستہ“

ذایان بھی سنجیدہ ہوا تھا

”وقت تو میں نے دیا ہوا ہے اسے پر میری شرارتوں سے کوئی نہیں بچا سکتا اس کو“

سعد نے شرارت سے آنکھ ماری تھی

”اور اس میشن میں میں آپ کے ساتھ ہوں“ انیک نے ہنستے ہوئے کہا

”توبہ ہے میں تو علیزے کی سائیڈ پر ہوں“

ذایان نے بھائی ہونے کا حق ادا کیا

تینوں ہنس رہے تھے تب علیزے روم سے باہر آ گئی اور ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھ گئی

گھر چھوٹا تھا ٹی وی لاؤنج سے بیٹھ کر ہر جگہ آرام سے نظر رکھی جا سکتی تھی ٹی وی لاؤنج کے سامنے ہی چار بڑے بڑے کمرے لائن سے بنے تھے ہر روم میں ایک واشروم تھا

ٹی وی لاؤنج کے سیدھے ہاتھ پر ڈائیننگ ٹیبل تھی اس سے تھوڑا آگے کچن تھا ٹی وی لاؤنج کے دوسری طرف تھوڑا آگے چل کر باہر کا دروازہ تھا

کچن کے برابر میں چھت کی سیڑھیاں تھیں

"بھائی یہ باہر کیوں آگئی"

انیک نے سرگوشی کی

"اس کو اکیلے روم میں ڈر لگ رہا ہو گا اسی لیے" سعد نے سرگوشی میں جواب دیا

"گڑیا کیا ہوا روم سے باہر کیوں آگئی ہیں"

ذایان نے پیار سے پوچھا

"وہ بھائی اکیلے میں ڈر لگ رہا ہے"

"گڑیا جھوٹ نہیں بولو یہ کہو نہ بھائی کے بنا دل نہیں لگ رہا روم میں"

انیک نے آنکھ دبائی

علیزے حیرت سے انیک کو دیکھ رہی تھی وہ سعد کے سامنے اس طرح کا مزاق کیسے کر سکتا ہے

"کوئی بات نہیں گڑیا ڈر لگ رہا ہے تو یہی بیٹھ جاؤ"

ذایان نے انیک کو گھورتے ہوئے کہا

سعد ٹی وی دیکھتے ہوئے وقفے وقفے سے علیزے کو بھی دیکھ رہا تھا جو خود کو جگائے رکھنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی

سعد نے جب علیزے کو اونگھتے ہوئے دیکھا تو خاموشی سے اٹھ کر روم میں چلا گیا ذایان انیک بھی سمجھ گئے تھے سعد علیزے کی وجہ سے کمرے میں گیا ہے

For more visit (exponovels.com)

علیزے بھی اٹھ کر روم میں چلی گ ئی

سعد واشروم میں تھا

علیزے بیڈ پر لیٹ گ ئی لیٹتے ہی علیزے نیند کی وادیوں وادیوں میں کھو گ ئی

سعد واشروم سے نکلا تو علیزے کو سوتا دیکھ کر مسکرایا اور کمبل علیزے کو اوڑا کر خود بھی لائی ٹ بند کر کے لیٹ گیا

ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا علیزے اکیلی ایک اندھیرے گھر میں تھی علیزے کو اس اندھیرے میں سامنے سے کوئی ی آتا نظر آیا

"سعد آپ ہیں کیا ذایان بھائی ی آپ ہیں کیا انیک بھائی ی کوئی ی تو جواب دیں پلیز مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے"

علیزے نے سب کو پکارا

پر کوئی ی جواب نہیں آیا علیزے دروازے کی طرف بھاگی گھر سے باہر نکل کر اس نے دیکھا انسان ایک دوسرے کو کھا رہیں سب خون میں لت پت ہیں جس گھر سے وہ نکلی تھی وہاں سے بھی بہت سے لوگ اس کی طرف بڑھ رہے تھے

"نہیں نہیں بچاؤ مجھے کوئی ی بچاؤ کوئی ی میری مدد کرو چھوڑو مجھے دور رہو مجھ سے بچاؤ بچاؤ بچاؤ"

سعد کی آنکھ علیزے کی آوازوں سے کھل گ ئی جو نیند میں ہی چیخ رہی تھی

"علیزے اٹھو کیا ہوا ہے تمھیں علیزے علیزے اٹھو"

سعد نے علیزے کے بازوں پکڑ کر اسے زور سے جھنجوڑا

””چھوڑو چھوڑو مجھے مت کھاؤ دور رہو مجھ سے“

علیزے اٹھ تو گئی تھی پر ابھی بھی وہ خود کو اسی جگہ محسوس کر رہی تھیں

”علیزے میری طرف دیکھو میں ہوں سعد علیزے کوئی کچھ نہیں کر رہا تمھیں میں ہوں نہ ڈرو نہیں“

”نہیں مجھے نہیں کھاؤ دور رہو مجھ سے“

علیزے ابھی بھی ہوش میں نہیں آئی تھی

اگلے ہی پل سعد نے علیزے کو اپنی باہوں میں لے لیا تھا

”بس بس کچھ نہیں ہوا میں ہوں نہ تمھارے ساتھ“

سعد علیزے کو اپنی بانہوں میں چھپائے ایک ہاتھ سے اس کے بال سہلا رہا تھا

علیزے نے پہلے تو آزاد ہونے کی کوشش کی پھر سعد کے سینے سے سر ٹکا دیا

کمرے میں اب خاموشی تھی علیزے سعد کی بانہوں میں خود کو محفوظ محسوس کر رہی تھی

سعد بھی اپنی چھوٹی سی بیوی کو سینے سے لگائے اپنی دھڑکنے اسے سنا رہا تھا

”علیزے سب ٹھیک ہے چلو اب سو جاؤ“

سعد نے علیزے کو خود سے آرام سے دور کیا

”آپ کہی جائیں گے تو نہیں“

علیزے نے سعد کا ہاتھ پکڑ کے پوچھا

”نہیں میں کہی نہیں جا رہا یہی ہوں تم سو جاؤ اب“

سعد نے پیار سے کہا علیزے کو لیٹا کر خود بھی اس کے ساتھ لیٹ گیا

علیزے نے ابھی بھی سعد کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا

سعد آج خود کو مکمل محسوس کر رہا تھا کیوں کہ آج اس کے ساتھ اس کی بیوی اس کی محبت تھی سعد کو خود بھی نہیں معلوم وہ کب اس چھوٹی سی لڑکی سے محبت کر بیٹھا تھا

"توں جو ملی مکمل ہو گیا میں

تجھ بن ادھورا تھا میں"

ایک حسین صبح کی شرواعات ہو چکی تھی سب چرند پرند اپنے لیے رزق کی تلاش میں نکل رہے تھے کھڑکی سے آتی چڑیوں کی چہچاہٹ کی سریلی آواز علیزے کے کانوں میں پڑی تو علیزے نے اپنی ہرنی سی آنکھیں وا کیں

علیزے کو اپنے چہرے پر گرم سانسیں محسوس ہوئی یں

علیزے نے گھبراتے ہوئے برابر میں دیکھا سعد پر سکون نیند سو رہا تھا

علیزے ایسے اٹھ کر بیٹھی جیسے اس نے کوئی ی بھوت دیکھ لیا ہو علیزے اپنی بے ترتیب سانسوں کو ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہی تھی اتنے میں اس کی نظر اپنے ہاتھ پر پڑی جو سعد کے ہاتھ میں تھا

علیزے نے آہستہ سے اپنا ہاتھ سعد کے ہاتھ سے نکالا اور بھاگنے کے انداز میں واشروم میں گھس گ ئی

"ہائے یہ کیسے ہو گیا مجھے تو کچھ یاد نہیں وہ میرے اتنے قریب آئے کب اور کیسے مجھے تو پتا نہیں چلا"

علیزے واشروم کے دروازے سے چپکی خود سے ہی باتیں کر رہی تھی

علیزے اکثر نیند میں ہوئے ایسے واقعات کو بھول جایا کرتی تھی

علیزے کے جانے کے بعد سعد نے ایک خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ اپنی آنکھیں کھولیں

"اففف علیزے کب تک بھاگو گی مجھ سے تمھارے دل میں اپنی محبت کے نام کا درخت ضرور لگاؤں گا میں"

سعد بیڈ پر لیٹا اپنی سوچ میں گھوم تھا

"ان کو کیا ہوا لگتا ہے جن کی جگہ کسی پاگل نے لے لی ہے"

علیزے واشروم سے نکلی تو سعد اپنی سوچوں میں گھوم ہو کر خود ہی خود مسکرا رہا تھا علیزے خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گ ئی

دروازہ بند ہونے کی آواز سے سعد اپنی سوچوں سے باہر آیا

"پھر بھاگ گ ئی یہ"

سعد بڑبڑایا اور اٹھ کے واشروم میں چلا گیا

علیزے کچن میں کوثر بیگم کے پاس آگ ئی

"اٹھ گ ئی ں بیٹا" کوثر بیگم نے پیار سے کہا

"جی مما"

"سعد اٹھ گیا"

"جی وہ بھی اٹھ گ ۓ"

"تم ایسا کرو ذایان انیک کو اٹھا آؤ ابھی تک نہیں اٹھے"

کوثر بیگم نے گھر کے دو شیطانوں کو اٹھانے کا حکم دیا

"جی مما ابھی اٹھا کر لاتی ہوں" علیزے کچن سے نکل گ ئی

"ذایان بھائی ی اٹھیں ذایان بھائی ی"

علیزے ذایان کے کمرے کا دروازہ بار بار بجا رہی تھی اور آوازیں دے رہی تھی

"کیا ہوا یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو"

سعد کمرے سے نکلا تو علیزے کو ذایان کے کمرے کے باہر گھڑا دیکھ کر پوچھا

"وہ مما نے کہا ہے ذایان بھائی ی انیک بھائی ی کو اٹھا دوں پر میں کب سے آوازیں لگا رہی ہوں ذایان بھائی ی اٹھ نہیں رہے"

علیزے نے سر جھکائے انگلیاں کو مروڑتے ہوئے جواب دیا

"ذایاااان انیییک پانچ منٹ میں تم دونوں مجھے ناشتے پر ملو"

سعد نے کڑکدار آواز لگائی ی

ذایان انیک جو اپنے کانوں کو تالا لگا کر سو رہے تھے جلدی سے اٹھ گ ئے

"جی بھائی ی آ رہے ہیں"

دونوں نے باری باری آواز دی

علیزے ابھی تک کھڑی حیران تھی سعد آج اس پر غصہ نہیں کر رہا تھا

"کیا ہوا"

سعد نے علیزے کے سامنے چٹکی بجائی

"نہ نہیں نہیں کچھ نہیں"

علیزے نے ہوش میں آتے ہوئے کہا

”ہمم آجاؤ آجائیں گے وہ دونوں تمھیں یہاں پھیرا دینے کی ضرورت نہیں“

سعد ہلکا سا مسکایا

علیزے بھی ہلکی سی مسکائی اور شرماتی ہوئی کچن میں چلی گئی

کچھ دیر بعد ہی سب ڈائی ننگ ٹیبل پر اپنی اپنی نشستیں سنبھال کر بیٹھے تھے

”آہم آہم گڑیا رات کو ڈر تو نہیں لگا تھا“

انیک نے گلا کھنگارتے ہوئے سوال کیا

ذایان انیک کے ہوتے ہوئے کھانا کے ٹیبل پر امن قائم ہو ہی نہیں سکتا تھا

”ہاں گڑیا بولو تمھیں رات کو ڈر تو نہیں لگا“ ذایان کے اندر کا علیزے کا بھائی بھی جاگ گیا تو اس نے بھی فکر مندی سے پوچھا

علیزے کو تو کچھ یاد ہی نہیں آرہا تھا اور صبح والا سین سوچ کر تو علیزے نظریں اٹھانا ہی بھول گئی

کوثر بیگم ان کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہیں تھیں

”کیا ہوا گڑیا بولو“

انیک نے علیزے سے پھر سے سوال پوچھا

”اس سے کیا پوچھ رہے ہو مجھ سے پوچھو“ سعد نے شرارت سے ایک آنکھ دبائی

علیزے شرمندہ سی گردن جھکا گئی اس کو تو کچھ یاد ہی نہیں تھا

”جی بھائی آپ ہی بتا دیں“

انیک نے دلچسپی سے کہا

"تو سنورات کو علیزے ڈر کے مارے روتے ہوئے نیند سے جاگ گ ئی یں تھیں"

"سعد چپ ہو جاؤ اپنے کمرے کی باتیں اپنے اور اپنی بیوی تک رکھو"

کوثر بیگم نے آنکھیں دیکھائی یں

"مما سننے تو دیں جی بھائی ی پھر کیسے چپ کروایا آپ نے گڑیا کو"

انیک نے پہلے کوثر بیگم کو سائی یڈ کیا پھر سعد سے مخاطب ہوا

"ہاں بھائی ی اس کو بتاؤ پیپر میں یہ ہی تو لکھنا ہے اس کو"

ذایان نے انیک کی دلچسپی دیکھ کر اس کا مزاق اڑایا

"سعد خبر دار جو تم ایک لفظ بھی بولے تو" کوثر بیگم نے سعد کو آنکھیں دیکھائی یں

علیزے شرم سے پانی پانی ہو گ ئی تھی آگے جانے کیا ہوا ہو گا وہ اپنی پلیٹ پر جھکی ہوئی ی تھی

"علیزے کو بانہوں میں بھر کر چپ کروایا تھا" سعد نے ٹرین کی سپیڈ سے جواب دیا تینوں بھائی یوں کا فلک شگاف قہقہ گونجا کوثر بیگم سر پکڑ کر بیٹھ گ ئی یں

علیزے تو اٹھ کر ہی بھاگ گ ئی

"بے شرموں شرم نہیں آتی تم تینوں کب سے تنگ کر رہے ہو اس کو اور تم سعد تم سے مجھے یہ امید نہیں تھی"

کوثر بیگم تینوں کو ڈانٹتی برتن اٹھا کر کچن میں چلی گ ئی یں

وہ تینوں ابھی بھی ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے

علیزے اپنے کمرے میں آ کر زور زور سے سانسیں لے رہی تھی

”میں کتنی بے وقوف ہوں پتا نہیں کیا کیا ہوا ہو گا رات کو اور صبح جو وہ میرے اتنے قریب لیٹے تھے ہائے میں کیا کروں میری تو ان سے نظریں ملانے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی کیسے سامنا کروں گی ان کا“

علیزے یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی رات کو کیا ہوا تھا ایک دم سے علیزے کو وہ برا خواب یاد آیا اس کے بعد سب کچھ اس کے دماغ میں فلم کی طرح سامنے آ گیا

علیزے کا چہرا سرخ ہو گیا تھا

”تم لوگوں کو جانا نہیں ہے کب سے عورتوں کی طرح قہقہے لگا رہے ہو یہاں بیٹھ کر“

کوثر بیگم نے تینوں کو گھورا جو ابھی تک ٹیبل پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے

”مما مرد بھی قہقہے لگاتے ہیں جب وہ بہت خوش ہوتے ہیں“

سعد نے معصومیت سے کہا

”تم لوگ جاتے ہو یا میں جھاڑو لاؤں“

”اچھا اچھا ہم جا رہے ہیں“

تینوں نے ایک ساتھ کہا

انیک ذایان اسی وقت نکل گ ۓ سعد کی گاڑی کی چابی روم میں ہی رہ گ ئی تھی

”سعد بہت بری بات ہے تمھیں اپنے روم کی باتیں اس طرح نہیں بتانی چاہیے تھیں“

کوثر بیگم نے سعد کو سمجھایا

”ارے میری پیاری مما میں بس مذاق کر رہا تھا آئندہ ایسا نہیں کروں گا پکا“

سعد نے پیار سے ماں کا ماتھا چوما

"اچھا چلو اب آفس جاؤ"

"مما گاڑی کی چابی روم میں بھول گیا ہوں وہ لے لوں پھر جاتا ہوں"

"ٹھیک ہے" کوثر بیگم روم میں چلی گ ئی

سعد نے روم کے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ نہیں کھلا کیونکہ وہ لاک تھا

علیزے بیڈ پر بیٹھی تھی وہ ابھی سعد کا سامنا کرنے کی حالت میں نہیں تھی

"علیزے دروازہ کھولو میرے کیز اندر رہ گ ئی ہیں"

سعد کی آواز پر علیزے کی سانسیں روک گ ئی

"اب کیا کروں میں"

کچھ سوچتے ہوئے علیزے نے سائیڈ ٹیبل سے چابیاں اٹھائی یں اور کمرے کے دروازے کے نیچے سے چابیاں باہر کی طرف کھسکا دی

سعد کو اپنے پاؤں پر کچھ محسوس ہوا تو نیچے دیکھا تو چابیاں تھیں سعد نے مسکراتے ہوئے چابیاں اٹھالیں

"اتنی شرم کہاں سے لاتی ہے یہ میڈم"

سعد گھر سے باہر نکل گیا

اس کے جانے کے بعد علیزے روم سے باہر آئی ی

"مما مجھے کچھ بات کرنی تھی آپ سے"

علیزے اور کوثر بیگم ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی یں تھیں تو علیزے کو کچھ یاد آ گیا تھا

"مما میں اپنی تعلیم مکمل کرنا چاہتی ہوں" علیزے نے ہچکچاتے ہوئے کہا

"میری بچی یہ تو بہت اچھی بات ہے میں تو بہت خوش ہوں تمھارے اس فیصلے سے"

کوثر بیگم دل سے خوش ہوئی یں تھیں وہ علیزے کی سگی ماں نہیں تھیں پر اسے سگی سے بڑھ کر چاہتی تھیں

"تھینکیو مما" علیزے نے خوش ہو کر کہا

"اچھا ایسا کرنا تم سعد سے بھی پوچھ لینا ایک بار وہ منا تو نہیں کرے گا لیکن اب وہ تمھارا شوہر ہے تم کیا چاہتی ہو یا کیا کر رہی ہو یہ سب اس کے علم میں بھی ہونا چاہیے" کوثر بیگم نے پیار سے علیزے کو کہا

"مما انھوں نے منا کر دیا تو"

علیزے نے اداسی سے کہا

"نہیں کرے گا تم پریشان نہیں ہو چلو اب کھانا کھاتے ہیں"

"ہم چلیں مما مجھے بھی بھوک لگی ہے"

"اَلسلامُ عَلَیکُم انیک بھائی ی"

انیک یونیورسٹی سے آیا تھا ابھی علیزے نے دروازہ کھولتے ہی سلام کیا

"وَعَلَیکُم السَّلام میری گڑیا کیسا گزرا دن"

انیک نے علیزے کو اپنے ساتھ لگایا

"اچھا گزرا بھائی ی یہ شوپر میں کیا ہے"

علیزے نے انیک کے ہاتھ میں شوپر کی طرف اشارہ کیا

"ارے یہ میں تمھارے لیے لایا تھا"

For more visit (exponovels.com)

انیک نے شوپر علیزے کی طرف بڑھا دیا

علیزے نے شوپر لی تو اس میں کوٹن کینڈی تھی

"تھینکیو انیک بھائی ی"

علیزے نے خوش ہوتے ہوئے کہا

"چلو اب تم بیٹھ کر یہ کھاؤ میں فریش ہو کر آتا ہوں"

انیک نے پیار سے کہا اور اپنے روم میں چلا گیا

"ارے یہ کس نے لا کر دی تمھیں"

کوثر بیگم نے علیزے کو کوٹن کینڈی کھاتے دیکھا تو اس سے پوچھا

"مما انیک بھائی ی نے لا کر دی ہے آپ کھائی یں گی"

علیزے نے کوٹن کینڈی کھاتے ہوئے پوچھا

"نہیں تم کھاؤ انیک کہاں ہے"

"وہ فریش ہونے گ ئے ہیں"

"اچھا ٹھیک ہے"

کوثر بیگم بھی علیزے کے پاس ہی بیٹھ گ ئی یں

کچھ دیر بعد پھر ڈور بیل بجی

"مما ذایان بھائی ی آئے ہوں گے میں دیکھتی ہوں"

علیزے فوراً دروازہ کھولنے چلی گ ئی

”اَلسلامُ عَلَیکُم“

علیزے نے دروازہ کھولتے ہی سلام کیا

”وَعَلَیکُم السَّلام میری گڑیا“

ذایان نے پیار سے علیزے کے سر پر ہاتھ پھیرا

”ذایان بھائی ی آپ میرے لیے کیالائے انیک بھائی ی تو کوٹن کینڈی لائے تھے“

”میں اپنی گڑیا کے لیے چاکلیٹس لایا ہوں“

ذایان نے جیب میں سے چاکلیٹس نکال کر علیزے کو دی

”تھینکیو بھائی ی“

”تم لوگ اس کو بڑا ہونے مت دینا“

کوثر بیگم نے علیزے کے ہاتھ میں چاکلیٹ دیکھی تو مسکراتے ہوئے کہا

”ارے مما ہماری گڑیا کے ابھی کھیلنے کھودنے کے دن ہے آپ اس کو انجوئے کرنے دیں“

انیک ابھی فریش ہو کر روم سے نکلا تھا کوثر بیگم کی بات سن کر اپنی گڑیا کی فوراًسائی یڈلی

”ارے بھ ئی میں تو چاہتی ہوں میری بچی ایسے ہی خوش رہے“

کوثر بیگم نے پیار بھری نظروں سے علیزے کو دیکھا

علیزے چاکلیٹ کھانے میں مگن تھی

اتنے میں ڈور بیل پھر بجی

”علیزے جاؤ بیٹا دروازہ کھولو“

"انیک بھائی ی آپ جائی یں میں تھک گ ئی بار بار دروازہ کھول کے"

علیزے صوفے پر بیٹھ گ ئی

کوثر بیگم نے دائے بائے گردن ہلائی ی وہ سمجھ گ ئی یں تھی علیزے سعد سے دور بھاگ رہی ہے

"جھوٹی یہ بولو نہ سعد بھائی ی سے چھپ رہی ہو"

انیک علیزے کو جھوٹی کا خطاب دیتا دروازہ کھولنے چلا گیا علیزے ٹیڑے میڑے منہ بنا کر چاکلیٹ کھانے میں مصروف ہو گ ئی

"اَلسَلامُ عَلَیُکم" سعد نے سب کو سلام کیا

علیزے سعد کی آواز سن کر ایسے سیدھی ہو کر بیٹھی جیسے سعد نے سلام نہ کیا ہو اا ٹینشن کہا ہو

"وَعَلَیُکم السّلام میرا بچہ آؤ بیٹھو"

کوثر بیگم نے پیار بھرے لہجے میں کہا

"مما پہلے میں فریش ہو جاؤ ں پھر بیٹھوں گا" سعد نے جواب دیا

"علیزے ایک گلاس روم میں پانی لے کر آؤ"

سعد جاتے جاتے علیزے کو آرڈر دے گیا

علیزے بڑے مزے سے چاکلیٹ کہا رہی تھی سعد کی آواز کان میں پڑتے ہی چونکی پھر برے برے منہ بناتی ایک ہاتھ میں آدھی کھائی ی چاکلیٹ سنبھالے کھڑی ہو گ ئی

علیزے پانی لے کر روم میں آئی ی تو سعد آنکھیں بند کر کے بیڈ پر نیم دراز تھا

"پانی" علیزے نے آہستہ سے کہا اور گلاس سعد کی طرف بڑھا دیا

سعد نے آنکھیں کھولی تو علیزے پانی کا گلاس لے کر کھڑی تھی سعد نے گلاس لے کر لبو سے لگا لیا

وہ پانی پیتے ہوئے بھی علیزے کو دیکھ رہا تھا

"میں جاؤں" علیزے نے گھبراتے ہوئے کہا

"میرے کپڑے نہیں نکالے تم نے وہ تو نکال دو" سعد نے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا

"جی"

"یہ تو دیتی جاؤ"

علیزے مڑنے والی ہی تھی سعد نے علیزے کے ہاتھ سے اس کی آدھی ادھوری چاکلیٹ چھین لی

"میری چاکلیٹ"

علیزے نے چاکلیٹ لینے کی کوشش کی تو سعد نے جلدی سے منہ میں رکھ لی

"اب تو گئی میرے پیٹ میں"

سعد نے ہنستے ہوئے کہا

علیزے نے برا سا منہ بنایا اور دل میں سعد کو بھوکے کے لقب سے نوازتی الماری سے کپڑے نکالنے لگی

سعد کی نظریں علیزے پر ہی مرکوز تھیں

سعد کی شوخیاں نظریں دیکھ کر علیزے بلکل الماری کے اندر ہی گھس گئی تھی اس نے جلدی سے ایک

ڈریس نکال کر بیڈ پر رکھا اور روم سے بھاگنے کے انداز میں نکلی

علیزے حواس باختہ سی باہر نکلی تو ذایان سے ٹکرا گئی

"ارے ارے میری گڑیا کیا ہو گیا اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو"

ذایان نے علیزے کے دونوں بازوں پکڑ کر سنبھالا

"کچھ نہیں ہوا مجھے علاج کرائی یں اپنے بھائی ی کا تنگ کرتے رہتے ہیں مجھے میڑی چاکلیٹ بھی کھاگ ئے"

علیزے نے بچوں کی طرح سعد کی شکایتیں لگانی شروع کر دیں

"آنے دو بھائی ی کو لیتا ہوں میں بھائی ی کی خبر" ذایان نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا

"رہنے دیں بھائی ی وہ آپ کی خبر لے لیں گے" علیزے نے ذایان کو یاد دلایا سعد اس کا بڑا بھائی ی ہے

"یہ تو تم صحیح کہہ رہی ہو چلو آ جاؤ سوچتے ہیں کچھ"

ذایان نے پر سوچ انداز میں کہا

"کیا ہوا یہ کیا پھڈا اچل رہا ہے"

انیک نے علیزے کا منہ بنا دیکھا تو دلچپسی سے پوچھا

"لو اس کو بتاؤ لڑاکا عورت کو"

ذایان کا ایسا کہنا تھا

علیزے زور زور سے ہنسنے لگی اس کے قہقوں کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھیں

"تمھیں تو میں چھوڑوں گا نہیں"

انیک ذایان کو مارنے اٹھا ذایان اٹھ کر دوسری طرف بھاگ گیا دونوں پورے ٹی وی لاؤنج میں چکر لگا رہے تھے

علیزے ان کی حرکتوں پر پیٹ پکڑ کر ہنس رہی تھی

"یہ کیا ہو رہا ہے اتنا شور کیوں مچار کھا ہے" کوثر بیگم ان کی دھما چوکڑی سن کر غصے سے روم سے باہر آئی یں

کوثر بیگم کا غصہ دیکھ کر علیزے کی ہنسی اور ذایان انیک کے پاؤں کو بریک لگا

”تم دونوں آخر کب بڑے ہوگے گھر کو کھیل کا میدان سمجھ رکھا تم دونوں نے“

کوثر بیگم نے ذایان انیک کے کان مروڑے

”آہ مما بھائی ی نے شروع کیا تھا“

انیک نے کراہتے ہوئے کہا

”مما میں تو مزاق کر رہا تھا“

ذایان نے کان چھڑوانے کی کوشش کی

کوثر بیگم نے دونوں کے کان چھڑنے کے بجائے اور زور سے مروڑ دیے

”تم لوگوں کو شرم آتی ہے اتنے بڑے ہوگ ئے ہو لیکن اوٹ پٹانگ حرکتیں کرنے سے باز نہیں آتے ہو آخر کب عقل آئے گی تم دونوں کو کل کہی تمھاری شادی کروں گی تو تمھاری حرکتیں دیکھ کر کون کہے گا تم شادی کے لائ ق لڑکے ہو“

For more visit (exponovels.com)

علیزے دونوں بھائی یوں کی درگت بنتے دیکھ کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی

”مما ہم جب تک بڑے ہو جائی یں گے نہ“

ذایان نے التجا کی

”مما چھوڑ دیں ان دونوں کو یہ تو ہمارے گھر کی رونق ہیں“

سعد نے دونوں بھائی یوں کو کوثر بیگم کے غصے سے بچایا

”تم نے بگاڑا ہے ان دونوں کو“

کوثر بیگم نے اپنی طوپوں کا رخ اب سعد کی طرف کیا

”ارے میری پیاری مما پلیز اتنا غصہ نہیں کریں میں ہوں نہ میں سدھار دوں گا ان کو“

سعد نے کوثر بیگم کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا

”ہاں سدھار لیا تم نے انھیں“

کوثر بیگم روم میں چلیں گ ئی یں

”یہ تم کیا حرکتیں کرتے رہتے ہو تم دونوں کے شور کی آواز اور بیگم صاحبہ کے قہقوں کی آواز میں نے واشروم تک میں سنی ہے“

”بھائی ی ذایان نے چھیڑا تھا پہلے مجھے“

انیک نے معصوم سی شکل بنائی

”اچھا کیا کہا تھا میں نے بھائی ی کو بتاؤ“

ذایان نے بہادری دیکھائی ی

”بھائی ی ذایان نے مجھے“

انیک کہتے کہتے روک گیا

”ہاں ہاں بولو نہ کیا بولا تھا میں نے“

ذایان نے اکسایا انیک کو

”کچھ نہیں بولا“

انیک نے ذایان کو گھورا اور علیزے کے پاس جا کر بیٹھ گیا

”اچھا چلو اب مما کو مناتے ہیں“

سعد نے سب کو مشن پر لگایا

سب نے مل کر کوثر بیگم کو منایا اور اسی طرح ایک دن اور ہنسی خوشی اختتام پزیر ہوا

”کیسے پوچھوں اب میں ان سے یہ تو لیپ ٹاپ کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے افف کیا تھا ہمارا رشتہ کیا ہو گیا کاش سب کچھ پہلے جیسا ہوتا تو میں ان کے ہاتھ سے یہ لیپ ٹاپ چھین کر اپنی بات منواتی“

کیا ہوا کوئی ی مسل ئی ہ ہے کیا کب سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی ہو“

سعد کی آواز کان میں پڑتے ہی علیزے اپنے سوچوں کے سمندر سے باہر آئی ی

”وہ وہ مو مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے“علیزے نے اپنی قمیض کے دامن کو انگلی میں لپیٹتے ہوئے کہا نظریں بھی جھکی تھیں

”زہے نصیب آج تو بیگم صاحبہ مجھ سے خود مخاطب ہوئی ی ہیں“

سعد لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھ کر پوری طرح متوجہ ہوا

”اب چپ کیوں ہو کہو کیا کہنا ہے“

سعد نے چپ بیٹھی علیزے کو یاد دلایا کہ وہ کچھ بات کرنے والی تھی

”جی وہ میں اپنی ایجوکیشن مکمل کرنا چاہتی ہوں“

”ہمم یہ تو بہت اچھی بات ہے کالج میں بھی ایڈمیشن ہو گیا تھا نہ تمھارا پر تم جا نہیں سکی“ سعد نے سنجیدگی سے کہا

”جی ہاں“علیزے نے جواب دیا

”او کے مجھے کوئی ی پرابلم نہیں تم اپنی ایجوکیشن اسٹارٹ کر سکتی ہو“

سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

”جی وہ میرے پاس نہ کالج ڈریس ہے اور نہ کوئی ی سامان کالج کا“

علیزے نے گھبراتے ہوئے کہا

"تو اس میں کونسی مشکل ہے میں کل آفس سے آکر تمھیں لے چلوں گا بازار تم لے لینا جو لینا ہو"

علیزے کی تو سانس ہی روک گ ئی سعد کے ساتھ بازار اکیلے جانے کا سن کر علیزے کی جھیجک شرم گھبراہٹ ابھی بھی علیزے کے اندر پنچھے گڑائے بیٹھی تھی

"مے میں مما کے ساتھ چلی جاؤں گی"

علیزے نے فوراً کہا

"کیوں میرے ساتھ جانے میں کیا مسل ئی ہ ہے" سعد کو اچھا نہیں لگا علیزے کا یوں دور بھاگنا

"یہ تو جن بن گ ئے"

علیزے نے سعد کی آنکھوں میں خفگی دیکھی تو اب بہانے سوچنے لگی

"وہ مجھے خریداری کرنی نہیں آتی اس لیے کہا میں نے"

علیزے نے سعد کی خفگی دور کرنی چاہی

"تو مجھے آتی ہے نہ خریداری کرنی میں دلا دوں گا"

سعد کی خفگی سچ میں دور ہو گ ئی

"جی ٹھیک ہے"

علیزے سونے کے لیے لیٹ گ ئی سعد بھی روم کی لائ ٹ بند کر کے سونے لیٹ گیا

دوسرے دن علیزے نے کوثر بیگم کو بازار جانے کا بتا دیا تھا

"کہا جا رہی ہے یہ باپ بیٹی کی جوڑی"

انیک نے سعد اور علیزے کو بازار جانے کی تیاری کرتے دیکھا تو پوچھا

For more visit (exponovels.com)

"یہ باپ بیٹی کس کو کہا تم نے"

سعد نے حیرت سے کہا

"آپ باپ علیزے آپ کی بیٹی"

انیک نے بڑے مزے سے کہا اور ہنسنے لگ گیا اگلے ہی لمحے انیک کا کان سعد کے ہاتھ میں تھا

"کیا کہا تم نے دوبارہ بولو"

سعد نے انیک کا کان موڑتے ہوئے کہا

"آہ سوری بھائی ی کان تو چھوڑے اب نہیں بولوں گا" انیک نے کراہتے ہوئے کہا

"لگاؤ سعد اسے ایک تھپڑ بہت فضول بولتا ہے یہ" کوثر بیگم نے بھی سعد کا سعد دیا

"مما آپ کتنی ظالم ہیں میں بہرا ہو جاؤں گا بھائی ی کا تھپڑ کھالیا تو میں نے پھر آپ کی ڈانٹ کیسے سنوں گا"

انیک نے معصوم سی شکل بنائی

"چھوڑ دیں بھائی ی سزا مل گ ئی ہے بچارے کو" ذایان کو ترس آ گیا انیک پر

"چھوڑ دیں انیک بھائی ی کو پلیز"

علیزے نے بھی ہمت کر کے بول ہی دیا

"ہائے یہ ہیں میرے سگے آپ دونوں ظالم سماج ہیں"

انیک کہاں خاموش رہنے والا تھا

"تمھارا منہ بند نہیں ہو گا نہ نہیں چھوڑوں گا میں تمھیں"

سعد پر بھی کوئی ی اثر نہیں ہوا

”بیٹا چھوڑو اس کو تم جاؤ نہیں تو رات ہو جائے گی“

کوثر بیگم کے کہنے پر سعد نے چھوڑ دیا

انیک اپنا کان مسلتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا

”ہائے کتنے ظالم ہیں بھائی ی آپ قسم سے اتنی زور سے کان مروڑا ہے“

انیک نے اپنے سرخ ہوئے کان کو سہلاتے ہوئے کہا

”سعد چھوڑو اس کو جاؤ تم“ کوثر بیگم نے انیک کو گھورا

”چلیں“ سعد نے علیزے کی طرف دیکھا

”جی چلیں“

علیزے ایک قدم آگے بڑھی پھر روک گ ئی کیوں کہ سعد کھڑا اسے گھور رہا تھا

علیزے نے سامنے کھڑے سعد کو دیکھا پھر نظریں جھکالی

مما اس کو اپنی شال دیں

کوثر بیگم نے علیزے کو شال اوڑھائی ی تو وہ اس کا ہاتھ تھامتا گھر سے باہر نکل گیا

سعد علیزے کو یونیفارم سینٹر لے گیا وہاں سے اسے کالج ڈریس دلایا اس کے بعد سعد نے ایک ایک کر کے علیزے کو کالج کا سارا سامان دلا دیا سعد نے علیزے کو خود سے ذرا بھی دور نہیں ہونے دیا تھا وہ جیسے ہی کار سے اترتا علیزے کا ہاتھ مضبوطی سے اپنے ہاتھ میں تھام لیتا علیزے چھوٹی بچی کی طرح اس کے ساتھ چلتی رہتی

”گھر چلیں“

علیزے نے کار میں بیٹھتے ہی کہا

"اتنی جلدی کیا ہے ابھی تو تمھاری کالج کی شوپینگ ہوئی ی ہے اب میں تمھیں اپنی مرضی کی شوپینگ کرواؤں گا"

سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

علیزے خاموش ہو گ ئی

"علیزے" سعد نے ڈرائی یو کرتے ہوئے علیزے کو پکارا

"جی" علیزے نے جھکی نظریں اٹھا کر سعد کی طرف دیکھا

"تم مجھ سے اتنا گھبراتی کیوں ہو"

سعد نے ڈرائی یو کرتے ہوئے پوچھا

"جی نہیں تو" علیزے نے سر جھکا کر آہستہ سے جواب دیا

"دیکھو علیزے ہمارا رشتہ بدلہ ہے لیکن تم اور میں وہی ہیں تم جیسے پہلے رہتی تھی ویسے ہی رہو میرے ساتھ گھبرایا نہیں کرو مجھ سے مجھے پہلے والا ہی سعد سمجھو تم جیسے پہلے مجھ سے باتیں کرتی تھیں ضدیں کرتی تھیں گھومنے جاتی تھیں کتنا مزا کرتے تھے نہ ہم"

سعد کو پرانے دن شدت سے یاد آئے تھے سعد نے گاڑی ایک مال کے سامنے روکی تھی اور اب علیزے کے جواب کا منتظر تھا

علیزے کچھ تو بولو یار سعد نے التجا کی

"اچھا ٹھیک ہے اب میں پہلے کی طرح رہوں گی چلیں مجھے شوپینگ کروائیں بہت ساری"

علیزے نے مسکراتے ہوئے سعد کو دیکھا تھا

سعد کی باتوں نے علیزے پر بہت اثر کیا تھا وہ بھول گئی تھی سعد اس کا شوہر ہے یاد تھا تو بس سعد کے ساتھ گزارا ہوا ہر وہ لمحہ جس میں وہ اور سعد خوب انجوائے کرتے تھے

علیزے بھی اپنی پرانی لائف بہت مس کرتی تھی اور سعد اس سے دوبارہ وہی زندگی مانگ رہا تھا جو اس نے خوشی خوشی دے دی تھی

"یس یہ ہوئی نہ بات اب مزا آئے گا شوپینگ میں" سعد نے خوشی ہوتے ہوئے کہا

علیزے مسکرا دی

دونوں گاڑی سے نیچے اترے سعد نے علیزے کا ہاتھ پکڑا اور مال کے اندر داخل ہو گیا

"میں بچی نہیں ہوں جو آپ اس طرح ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں میرا"

علیزے نے منہ بناتے ہوئے کہا

"بڑی بھی تو نہیں ہو نہ تبھی تو پکڑا ہے" چلتے ہوئے سعد نے ایک کپڑوں کی شوپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

علیزے کے جواب کا انتظار کیے بغیر سعد اسے شوپ میں لے کر آ چکا تھا

وہ بھی خاموشی سے اس کے ساتھ چل دی تھی

سعد نے علیزے کو بہت سے کپڑے دلائے

"سنو بھائی نائٹی ہوتی ہے کیا آپ کے پاس" سعد نے ایک شوپکیپر سے کہا

"جی سر ہے آپ سائز بتائیں"

"ان کے ناپ کی دیکھائی یں" سعد نے پہلو میں کھڑی علیزے کی طرف اشارہ کیا

"سر ان کے لیے"

دکاندار نے حیرانگی سے کہا

"ہاں ان کے لیے مجھے معلوم ہے بہت دیر سے آپ ان کو میری بہن سمجھ رہے ہو پر یہ میری بیوی ہے"

سعد نے اس لڑکے کی غلط فہمی دور کی

علیزے خاموش کھڑی سعد کی باتیں سن رہی تھی

"سوری سر میں ابھی نائی یٹی دیکھاتا ہوں" دکاندار چلا گیا

"سنیں آپ نے کیا منگوایا ہے"

علیزے نے سعد کے کان میں سرگوشی کی

"ابھی وہ لے کر آئے تو دیکھ لینا"

سعد نے اپنی ہنسی کو ضبط کرتے ہوئے کہا اس کو علیزے سے اس قسم کے سوال کی امید نہیں تھی

"سر یہ دیکھیں"

دکاندار نے سامنے کاؤنٹر پر نائی یٹی رکھ کر سعد کو متوجہ کیا

علیزے کی تو نائی ٹی دیکھ کر ہی آنکھیں باہر آنے کو تھیں

اس نائی یٹی کا گھیر اگلا تھا اور آستین بھی نہیں تھی بلکہ پتلے پتلے اسٹیپ تھے وہ پاؤں کو چھوتی لمبی میکسی ٹائی پ نائی یٹی تھی

For more visit (exponovels.com)

"یہ یہ کیسے کپڑے ہیں میں نہیں پہنوں گی یہ "علیزے نے رونی شکل بنا کر کہا

"ریڈ کلر کی نائی یٹی پیک کر دو اس طرح کی" سعد نے علیزے کو پوری طرح نظر انداز کیا ہوا تھا

دکاندار اس نا سمجھ لڑکی کی بات پر اپنی ہنسی ضبط کیے کام کر رہا تھا

"کیا ہو گیا ہے آپ کو یہ بے ہودہ کپڑے میں نہیں پہنوں گی"

علیزے نے سعد کا بازو پکڑ کے ہلایا

سعد پھر بھی خاموش کھڑا رہا

علیزے منہ پھلا کر شاپ سے باہر نکل گ ئی

"پتا نہیں کیا ہو گیا ہے ان کو کیا سمجھتے ہیں مجھے چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ بے ہودہ لباس میں نہیں پہنوں گی"

علیزے شاپ کے باہر کھڑی بڑبڑا رہی تھی

"اکیلے اکیلے کس سے باتیں کر رہی ہو"

پیچھے سے سعد کی آواز آئی ی

"آپ نے وہ بے ہودہ لباس کیوں لیا میں اب ایسے بے ہودہ کپڑے پہن کے گھر والوں کے سامنے جاؤں گی کیا"

علیزے غصے میں وہی سعد سے لڑنے کھڑی ہو گ ئی

سعد کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں مار لے

"نہیں لیا میں نے وہ لباس بس دیکھ رہا تھا اب چلو تمھیں عبایا دلاؤ ں"

سعد بات ختم کر کے علیزے کا ہاتھ پکڑ کر عبایا کی شاب کی طرف چل دیا

اس نے علیزے کو دو خوبصورت عبائے دلانے

For more visit (exponovels.com)

اس کے بعد سعد نے اس کو بہت سی دوسری چیزیں بھی دلائی یں جس میں چاکلیٹ بھی شامل تھی

علیزے آج سعد کے ساتھ سے گھبرائی ی نہیں تھی وہ بہت خوش تھی وہ جیسے شادی سے پہلے سعد کے ساتھ

شوپینگ کرتی تھی سعد بھی علیزے کو نارمل ہوتا دیکھ مطمئن ہو گیا تھا

"اب گھر چلیں پلیز میں بہت تھک گئی ہوں" علیزے نے آخر ہار مان لی تھی

"ہاں چلو کافی دیر ہو گئی ہے ویسے بھی"

سعد نے ہاتھ میں بندھی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

دونوں گھر کے لیے روانہ ہو گئے

راستے میں آئی سکریم پارلر دیکھ کر سعد نے گاڑی روک لی

"پلیز گھر چلیں میں بہت تھک گئی ہوں علیزے نے التجا کی"

کیونکہ وہ سچ میں بہت تھک گئی تھی اور گھر جا کر آرام کرنا چاہتی تھی

"آئی سکریم برا مان جائے گی یار ہم یہاں تک آئے اور آئی سکریم بھی نہیں کھائی ی"

سعد نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا

"اففف اتنا شوق کیوں ہے آپ تینوں بھائی یوں کو آئی سکریم کھانے کا اتنے شوق سے تو لڑکیاں بھی نہیں

کھاتیں آئی سکریم"

علیزے کار سے اتر کر سعد کے ہمقدم چلتے چلتے بول رہی تھی

"ہمیں یہ آئی سکریم والا شوق اپنے بابا سے وراثت میں ملا ہے وہ بھی بہت شوق سے آئی سکریم کھاتے تھے بابا

جب بھی ہمیں باہر لے کر جاتے تھے آئی سکریم کھلائے بغیر گھر نہیں لاتے تھے"

سعد کو اپنے بابا کی یاد آگ ئی تھی

سعد اور علیزے ایک ٹیبل پر بیٹھ گ ئے تھے پھر آئی سکریم کا آرڈر دیا

"آپ کو اپنے بابا کی یاد آتی ہے"

علیزے نے آہستہ سے پوچھا

"ہاں بہت آتی ہے ان کی یاد میں تب ہی تو آئی سکریم کھاتا ہوں"

سعد اپنا دکھ چھپانے کی کوشش کی

"مجھے بھی آتی ہے بہت یاد ماما بابا کی" علیزے روہانسی ہو گ ئی تھی

"علیزے تم دکھی نہیں ہو میں ہوں نہ تمھارے ساتھ" سعد نے علیزے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دلاسا دیا

اتنے میں آئی سکریم بھی آگ ئی

"چلو آئی سکریم آگ ئی کھاؤ"

سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

"آپ کے بابا کی ڈیتھ کیسے ہوئی ی تھی"

علیزے نے آئی سکریم کھاتے کھاتے پوچھا علیزے سعد کا غم بانٹنا چاہ رہی تھی سعد کی زبان سے اس نے کبھی اس کے بابا کے بارے میں نہیں سنا تھا

آج آئی سکریم والی بات پر اس نے اپنے بابا کا ذکر کیا تو اس کے چہرے سے دکھ عیاں تھا وہ اپنے دل میں اپنے بابا کی یادوں کا بوجھ لیے بیٹھا ہے علیزے سمجھ گ ئی تھی

سعد نے ایک نظر اٹھا کر علیزے کو دیکھا

"آپ نہیں بتانا چاہتے تو کوئی ی بات نہیں"

علیزے نے گھبر اتے ہوئے کہا اور آئی سکریم پر جھک گ ئی

"تم میری ہمسفر ہو اپنے دل کی باتیں تمھیں نہیں تو کس کا بتاؤں گا"

سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

علیزے ہمسفر والی بات پر تو علیزے نظریں ہی نہیں اٹھا پائی ی

"میرے بابا کی ڈیتھ صدمے سے ہوئی ی تھی" سعد نے آہستہ سے کہا

علیزے نظر اٹھا کر سعد کو دیکھا جو اس سے نظریں چراتا اپنا دکھ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا

"صدمے سے کیا مطلب "علیزے نے سوال کیا

"اصل میں بات یہ ہے علیزے تم جیسا ہمیں دیکھتی ہو ہم ایسے نہیں تھے پہلے ہمارا شمار دولت مند لوگوں میں ہوتا تھا ہم اپنی زندگی میں بہت خوش تھے ہمارا ڈیفینس میں بہت خوبصورت اور علیشان بنگلا تھا جس کی قیمت کروڑوں میں تھی ہماری اپنی گارمینٹس کی فیکٹری تھی بابا اس فیکٹری کو بہت آگے تک لے جانا چاہتے تھے انھوں نے باہر کے ملکوں کے لوگوں سے ملاقات کی انھوں نے بابا کو ایک بڑا آرڈر دیا بابا نے خوبصورت اور نفیس کپڑا بنانے کے لیے اپنا سب کچھ اس آرڈر میں لگا دیا کیونکہ ان کو یقین تھا کہ ان کا بنایا ہوا کپڑا اچھا منافع دے گا بابا نے اور بھی آرڈر لیے ہوئے تھے ان کا پیسا بھی بابا نے اس بڑے آرڈر میں لگا دیا پھر آخر وہ دن آگیا ہمارا سارا مال بن کے تیار ہو گیا دوسرے دن مال روانا ہونا تھا بابا بہت خوش تھے اس دن ان کو نیند بھی نہیں آرہی تھی

پھر آدھی رات کو فیکٹری کے چوکیدار کی کال آئی کی فیکٹری میں آگ لگ گ ئی ہے اور سب کچھ جل گیا یہ خبر سنتے بابا کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہاسپٹل بھی لے کر گ ئے ہم پر وہ زندگی کی بازی ہار گ ئے

اس کے بعد مما نے بابا کی کمی پوری کی اور رو دھو کر اپنا سب کچھ ختم ہو تا دیکھنے کے بجائے انھوں نے خود کو سنبھالا

انہوں نے ہمارا گھر سیل کرنے کا فیصلہ کیا کیوں کہ اتنا بڑے گھر کا خرچا اٹھانا مما کے بس میں نہیں تھا فیکٹری کے ور کرس کی تنخواہ بھی دینی تھی اور جن لوگوں کے آرڈر کے پیسے بابا لے چکے تھے وہ بھی واپس کرنے تھے تو مما نے ایک ایجنسی کی مدد سے اپنا گھر سیل کیا اور وہ گھر خرید لیا جہاں ہم رہتے ہیں پھر جس جس کی پیسے تھے وہ دیے ان کا جو بچے بینک میں رکھوا دیے

مما پڑھی لکھی تھی تو انھوں نے ایک کالج میں لیکچرار کا شعبہ اختیار کر لیا پھر بس اس کے کچھ سال بعد تم آگ ئی یں ہماری زندگی میں اور اب تو تم ہمیشہ کے لیے میری زندگی میں آگ ئی ہو"

سعد نے علیزے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر رکھ لیا

علیزے نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا

سعد کی اس اچانک حرکت پر علیزے شرم سے لال ہو گ ئی تھی

سعد نے علیزے کی حالت دیکھ کر بے ساختہ قہقہ لگایا تھا

"آپ بہت بد تمیز ہیں"

علیزے نے سعد کو گھورا

سعد مسلسل علیزے کو اپنے دانتوں کی نمائش کروا رہا تھا

”واہ بھ ئی آئی سکریم کے مزے لیے جا رہے ہیں“ سامنے سے آتی صائمہ نے طنزیہ لہجے میں کہا

صائمہ کو دیکھتے ہی سعد کی آنکھوں میں غصہ بھر آیا

”تمھیں کوئ ی مس ئی لہ ہے“

سعد نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا

”نہیں مجھے تو لگ رہا تھا تم اس مجبوری کی شادی سے خوش نہیں ہو گے ویسے بھی بھلا یہ تم سے آدھی عمر کی بچوں جیسی لڑکی تمھیں کیا خوشی دے سکتی ہے الٹا تمھیں ہی اس کا خیال رکھنا پڑتا ہو گا“

صائمہ نے علیزے کو بلکل نظر انداز کیا ہوا تھا اس کی نظریں صرف سعد کا طواف کر رہی تھیں

”لگتا ہے صائمہ تمھیں اپنی عزت پیاری نہیں ہے اسی لیے بار بار اپنی عزت افزائ ی کے لیے میرے پاس آجاتی ہو جہاں تک بات علیزے اور میری شادی کی ہے تو تمھاری غلط فہمی میں دور کرتا چلوں میں نے علیزے سے اپنی خوشی سے شادی کی ہے اور اس کی زندگی سنوارنے اور اسے خوشیاں دینے کے لیے میں نے اس سے شادی کی ہے میں تو اس کا ساتھ پا کر ہی بہت خوش ہوں اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اس نے مجھے باحیا با کردار بیوی دی جس کی زندگی میں آنے والا پہلا اور آخری شخص میں ہوں“

سعد صائمہ کے سامنے کھڑا سینے پر ہاتھ باندھے صائمہ کو اچھا خاصا ذلیل کر چکا تھا

صائمہ سعد کی علیزے کے لیے اس قدر محبت دیکھ کر اندر تک سے جل گ ئی تھی اس کا دل کر رہا تھا ابھی اسی وقت علیزے کو جان سے مار دے جس کی وجہ سے سعد نے اس کو اتنی باتیں سنائ ی وہ آنکھوں میں غصہ لیے پیر پٹختی وہاں سے چلی گ ئی تھی

”علیزے“ سعد نے پیار سے علیزے کو مخاطب کیا جو سعد کا غصہ دیکھ کر ڈری سہمی کھڑی تھی

علیزے نے نظریں اٹھا کر سعد کو دیکھا

"کیا ہوا تم کیوں ڈر رہی ہو تمھیں تھوڑی کچھ کہوں گا میں چلو گھر چلتے ہیں ہم"

سعد نے پیار سے علیزے کا ہاتھ پکڑا اور آئی سکریم پارلر سے باہر آ گیا

علیزے سعد نے خاموش بیٹھی علیزے کو مخاطب کیا

"جی" علیزے نے آہستہ سے کہا

"کل ذایان نے انیک کو کیا کہا تھا جو وہ ذایان کے پیچھے لگا تھا اور پھر میرے پوچھنے پر اس نے کچھ بتایا بھی نہیں"

سعد نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے پوچھا

علیزے کے چہرے پر ہلکی سے مسکراہٹ آگئی سعد یہ ہی تو چاہ رہا تھا

"اکیلے اکیلے مسکرا رہی ہو مجھے بھی بتاؤ میں بھی مسکراؤں گا تمھارے ساتھ"

سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

"انیک بھائی ذایان بھائی سے کچھ پوچھ رہے تھے تو ذایان بھائی نے انیک بھائی کو کہا لو اس کو بتاؤ لڑاکا عورت کو"

علیزے نے اپنی ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے اپنی بات مکمل کی

"کیا ذایان بھی نہ توبہ عورت ہی بنا دیا اس نے انیک کو"

سعد نے ہنستے ہوئے جواب دیا

"جی جب ہی انیک بھائی ان کو مارنے بھاگے تھے"

دونوں ایسے ہی باتیں کرتے کرتے گھر پہنچ گئے تھے

گھر پہنچ کے معلوم ہوا گھر کے دونوں شیطان ابھی تک جاگ رہے ہیں

کوثر بیگم بھی اپنے بچوں کی فکر میں ابھی تک نہیں سوئی یں تھیں

"ارے یہ کیا سوئے نہیں ابھی تک"

سعد نے صوفے پر سامان رکھتے ہوئے کہا

"اَلسَلامُ عَلَیکُم"

علیزے بھی سب کو سلام کرتی صوفے پر بیٹھ گ ئی

"بھ ئی بھائی ی ہمیں دیکھنا تھا آپ ہمارے لیے کیا لائے صبح تک ہم سے انتظار نہیں ہو تا نہ"

ذایان نے بچوں کی طرح کہا

سعد ابھی کچھ بولتا انیک ذایان کو پیچھے کرتا آگے آگیا

"لائے بھائی ی میرے لیے کیا لائے"

"نہیں بھائی ی پہلے مجھے دیں کیا لائے میرے لیے" ذایان انیک کو پیچھا کرتا آگے آگیا

سعد تھکا ہارا صوفے پر بیٹھ گیا

علیزے ذایان انیک کی حرکتوں سے خوب محفوظ ہو رہی تھی

کوثر بیگم سر پکڑ کر بیٹھی تھی اپنے جوان بیٹوں کو بچوں کی طرح لڑتے دیکھ کر

”میری پیاری مما ان دو شیطانوں کو کیوں نہیں سلایا آپ نے“

سعد نے تھکے تھکے انداز میں

”بیٹا یہ بچے تھوڑی ہیں جو ان کو گود میں لے کر لوری سنا کر سلا دوں پہاڑ جیسے جوان لڑکے ہیں ہاں وہ الگ بات ہے ان دونوں کا اس بات کا احساس نہیں ہے“

کوثر بیگم نے ان کی حرکتوں سے پریشان ہو کر کہا

”ذایان بھائی ی انیک بھائی ی ہم دونوں آپ کے لیے کچھ نہیں لائے“

علیزے نے آخر کار سعد کی مشکل حل کر دی

"کیا کچھ نہیں لائے" انیک کو صدمہ لگا

"کوئی ی بات نہیں بھول گ ئے ہوں گے اتوار آنے والا ہے پھر بھائی ی ہمیں شوپینگ کرا کر لائے گے کیوں بھائی ی"

ذایان نے آج قسم کھالی تھی سعد کو تنگ کرنے کی

"او معاف کرو تم دونوں مجھے سکون لینے دوں ذرا سا پانی بھی پلا دو تمھارا بچپنہ ختم ہو گیا ہو تو" سعد نے بے ذاری سے کہا

"جاؤ تم دونوں ان دونوں کے لیے پانے لاؤ"

کوثر بیگم نے دونوں کو آنکھیں دکھائی یں

دونوں فرمانبردار بچوں کی طرح پانی لینے چلے گ ئے

"شکر جان چھوٹی" سعد نے شکر کا کلمہ پڑھا

"مما آئی یں میں آپ کو شوپینگ دیکھاتی ہوں" علیزے نے مسکراتے ہوئے کپڑوں کی ایک شوپر اٹھائی ی

"ہاں دیکھاؤ ں کیا کیا دلایا سعد نے تمھیں"

"یہ دیکھیں مما یہ سوٹ آپ کے لیے لائے ہیں ہم" اس نے ایک خوبصورت سا سوٹ نکال کر کوثر بیگم کو دیا

"ارے بیٹا کیا ضرورت تھی میرے لیے لانے کی ابھی تمھارے دن ہیں سجنے سنورنے کے"

کوثر بیگم نے پیار سے کہا

"مما میں اتنے پیار سے لائی ی ہوں آپ کے لیے"

"اچھا اچھا میں رکھ لیتی ہوں بہت اچھا ہے سوٹ" کوثر بیگم کو پیار سے کہا

"بھائی ی پانی" انیک نے سعد کو پانی دیا

سعد نے پانی کا گلاس تھاما اور لبوں سے لگا لیا

"گڑیا پانی" ذایان نے علیزے کو پانی دیا اور وہی بیٹھ گیا شوپینگ دیکھنے

"اس میں کیا ہے بیٹا" کوثر بیگم اپنے ہاتھ میں ایک کالی شوپر لیے جو بند تھی علزے سے پوچھ رہیں تھیں

علیزے سوچ میں پڑھ گ ئی اس میں کیا تھا

"مما یہ مجھے دے دیں"

سعد کی نظر شوپر پر پڑی تو فوراً بولا

"یہ لو" کوثر بیگم نے شوپر سعد کی طرف بڑھائی ی

"میں بھی دیکھوں اس میں کیا ہے"

سعد شوپر پکڑ تا اس سے پہلے ذایان شوپر لے کر بھاگ کھڑا ہوا

"ذایان مجھے دو شوپر"

سعد بھی ذایان کے پیچھے تھا

"مجھے بھی دیکھاؤ اس میں کیا ہے"

انیک نے بھی اس کھیل میں حصہ لینا ضروری سمجھا

"ارے کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو"

کوثر بیگم کی آواز کا تینوں پر کوئی ی اثر نہیں ہوا

"ذایان شوپر دو مجھے بہت مار کھاؤ گے تم"

"پکڑ تو لو پہلے بھائی ی مجھے بھی دیکھانا اس میں کیا ہے"

علیزے بیٹھی سوچ رہی تھی آخر اس شوپر میں کیا ہو سکتا ہے پھر اس کے دماغ میں بے ہودہ لباس آیا مطلب نائی ٹی یہ سوچ آتے ہی علیزے بھی ان تین پہاڑوں کے بیچ میں گھس گ ئی

"ذایان بھائی ی یہ شوپر مجھ دے دیں"

پر ذایان پر کوئی ی اثر نہیں ہوا چاروں نے پورے گھر میں شور مچایا ہوا تھا

کوثر بیگم اپنا سر پکڑ کر بیٹھی تھیں

آخر کار ذایان سعد کے ہاتھ میں آ ہی گیا

"دو مجھے شوپر"

سعد نے ذایان کے ہاتھ سے وہ شوپر چھین لی

اب چاروں اپنی اپنی جگہ کھڑے ہانپ رہے تھے پھر ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر زور زور سے ہنسنے لگے

کوثر بیگم نے بھی مسکراتے ہوئے اپنے چاروں بچوں کی بلائی یں لیں اور دل میں ان کے ہمیشہ ہنستے کھیلتے رہنے کی دعا کی

"چلو دیکھ لی بہت شوپینگ سب اپنے اپنے کمرے میں جا کر سو رات بہت ہو گ ئی ہے"

کوثر بیگم نے حکم دیا

"اوکے مما"

چاروں ایک ایک کر کے اپنے روم میں چلے گ ئے

علیزے کا ارادہ سعد کی خبر لینے کا تھا

روم میں جاتے ہی علیزے نے شوپر کھول کر دیکھی تو اس میں وہی بے ہودہ لباس تھا

"میں نے آپ کو منا کیا تھا پھر کیوں لیا یہ بے ہودہ لباس"

علیزے سعد کے سر پر کھڑی غصے میں پوچھ رہی تھی

سعد بیڈ پر بیٹھا اپنی گھڑی اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ رہا تھا

علیزے کا غصہ دیکھ کر مسکرایا

"ارے میری ننھی سی جان کو بھی غصہ آتا ہے" سعد نے علیزے کی ناک پکڑتے ہوئے کہا

"بد تمیزی نہیں کریں بتائیں یہ کیوں لیا"

علیزے نے سعد کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا

"ارے تو تمھارے لیے تھوڑی لیا دوسری بیوی کے لیے لیا ہے"

سعد نے بیڈ پر نیم دراز ہوتے ہوئے کہا

علیزے کی تو آنکھیں باہر آنے کو تھیں

"آپ دوسری شادی کریں گے"

علیزے نے کمر پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

"ہاں تو تم سے تو مما کی مرضی سے شادی کی تھی اب اپنی مرضی سے کروں گا شادی اور اس سے کروں گا جو میری بات مانیں اور میری پسند کے کپڑے پہنے"

For more visit (exponovels.com)

سعد نے بڑے مزے سے بیڈ پر لیٹتے ہوئے کہا

"تو کر لے شادی میری بلا سے مجھے کیا"

علیزے غصے میں بولتی اپنی جگہ پر جا کر لیٹ گ ئی

سعد نے بھی مسکراتے ہوئے آنکھیں مند لیں

ایک ن ئے دن کا آغاز ہو چکا تھا پرندے رب کی ثنا٦ پڑھ رہے تھے اور ایک چڑیا اپنے چڑے کو اٹھانے میں مصروف تھی جو آج اٹھنے کا نام نہیں لے رہا تھا

"اٹھ جائی یں کیا ہو گیا ہے آپ کو آج آفس نہیں جانا کیا"

"تمھیں کب سے کہہ رہا ہوں میرا نام لے کر اٹھاؤ تم لے ہی نہیں رہی ہو"

سعد نے بیڈ پر لیٹے لیٹے ہی کہا

"بھ ئی کیا ہو گیا ہے مجھ سے نہیں لیا جاتا نام "علیزے نے بے زاری سے کہا

"ٹھیک ہے مت لو نام بات بھی مت کرنا اب مجھ سے"

سعد غصے میں بیڈ سے اٹھ کر واشروم میں چلا گیا

"ہائے یہ تو جن بن گ ئے"

علیزے سر پکڑ کر وہی بیڈ پر بیٹھ گ ئی

پھر تھوڑی دیر بعد خود ہی اٹھ کر روم سے باہر نکل گ ئی

"سنے مکھن دیجیے گا"

علیزے نے سعد کو کہا

سعد بے نیازی سے کھانا کھاتا رہا

”سنیں مکھن دے دیں“

علیزے نے دوبارہ کہا

”سعد بیٹا سن نہیں رہے ہو وہ بچی کب سے تم سے مکھن مانگ رہی ہے“

کوثر بیگم نے بھی سعد کو ڈانٹا

”مجھے آواز نہیں آرہی مما“

سعد نے ناشتے میں مصروف ہوتے کہا

”ذایان تم دے دو بیٹا سعد کو تو ایسا لگ رہا ہے اس نے ناشتا چھوڑا تو ناشتا بھاگ جائے گا“

کوثر بیگم کی بات پر سب ہنس دیے

سعد منہ بنا کر بیٹھا رہا

”اوکے مما میں جا رہا ہوں خدا حافظ“

سعد راہداری کی طرف چل دیا

”سنیں بات تو سنیں میری“

علیزے پیچھے سے آوازیں دیتی رہ گ ئی پر سعد نے ایک نہیں سنی

”کیا ہوا ہے یہ بھائی ی کو صبح صبح کیوں منہ پھلائے گھوم رہے ہیں“

ذایان نے پریشان سی کھڑی علیزے سے سوال کیا

”چھوڑے بھائی ی آپ پین لا دیں گے کل میں لینا بھول گ ئی“

”ہاں کیوں نہیں گڑیالا دوں گا“

ذایان نے پیار سے کہا

”اوکے مماخدا حافظ“

ذایان بھی چلا گیا انیک بھی جلا گیا تھا

”علیزے“

”جی مما“

”بیٹا یہ سعد کو کیا ہوا ہے کیوں ناراض ہے تم سے“

”مما وہ مجھ سے کہہ رہے تھے میں ان کا نام لوں مجھ سے نہیں لیا جاتا میں کیا کروں“علیزے نے کوثر بیگم کو ساری بات بتادی

”بیٹا وہ تمھارا شوہر ہے اگر وہ تمھاری زبان سے اپنا نام سننا چاہتا ہے تو لے لو نام“

کوثر بیگم نے پیار سے علیزے کو سمجھایا

”مما وہ مجھ سے اتنے بڑے ہیں میں کیسے لوں نام ان کا“

علیزے نے دوپٹے کا کونہ انگلی پر لپیٹتے ہوئے کہا

”ارے پاگل لڑکی بڑا ہے تو کیا ہوا شوہر ہے تمھارا کوئی ی بات نہیں تم لے سکتی ہو اس کا نام اور پھر سعد خود چاہتا ہے کہ تم اس کا نام لو اور پھر جو بیویاں شوہر کی فرمانبردار ہوتی ہیں وہی ان کے دلوں پر چڑھتی ہیں“

کوثر بیگم نے پیار سے علیزے کا گال تھپتھپایا

”اچھا مما میں کوشش کروں گی“

علیزے نے سر جھکا لیا

پورے دن اس نے اپنا کالج کا بیگ سیٹ کیا کپڑے پریس کیے

اپنا سارا سامان تیار کیا

شام ہو گئی تھی کوثر بیگم کے گھر کی رونقیں ایک ایک کر کے گھر آ گئی تھیں

سعد کے آتے ہی علیزے نے فرمانبردار بیوی کی طرح سعد کے کپڑے نکالنے کے لیے اپنے قدم روم کی طرف بڑھا دیے

”ارے یہ کیا کر رہے ہیں میں نکال دیتی ہوں کپڑے“

سعد کو کپڑے نکالتے دیکھ علیزے جلدی سے سعد کے پاس آ گئی

”پیچھے رہو مجھے نہیں چاہیے تمھاری خدمتیں“

سعد نے غصے میں کہا اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا

علیزے خاموش کھڑی سعد کو دیکھتی رہی

”کیا کروں کیسے لوں ان کا نام کیسی مصیبت میں پھنس گئی ہوں میں“

دھڑام کی آواز سے علیزے اپنی سوچوں کی دنیا سے باہر نکلی

سعد نے واشروم کا دروازہ اتنی زور سے بندھ کیا کہ علیزے کانپ گئی

علیزے سر جھٹک کر روم سے باہر نکل گئی

سب نے کھانا کھایا باتیں کی مووی دیکھی مزے سے پھر اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے

For more visit (exponovels.com)

”کہاں ہو تم کہاں ڈھونڈو تمھیں روز اس آئی سکریم پارلر جاتی ہوں شاید تم مل جاؤ پر ملتے نہیں کہاں ملو گے میں بھی تمھارے ساتھ ہنسنا بولنا چاہتی ہوں تمھاری ہنسی سے عشق ہو گیا ہے مجھے پلیز کہی تو مل جاؤ اب اس کی آنکھوں میں آنسو آگ ئے تھے“

وہ موبائ ل میں موجود انیک کی تصویر دیکھ کر اس سے باتیں کر رہی تھی جیسے وہ تصویر ابھی اس کو انیک کا پتا دے گی۔

وہ اپنے موبائل کو اپنے سینے سے لگائے لیٹ گ ئی اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو اس کے تکیے میں جذب ہو رہے تھے انیک کو یاد کرتے کرتے وہ کب سوئ ی اسے پتا نہیں چلا۔

سعد بھی روم میں آکر اپنی جگہ پر لیٹ گیا

”کیسے بات کروں یہ تو میری طرف پشت کر کے لیٹ گ ئے ہیں“

علیزے کو سعد سے کچھ بات کرنی تھی اور وہ علیزے کی طرف پشت کر کے لیٹ گیا تھا

”سنیں مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے“ علیزے نے ہمت کر کے سعد کو مخاطب کیا

سعد ہنوز منہ پھلائے لیٹا رہا

”پلیز میری بات تو سن لیں“

علیزے نے التجا کی

سعد پر کوئ ی اثر نہیں ہوا

”سع سعد“ علیزے منمنائ ی

سعد نے سن لیا تھا لیکن جواب دینا ضروری نہیں سمجھا

"سعد پلیز میری بات سنیں"

علیزے اس دفع تھوڑی اونچی آواز میں گویا ہوئی ی

سعد ابھی بھی خاموشی سے لیٹا تھا

علیزے کو تو اب غصہ ہی آ گیا تھا

"سعد میری بات سنیں"

علیزے نے سعد کا بازو پکڑ کر زور سے کھنچا

اور سعد کا رخ اپنی طرف کیا

"جی بولیں بیگم" سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

"بھ ئی ایسے نہیں بولیں" علیزے نے چڑ کر کہا

"تو کیسے بولوں" سعد نے بھی علیزے کی نکل اتاری

"بھ ئی کیا ہے میرے بات سن لیں نہ"

"جی بولیں نہ"

سعد نے تو آج علیزے کو زچ کرنے کا کوئی ی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا

"پلیز" علیزے نے التجا کی

"اچھا بولو کیا بولنا ہے"

سعد نے لیٹے لیٹے ہی پاس بیٹھی علیزے کو کمر سے پکڑ کر اپنے اور قریب کیا

علیزے کی ہاتھ میں پسینے آگ ۓ تھے نظریں شرم سے جھک گ ئی تھی چہرا سرخ ہو گیا تھا

علیزے میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ سعد کا ہاتھ پکڑ کر ہٹا دیں

"بولو کیا بولنا ہے"

سعد نے خاموش بیٹھی علیزے سے کہا

"ای ایسے کا کریں گے ت تو کے کیسے بولوں گی"

علیزے نے نظروں کے ساتھ گردن بھی جھکا لی الفاظ ایسے ادا کیے جیسے کوئی ی چھوٹا بچہ بولنا سیکھ رہا ہو

"میں تو ایسے ہی کروں گا تمھیں جو بات کرنی ہے وہ کرو"

سعد ابھی بھی ڈھیٹ بنا رہا اور علیزے کی غیر ہوتی حالت کے مزے لیتا رہا

سعد کو ڈھیٹ بنا دیکھ علیزے نے ہار مان لی اور اپنی بات کہنا شروع کی

"وہ صبح میں کالج کیسے جاؤ ں گی"

نظریں اب بھی جھکی تھیں

"میری جان میں کس مرض کی دوا ہوں میں لے کر جاؤ ں گا اپنی جان کو"

سعد نے علیزے کا چہرا ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کرتے ہوئے کہا

"آپ تو آفس جائی یں گے نہ"

علیزے نے دوبارہ نظریں جھکا لیں

"جاؤ ں گا لیکن صبح تمھیں کالج چھوڑتے ہوئے جاؤ ں گا اور دوپہر کو جب تمھاری چھٹی ہو گی تب ہمارا لنچ ٹائی م ہوتا ہے تو میں تمھیں لینے آجاؤ ں گا"

سعد نے علیزے کو پورا پلین بتایا

"ہمم ٹھیک ہے اب میں سو جاؤں"

"ہمم سو جاؤ"

سعد نے علیزے کو اپنے اوپر گرایا اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لے لیا

سعد کے اس عمل سے علیزے بوکھلا کر رہ گئی

"س سعد یہ کیا کر رہے ہیں چھوڑے مجھے"

علیزے نے سعد کی گرفت میں پھڑپھڑاتے ہوئے کہا

"سو جاؤ خاموشی سے اور عادت ڈال لو ایسے سونے کی اب ہم روزانہ ایسے ہی سوئے گے"

سعد نے علیزے کو مزید خود میں بھینچا

علیزے کوشش کے باوجود خود کو نہ چھڑا پائی تو سعد کے سینے پر ہی سر رکھ کر سو گئی

"علیزے اٹھ جاؤ صبح ہو گئی ہے"

سعد علیزے کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا اور اسے اٹھا بھی رہا تھا جو اس کے سینے پر سر رکھ کر بڑے مزے سے اپنی نیند پوری کر رہی تھی

"جانِ من اٹھ جاؤ کتنا سو گی"

سعد نے پیار سے کہا

"ہمم سونے دیں نہ"

علیزے نے نیند میں کہا

"اچھا تو مجھے اٹھنے دو پھر"

"اٹھ جائی یں تو میں نے کب منا کیا ہے"

علیزے نے نیند میں ہی جواب دیا

"تم میرے اوپر سے ہٹو گی تو اٹھو گا نہ میں"

علیزے نے ہلکی سی آنکھیں کھولی خود کو آدھا سعد کے اوپر پایا

وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی سعد اسی کو دیکھ رہا تھا وہ سعد سے نظر چراتی اپنا یونیفارم اٹھا کر واشروم میں بھاگ گ ئی

پیچھے سعد اس کی جلد بازی پر ہنستا رہ گیا

کچھ دیر بعد علیزے گیلے بال لے کر کالج یونیفارم میں واشروم سے نکلی علیزے کے سنہرے خوبصورت بال جن سے پانی ٹپک رہا تھا علیزے کی شفاف دودھیا رنگت جو نہانے کے باعث اور چمک گ ئی تھی

سعد کا دل بے ایمان کر رہی تھی سعد بے خود سا بیڈ سے اٹھا اور شیشے کے سامنے کھڑی خود کو سنوارتی علیزے کی کمر میں ہاتھ ڈال کر پیٹ پر لے گیا اور اپنے سینے سے لگا لیا

سعد کی اس حرکت پر علیزے کے ہاتھ سے کنگھا چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا

علیزے پھٹی پھٹی آنکھوں سے سعد کا اور اپنا عکس آئی ینے میں دیکھ رہی تھی

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو اب تم ایسے روپ میں میرے سامنے آؤ گی تو میرا دل تو بے ایمان ہونا ہے نا پھر"

سعد علیزے کے کندھے پر ٹھوڑی رکھ کر آنکھوں میں محبت کی چمک لیے بولا

علیزے کی شرم سے نظریں جھک گ ئی یں تھیں

”چھوڑے مجھے“

علیزے نے دبادبا سا احتجاج کیا

”بھائی ناشتا“۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

ذایان کے الفاظ سعد اور علیزے کو دیکھ کر منہ میں ہی رہ گ ئے تھے

وہ دونوں ایک دم سے پیچھے ہوئے تھے

"اوہو رومینس چل رہا تھا"

ذایان نے شرمندہ ہونے کے بجائے ان دونوں کو ہی شرمندہ کر دیا تھا

ذایان کی لاپروائی ی پر سعد کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے

"ناک کر کے نہیں آسکتے تھے"

سعد نے کڑے تیوروں سے کہا

"اب مجھے کیا معلوم یہاں رومینس سین چل رہا ہے نہیں تو میں پوچھ کر آتا"

علیزے بچاری شرم سے پانی پانی ہو گ ئی تھی

"تمھیں شرم آتی ہے ذرا سی اپنی حرکت پر شرمندہ ہونے کے بجائے ڈھٹائی ی سے مجھ سے بحث کر رہے ہو"

سعد نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا

"بھائی ی شرم کیا ہوتی ہے بازار میں ملتی ہے کیا" ذایان نے دانت دکھاتے ہوئے کہا

"جب سرِ عام میں تمھاری پینٹ اتاروں گا نہ جو اس وقت تمھیں آئے گی نہ اس کو کہتے ہیں شرم"

سعد نے غصے سے کہا

"بھائی ی اتنا غصہ نہیں کریں ناشتا کر لیں آ کر" ذایان نے ہنستے ہوئے کہا اور روم سے چلا گیا

"تم نے رات کو دروازہ لاک نہیں کیا تھا"

سعد کا رخ اب علیزے کی طرف تھا

”وہ وہ میں بھول گ ئی تھی“

علیزے نے گھبراتے ہوئے جواب دیا

”آئی ندہ خیال رکھنا“

سعد واشروم میں چلا گیا

علیزے نے ایک گہری سانس لی

”ذایان بھائی ی میں چھوڑوں گی نہیں آپ کو بے شرم کہی کے“

علیزے نے ذایان کو اپنی سوچوں میں باتیں سناتی پھر سے بال بنانے میں مصروف ہو گ ئی

کچھ دیر بعد دونوں تیار ہو کر روم سے باہر نکل گ ئے

سب کھانے کی میز پر بیٹھے تھے سعد علیزے بھی بیٹھ گ ئے

”بیٹا آج اتنی دیر میں آئے ناشتے کے لیے“

کوثر بیگم نے پیار سے پوچھا

”وہ مما آنکھ دیر سے کھولی تھی“

سعد نے جھوٹ بولا

”بھائی ی جھوٹ تو نا بولیں رومینس چل رہا تھا صبح صبح دونوں میاں بیوی کا“

ذایان نے شرم کے سارے ریکارڈ توڑ دیے تھے

”لگتا ہے تمھیں شرم دلانے کے لیے مجھے تمھاری سرِ عام پینٹ اتارنی پڑے گی“

سعد نے ذایان کو گھورا

”نہیں میری پیاری بہن میرے ساتھ ایسا ہوتے ہوئے نہیں سکتی کیوں علیزے سہی کہہ رہا ہوں نہ“

ذایان نے علیزے کی طرف دیکھ کر پوچھا

”سہی کہہ رہے ہیں ذایان بھائی ی میں نہیں دیکھ سکتی اسی لیے میں اپنی آنکھیں بند کر لوں گی“

علیزے نے بھی سعد کا پورا پورا ساتھ دیا

ذایان منہ کھولے علیزے کو دیکھ رہا تھا

باقی سب علیزے کی بات پر ہنس رہے تھے

”مجھے لگتا ہے ذایان کی بھی شادی کروا دینی چاہیے میں نے تو لڑکی بھی دیکھ لی ہے“

کوثر بیگم نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا

”کیا سچ میں آخر آہی گیا آپ کو میری شادی کا خیال“

ذایان نے خوش ہوتے ہوءے کہا

”مما لڑکی کون ہے“

انیک نے بے تابی سے پوچھا

”وہ ہے ناصائمہ اپنی گلی میں جو رہتی ہے اس سے“

کوثر بیگم کی بات پر سب ہنس دیے کیوں کہ سب کو پتا تھا ذایان صائمہ سے بہت چڑتا ہے

”مما اس آوارہ سے تو میں کبھی شادی نہ کروں“ ذایان نے سنجیدگی سے کہا

”ذایان بری بات تمھیں نہیں کرنی شادی تو مت کرو کسی کی بیٹی کے بارے میں ایسا کیوں کہہ رہے ہو میں تو ویسے بھی مذاق کر رہی تھی“

کوثر بیگم نے ذایان کو ڈانٹتے ہوئے کہا

”مما آپ نہیں جانتی اس کو وہ ہر روز نئے لڑکے کے ساتھ دیکھتی ہے مجھے میرے آفس کے باہر ایک ریستوران ہے وہاں ایسے ہی لڑکے لڑکیاں آتے ہیں وہ اکثر ہوتی ہے وہاں اور لڑکے کے ساتھ ہی ہوتی ہے“

ذایان نے صائمہ کے کردار کا ایک روپ سب کو دیکھایا

”اچھا چھوڑو ان باتوں کو ناشتا کر لیا تو اپنے اپنے کام پر جاؤ“

کوثر بیگم نے بات ختم کر دی

”اوکے مما خدا حافظ“

انیک سب سے پہلے اٹھا اس کے پیپر ہونے والے تھے اسی لیے سب سے پہلے اسی جانے کی یاد آئی ی

”میں بھی چلتا ہوں خدا حافظ“

ذایان بھی اٹھ گیا

”علیزے چلیں“

”جی چلیں“

”وہ عبایا میں نے تمھیں الماری میں رکھنے کے لیے دلایا ہے“

سعد نے علیزے سے سختی پوچھا

”جی وہ میں بھول گ ئی تھی ابھی پہن کر آتی ہوں“علیزے اٹھ کر روم میں چلی گ ئی

”سعد علیزے کو تم چھوڑو گے تو یہ آئے گی کس کے ساتھ“

کوثر بیگم کو علیزے کی فکر ہوئی ی

”مما میں آفس سے لینے چلا جاؤں گا علیزے کو پھر اس کو گھر چھوڑ کر واپس آفس چلا جاؤں گا“

سعد نے جواب دیا

”ٹھیک ہے بیٹا“کوثر بیگم کچن میں چلی گ ئی یں

”علیزے ہو گ ئی یں ریڈی“

سعد نے روم کا دروازہ کھولتے ہی پوچھا

”جی ہو گ ئی“علیزے پیچھے مڑی

سعد کی آنکھیں علیزے کا چہرا حفظ کر رہی تھیں

بلیک کلر کا عبایا اس پر بلیک کلر کا اسکارف سر پر لپیٹا ہوا تھا علیزے کا دودھیا چہرا الگ ہی نظر آ رہا تھا

سعد آہستہ آہستہ قدم قدم اٹھاتا علیزے کے مقابل کھڑا ہو گیا ہاتھوں کے پیالے میں علیزے کا چاند سا چہرا اتھاما

اور اس کے ماتھے پر محبت سے بوسا دیا

”بہت پیاری لگ رہی ہو“

سعد نے علیزے کی آنکھوں میں دیکھ کر اس کے تعریف کی

علیزے نے شرما کر نظریں جھکا لیں

”چلو چلتے ہیں“

سعد علیزے کا ہاتھ تھام کر روم سے نکل گیا

"کہاں جا رہی ہو آؤ میں چھوڑ دوں"

"میں نے آپ سے کتنی دافع کہا ہے میرا راستہ مت روکا کریں"

دعا نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے کہا

"تم میری بات مان لو مجھ سے شادی کے لیے مان جاؤ پھر تنگ نہیں کرونگا"

عاسم نے خباشت سے کہا

"مجھے نہیں کرنی تم سے شادی کیوں تنگ کرتے ہو مجھے میں تم جیسے شرابی جواری سے کبھی شادی نہیں کروں گی"

دعا تیز آواز میں غرائی ی

آس پاس کے لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے

"کیا ہوا بیٹا یہ لڑکا تنگ کر رہا ہے"

ایک ادھیڑ عمر آدمی نے دعا سے پوچھا

دعا کی خوبصورت آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے

"جی یہ مجھے تنگ کر رہا ہے"

دعا نے نم آنکھوں سے جواب دیا عاسم لوگوں کو اپنی طرف آتا دیکھ اپنی بائی یک اسٹارٹ کر کے بھاگ گیا

دعا آنکھوں میں آنسو لیے شکر کا کلمہ پڑتی اپنی منزل کی طرف چل دی

"چلو جاؤ اندر ایسے کیا دیکھ رہی ہو"

سعد اور علیزے کالج پہنچ گ ئے تھے لیکن علیزے گھبر ا رہی تھی وہ کار سے ہی نہیں اتر رہی تھی

"سعد مجھے ڈر لگ رہا ہے"

علیزے کے چہرے پر ڈر نظر آ رہا تھا

"ارے جانِ من ڈرنے کی کیا بات ہے کچھ نہیں پہلا دن ہے تو تھوڑی پر ابلم ہو گی تمھیں پھر سب ٹھیک ہو جائے گا"

سعد نے پیار سے علیزے کو سمجھایا

"میر اایڈ میشن کب کا ہوا ہے اور میں اب جا رہی ہوں ٹیچر ز ڈانٹے گی مجھے"

علیزے نے معصوم بچی کی طرح بولا

"گھبر اؤ نہیں تم اپنی پر ابلم بتانا پھر نہیں ڈانٹے گی پریشان مت ہو"

"ان شاء اللہ سب اچھا ہو گا چلو اب جاؤ اندر میں بھی لیٹ ہو رہا ہوں"

سعد نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے خدا حافظ"

علیزے کار کا دروازہ کھول کر اترنے والی تھی سعد کی آواز سن کر روک گ ئی

"جی"

"یہ پیسے رکھو"

سعد نے علیزے کے ہاتھ میں پیسے تھماتے ہوئے کہا

"یہ پیسے کیوں"

علیزے نے سوالیہ نظروں سے سعد کا دیکھا

"بریک ٹائی م میں تم سب کے منہ دیکھتی ہوئی ی اچھی نہیں لگو گی تو تم بھی کچھ کھا لینا"

"سعد نے علیزے کو سنجیدگی سے جواب دیا پھر علیزے کے چہرے تاثرات دیکھنے لگا

علیزے نے بات پر غور کیا کہ سعد اس کو ڈھکے چھپے لفظوں میں ندیدی کا لقب دیا ہے

"سعععععد آپ کو میں ایسی لگتی ہوں"

سعد نے زور سے قہقہ لگایا تھا

"مذاق کر رہا تھا میری جان"

سعد نے ہنستے ہوئے کہا

"جا رہی ہوں میں"

علیزے منہ بنا کر باہر نکل گ ئی

علیزے جیسے ہی کالج کے اندر داخل ہوئی ی سعد آفس کے لیے روانہ ہو گیا

علیزے اپنی کلاس تلاش کر رہی تھی پر اسے مل نہیں رہی تھی

"ایکسکیوز می"

علیزے نے پاس سے گزرتی ایک لڑکی کو آواز دی

اس لڑکی کے حلیے سے لگ رہا تھا وہ امیر لڑکی ہے
اس نے کندھے پر شولڈر بیگ لٹکایا ہوا تھا بال کی اونچی پونی بندھی ہوئی تھی اسٹیپ کاٹینگ ہیر اسٹائل کی وجہ سے پونی میں سے بال نکلے ہوئے تھے جو بار بار اس کے چہرے کو چوم رہے تھے درمیانہ قد تیکھی نقوش پتلے پتلے ہونٹ کالے بال سنہری رنگت وہ لڑکی بھی خوبصورتی میں علیزے سے کچھ کم نہیں تھی

"جی بولو"
لڑکی نے مہذب انداز میں پوچھا
"جی میرا فرسٹ ڈے ہے اور مجھے اپنی کلاس نہیں مل رہی آپ بتادیں گی فرسٹ ای ئی رکی کلاس کونسی ہے"
علیزے نے ہچکچاتے ہوئے کہا
اس لڑکی کو اپنے سامنے کھڑی معصوم سی لڑکی بہت پیاری لگی
"ارے سسٹر گھبراتی کیوں ہو آؤ ساتھ چلتے ہیں میں بھی فرسٹ ای ئی رکی اسٹوڈینٹ ہوں" اس لڑکی نے علیزے کا ہاتھ تھاما اور علیزے کو اپنے ساتھ لے کر چلنے لگی
علیزے حیران پریشان اس کو تک رہی تھی
"کیا نام ہے تمھارا"
اس لڑکی نے دوستانہ لہجے میں پوچھا
"علیزے نام ہے میرا"
"پیارا نام ہے میرا نام ردا ہے"

اس لڑکی نے علیزے کو اپنا نام بتایا

دونوں کلاس تک پہنچ گ ئی

"تھیں تم میرے ساتھ بیٹھو"

علیزے کو سیٹ کی تلاش میں نظر دوڑاتے دیکھ ردا نے فوراُ آفر دی

علیزے خاموشی سے بیٹھ گ ئی

"علیزے تم اتنا گھبرا کیوں رہی ہو"

ردا نے علیزے کی گھبراہٹ نوٹ کرلی تھی

"وہ میں کلاسس اسٹارٹ ہونے کے اتنے دن بعد آئی ی ہوں ٹیچرز مجھے بہت ڈانٹے گیں"

علیزے نے آہستہ آواز میں جواب دیا

"ارے گھبراؤ نہیں یار میں خود ایک ہفتے پہلے آئی ی ہوں تھوڑا سا ڈانٹے گی بس"

ردا نے علیزے کا ڈر دور کرنا چاہا علیزے سر جھکا کر بیٹھ گ ئی

"گڈ مارنیگ میم"

مس نسیم کے کلاس میں داخل ہوتے ہی ساری لڑکیوں نے ان کو سلام کیا

"گڈ مارنیگ سیٹ ڈاؤن"

مس نسیم نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا

"اوپن یوئی را نگلش بکس"

مس نسیم نے سب لڑکیوں پر طاہرانہ نظر ڈالتے ہوئے کہا

ان کی نظر ایک لڑکی پر آکر رو کی

ڈری سہمی علیزے پر

"اسٹینڈ پ"

مس نسیم نے علیزے کو دیکھتے ہی کہا

علیزے نے مس نسیم کو خود کا جائی زا لیتے ہوئے دیکھ لیا تھا وہ مس نسیم کی آواز پر کھڑی ہو گ ئی

مس نسیم 40.35 سال کی بارعب خاتون تھی اور دل سے کافی نرم تھیں

"آپ کہاں تھی اتنے دنوں سے آج پہلی بار نظر آئی ی ہیں آپ مجھے کلاس میں"

مس نسیم نے نظریں جھکائے کھڑی علیزے کو گھورتے ہوئے کہا

"میم وہ میرے پیرنڈس کی ڈیتھ ہو گ ئی تھی"

علیزے کہتے کے ساتھ رونے لگی آج پھر اسے اپنے ماں باپ یاد آگ ئے تھے

"مجھے بہت افسوس ہوا بیٹا ایسے روتے نہیں بس خاموش ہو جاؤ اللہ آپ کو صبر دے"

مس نسیم نے پیار سے علیزے کو چپ کروایا "چلیں آپ بیٹھیں اب آپ ریگولر آئے گی کالج او کے"

"جی میم "علیزے واپس سیٹ پر بیٹھ گ ئی

"یار تمھارے پیرنٹس نہیں بہت افسوس ہوا سن کر لیکن تم کس کے ساتھ رہتی ہو"

ردا علیزے کے کان میں گھسی اس سے پوچھ رہی تھی

"چپ ہو جاؤ میم نے دیکھ لیا تو کلاس سے باہر نکال دیں گیں"

علیزے نے ردا کو آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا

"اچھا ٹھیک ہے بریک ٹائم میں بتانا"

ردا نے علیزے کے کان میں سرگوشی کی اور اپنے کام میں لگ گئی

علیزے دل ہی دل میں سوچ رہی تھی

"اب کیا بتائے اس کو یہ تو مذاق اڑائے گی میرا میری شادی ہوئی وی ہے"

دونوں نے سارا دن اپنی کلاسس اٹینڈ کی پھر بریک ٹائم میں کینٹین آ کر بیٹھ گئیں

"چلو اب بتاؤ علیزے تم کس کے ساتھ رہتی ہو"

ردا نے بے چینی سے پوچھا کیوں کہ اس کو لگ رہا تھا علیزے کے ساتھ کسی کارٹون مووی کی پرنسس کی طرح ہوا ہے جیسے اس کے ماں باپ مر جاتے ہیں وہ اپنی انٹی کے ساتھ رہتی ہے اس پر ظلم ہوتا ہے ویسا ہی علیزے کے ساتھ ہوتا ہے

"یار بتاؤ نہ اب تو ہم دوست بن گئے ہیں نہ پلیز بتاؤ نہ"

ردا بچوں کی طرح علیزے سے ضد کر رہی تھی

علیزے خاموش بیٹھی سوچ رہی تھی ردا کو اپنے بارے میں بتائے یا نہیں

"بولو علیزے پلیز بتاؤ یار"

"میں اپنے شوہر کے ساتھ رہتی ہوں"

علیزے نے دھیمے لہجے میں کہا

"کیا تم شوہر کے ساتھ رہتی ہو اتنی سی تو ہو تم تمھاری شادی ہو گ ئی لیکن ہوئی ی کیسے شادی یا پہلے ہی ہو چکی تھی کہی تمھارا بچپن میں تو تمھارے کسی کزن سے تو نکاح نہیں ہو گیا تھا"

ردا نے علیزے کا جواب سن کر سوالوں کی بارش کر دی

علیزے خاموش بیٹھی ردا کو گھور رہی تھی

"اوہ سوری میں زیادہ بول گ ئی"

ردا نے مسکراتے ہوئے کہا

"اب بتا بھی دو یار پوری بات نہیں تو میرے پیٹ میں درد ہوتا رہے گا چلو نہ یار بتاؤ مجھے تمھاری زندگی کسی ناول کی ہیرؤین کی طرح لگ رہی ہے چلو جلدی بتاؤ"

علیزے نے ایک گہری سانس لی پھر ردا کو اپنی
ساری کہانی سنا دی

ردا تو علیزے کی کہانی ایسے سن رہی تھی وہ کسی رومنٹیک مووی کا سین سنا رہی ہو

"واؤ یار علیزے تمھارے گھر والے کتنے اچھے پیار کرنے والے ہیں تمھارے دیور ان کی شرارتے سن کر میرا دل کر رہا ہے میں بھی شادی کر لوں پھر میرے دیور بھی میرے ساتھ ایسے ہی ہنسی مذاق کریں گے پتا ہے علیزے میری دلی خواہش ہے ابھی سے نہیں ہمیشہ سے جیسے تم رہتی ہو نہ اپنے گھر والوں کے ساتھ ایسا ہی ہنستا کھیلتا گھر میرا بھی ہو"

ردا نے اپنے دل کی خواہش علیزے کو بتائی

"اچھا تم فکر مت کرو میں دعا کروں گی تمھیں ویسا ہی سسرال ملے جیسا تم چاہتی ہو" علیزے نے ردا کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا

"ہاں کہی مل ہی نہ جائے میرے بابا تو اپنے بزنیس پارٹنر کے بیٹے فاروق کے ساتھ میری شادی کروانے کے چکر میں ہیں

مجھے بلکل نہیں پسند وہ بندہ کھڑوس کہی کا اس کی ہر بات بزنس سے شروع ہوتی ہے بسنس پر ختم ہوتی ہے فالتو آدمی کہی کا ایسا لگتا ہے وہ کھاتا پیتا بھی اپنی آفس کی فائی لز ہے جو ہر وقت اس کے دماغ میں چلتی رہتی ہے میں تو کبھی نہ کروں شادی اس انسان نما کمپیوٹر سے"

ردا نے اپنے دل کی ساری بھڑاس نکال دی جیسے وہ کتنے دنوں سے اتنا کچھ اپنے دل میں لیے بیٹھی تھی ایک دوست ملتے ہی اس نے اپنا دل کھول کے رکھ دیا

ردا کھلے دماغ کی لڑکی تھی ہر کسی کے ساتھ جلدی گھل مل جاتی تھی لیکن اپنے دل کی بات کسی سے شئیر نہیں کرتی تھی علیزے کی کہانی سن کر ردا کو لگا علیزے ہی اس کی سچی دوست بن سکتی ہے اسی لیے اس نے اپنے دل کی ساری بات بتادی

”ردا تمھارے گھر میں کون کون ہے“

علیزے بھی ردا سے کافی حد تک گھل مل چکی تھی تو وہ بھی اس کے بارے میں پوچھنے لگی

”میرے گھر میں موم ڈیڈ میں اور بہت سارے نوکر جو سارا دن میرے آگے پیچھے گومتے ہیں میڈم کھانا کھالیں میڈم آپکے کپڑے پریس ہوگئے ہیں میڈم یہ کام ہو گیا میڈم وہ کام ہو گیا بس یہ ہی ہوتا ہے سارا دن“

ردا نے بے ذاری سے کہا

”واؤ ردا کتنا اچھا لگتا ہو گا تمھیں سب تمھارے آگے پیچھے گھومتے ہیں“

علیزے نے خوش ہو کر پوچھا

”نہیں مجھے بلکل نہیں پسند یہ سب میں تو چاہتی ہوں میری موم میرے پیچھے لگے بیٹا کھانا کھالو بیٹا تم نے پڑھائی کی میرے ڈیڈ مجھ سے کہیں آج میں اپنی بیٹی کو شوپینگ کروا کر لاؤں گا آج میں تمھیں آئی سکریم کھلاؤں گا“

ردا نے بڑی حسرت سے کہا

”تو کیا ایسا نہیں ہوتا“

علیزے نے حیرانگی سے کہا

”نہیں ایسا نہیں ہوتا موم اور ڈیڈ دونوں ہی آفس جاتے ہیں اور وہی کے ہو کر رہ جاتے ہیں میں تو سارا دن نوکروں کے ساتھ گزارتی ہوں رات کو جب موم ڈیڈ آتے ہیں تب رات کے کھانے پر ان سے بات چیت ہوتی ہے علیزے تم بہت لکی ہو تمھارے پاس اتنے رشتے ہیں لیکن میرے پاس سب کچھ ہوتے ہوئے بھی کچھ نہیں ہے“

ردا نے اداسی سے کہا

”ردا تم اداس نہیں ہو تم جب چاہو میرے گھر آسکتی ہو“

علیزے سے ردا کا اداس چہرا نہیں دیکھا گیا

”کیا سچ میں تمھارے گھر والوں کو برا تو نہیں لگے گا“

ردا نے خوشی سے علیزے کے دونوں ہاتھ تھامے

”نہیں بھ ئی کسی کو برا نہیں لگے گا“

”ہمم ٹھیک ہے میں ضرور آؤں گی“

ردا نے خوشی سے کہا

”لیکن پہلے تم مجھے اپنے ان سے ملواؤ گی“

ردا نے معنی خیزی سے کہا

”ان کون“

ردا کی بات علیزے کے سر پر سے گزر گ ئی

”کیا یار اتنی معصوم کیوں ہو تم“

For more visit (exponovels.com)

ردا نے علیزے کے گال کھینچتے ہوئے کہا

"ہٹو یار کیا کر رہی ہو مطلب بتاؤ مجھے"

علیزے نے چڑ کر کہا

"ارے یار اپنے ہسبینڈ سے کب ملواؤ گی"

ردا نے اب سیدھی طرح کہا

"ان سے کل ملواؤں گی"

علیزے نے مسکراتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے اب ہماری کلاس کا ٹائم ہو گیا چلو" ردا نے اٹھتے ہوئے کہا

دونوں باتیں کرتی ہوئی کلاس میں چلی گئیں

"سعد آپ کو پتا ہے آج میں نے ایک دوست بنائی وہ بہت اچھی ہے ہم آج سارا دن ساتھ رہے اور خوب باتیں کیں بہت اچھا لگا مجھے سارا ڈر دور ہو گیا میر اردا بہت امیر لڑکی ہے لیکن اس میں امیروں جیسی ایک بات بھی نہیں ہے جیسے انیک بھائی کہتے ہیں نہ امیر لڑکیاں نکچڑی ہوتی ہیں سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتی پر ردا بہت اچھی ہے وہ بہت اچھے سے بات کرتی ہے مجھ سے کیا ہوا سعد آپ کچھ کیوں نہیں بول رہے"

علیزے نے خاموشی سے ڈرائیو کرتے سعد کو کہا

"جب سے تمھیں کالج سے پکاپ کیا ہے تب سے تم ردا کے نام کی مالا جپ رہی ہو تم چپ ہو گی تو میں کچھ بولونگا نہ"

سعد نے سنجیدگی سے کہا

"لیکن تمھاری یہ پٹر پٹر مجھے بڑی اچھی لگ رہی تھی دس روپے کی اور کر کے دیکھانا"

سعد نے ہنستے ہوئے کہا

"سعد آپ بھی نہ"

علیزے نے خفگی سے کہا

"ہائے جب تمھاری زبان سے اپنا نام سنتا ہوں نہ تو ایسا لگتا ہے دنیا میں سب سے زیادہ خوبصورت نام میرا ہو"

سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

"اچھا نا بھئی جلدی چلیں مجھے بھوک لگ رہی ہے" علیزے نے نظریں جھکا کر کہا

او کے بیگم صاحبہ سعد نے تابعداری دیکھائی ی

سعد علیزے کو چھوڑ کر چلا واپس آفس چلا گیا

ردا آج بھی گھر لوٹی تو روز کی طرح آج بھی اس کو گھر میں نوکر ہی نظر آئے وہ تھکے تھکے قدموں سے روم میں چلی گ ئی فریش ہو کر بیڈ پر لیٹ گ ئی

اتنے میں دروازہ ناک ہوا

"مجھے ابھی بھوک نہیں ہے"

ردا کو پتا تھا کوئی ی نوکر اس سے کھانے کا پوچھنے آیا ہو گا اسی لیے اس نے لیٹے لیٹے ہی ہانک لگائی ی

نوکر او کے میڈم کہہ کر چلا گیا

علیزے نے سارا دن اپنا ادھورا کام مکمل کرنے میں لگا یا ردا نے اس کو سارے ٹوپک بتا دیے تھے جو ٹیچرز نے پڑھائے تھے وہ اپنے نوٹس بنانے میں مصروف تھیں لیکن سعد کے آنے کا وقت ہوا تو اس نے جلدی جلدی سارا سامان رکھا اور اچھی بیویوں کی طرح اپنا حلیہ درست کر کے اپنے مجازی خدا کی راہ تکنے لگی

پھر تھوڑی دیر بعد گھر کے دو شیطان نازل ہو چکے تھے جبکہ جن کا انتظار ابھی ہو رہا تھا تب ہی بیل بجی اور علیزے بھاگنے کے انداز میں گیٹ تک پہنچی اور گیٹ کھولتے ہی سلام کیا

"اَلسَلامُ عَلَیکُم"

علیزے نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا

علیزے کی آنکھوں میں اپنے آنے کی خوشی دیکھ کر سعد کی ساری تھکن اتر گئی

سعد کو امید نہیں تھی علیزے اتنی بے صبری سے اس کا انتظار کر رہی ہو گی کیوں کہ علیزے نے دروازہ کھولنے میں سکینڈ بھی نہیں لگایا تھا

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں چلیں اندر"

سعد کو محبت بھری نظروں سے دیکھتا پا کر علیزے نے شرماتے ہوئے کہا

"ہمم چلو"

سعد مسکراتے ہوئے اپنی چھوٹی سی جان کو دیکھا پھر اندر آ گیا علیزے بھی دروازہ بند کرتی اس کے پیچھے آ گئی

"آج میری بہن بڑی چہک رہی ہے کیا بات ہے" ذایان نے علیزے کے روئی جیسے گال پکڑتے ہوئے کہا

"ذایان بھائی کیا کر رہے ہیں میں بچی نہیں ہوں"

علیزے نے چڑتے ہوئے ذایان کے ہاتھ جھٹک دیے

"بری بات بھائی ی تم بھول گ ئے اب یہ ہماری بھابی ہے"

انیک نے بھی اپنی ٹانگ اڑانی ضروری سمجھی

"سعد دیکھیں نہ یہ مجھے تنگ کر رہے ہیں" علیزے نے بچوں کی طرح سعد سے شکایت کی

"ارے بھ ئی تم لوگ میری معصوم بیوی کو تنگ نہیں کرو"

سعد نے ذایان انیک کو مصنوعی غصہ دیکھایا

"اچھا بھ ئی نہیں کر رہے"

ذایان انیک نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا

کوثر بیگم ان آپس میں ہنستا کھیلتا دیکھ کر بہت خوش ہوئی یں خاص کر علیزے اور سعد کو ان دونوں نے ہی اپنا نیا رشتہ قبول کر لیا تھا دونوں اب پہلے کی طرح ہنسنے بولنے لگے تھے انھوں نے دور سے ہی علیزے سعد کی بلائی یں لیں تھی پر جہاں محبت ہوتی ہے وہاں امتحان بھی ہوتا ہے اس امتحان سے ابھی انھیں گزرنا تھا

"یہ تم اتنی دور کیوں لیٹی ہو مجھ سے یہاں آؤ میرے پاس"

علیزے بیڈ کے ایک سائی یڈ پر لیٹ رہی تھی سعد کے دل کو اچھا نہیں لگا اس لیے وہ دل کی سنتا علیزے کو اپنے پاس بلا رہا تھا

"میں آپ کے پاس آکر کیا کروں نیند آرہی ہے مجھے سونے دیں"

علیزے سعد کی طرف پشت کر کے لیٹ گ ئی

سعد نے ایک پل کی بھی دیر کیے بغیر علیزے کا بازوں پکڑا اپنے پاس کھینچ لیا

علیزے خوش ہو رہی تھی کہ وہ آج بچ گ ئی ہے لیکن سعد کی حرکت پر ہکا بکا رہ گ ئی اس کو امید نہیں تھی اس طرح بھی اس کو اپنے قریب کر سکتا ہے

”تم مجھ سے نہیں بچ سکتیں“

سعد نے علیزے کے کان میں سرگوشی کی

سعد نے علیزے کی پشت اپنے سینے سے لگائی ی ہوئی ی تھی اپنا ایک ہاتھ علیزے کے سر کے نیچے رکھا تھا اور دوسرا اس کی کمر پر سعد کی قربت میں علیزے کا سانس لینا بھی دشوار ہو رہا تھا

لیکن سعد کو فرق نہیں پڑھ رہا تھا علیزے نے خود کو چھڑوانے کی کوشش نہیں کی تھی کیوں کہ وہ جانتی تھی سعد اسے نہیں چھوڑے گا اور نہ ہی اس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اپنا آپ اس سے چھڑوا سکے سب سے بڑی بات وہ اپنے مجازی خدا کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی تو اس کی بانہوں میں ہی وہ آنکھیں موند گ ئی

سعد کو بھی علیزے کا احتجاج نہ کرنا اچھا لگا وہ بھی علیزے کے بالوں میں منہ چھپائے سو گیا

صبح ہوتے ہی سب اپنے کام پر چلے گ ۓ سعد علیزے کو کالج چھوڑ کر آفس چلا گیا اسی وقت ردا اپنی کار سے اتر کر سیدھی علیزے کے پاس آگ ئی

”وہ کون تھا“

ردا نے آتے ہی علیزے سے پوچھا اس کا اشارہ سعد کی طرف تھا جو علیزے چھوڑ کر ابھی ردا کی کار کے آگے سے گزرا تھا

”وہ سعد ہیں“ علیزے نے شرماتے ہوئے کہا

”او تو یہ ہیں تمھارے ہسبینڈ واہ یار کتنے ہینڈسم ہیں“

ردا نے چمکتی آنکھوں کے ساتھ کہا

"ہمم وہ ہیں"

"یار تم نے مجھے ملوایا نہیں"

ردا نے خفگی سے کہا

"تو تم ان کے جانے کے بعد آئی ی ہو چھٹی میں ملوا دوں گی تمھیں"

علیزے نے ردا کی خفگی مٹانی چاہی

"ہمم یہ ٹھیک ہے"

دونوں باتیں کرتیں کالج میں داخل ہو گ ئی یں

چھٹی کے وقت سعد آیا تو ردا نے سامنے کھڑے سعد کو دیکھتے ہی کہا

"مجھے ملواؤ اپنے ہسبینڈ سے"

"اچھا تم رو کو میں پہلے ان سے پوچھ لوں وہ تم سے ملنا بھی پسند کریں گے یا نہیں"

علیزے اچھی طرح جانتی تھی سعد کو لڑکیوں سے زیادہ بات چیت کرنا پسند نہیں اسی لیے اس نے پوچھنا ضروری سمجھا

"اوکے میں ویٹ کرتی ہوں" ردا ایک طرف کھڑی ہو گ ئی

علیزے سعد کے پاس آئی ی تو سعد نے کار میں بیٹھنے کا اشارہ کیا علیزے کو

"سعد مجھے کچھ بات کرنی ہے آپ سے" علیزے نے گھبراتے ہوئے کہا

سعد اس کے مقابل گھڑا ہو گیا

”جو بھی بات ہے بلا جھجک بتاؤ میری جان اگر تمھاری کالج کی میڈم نے تمھاری شکایت کے لیے مجھے یاد کیا ہے

تو میں خوشی خوشی چلوں گا اور تمھارے بدلے کی ڈانٹ خود کھا کر آجاؤں گا“

سعد نے ہنستے ہوئے جواب دیا

سعد آپ میری بات کو سیریس کیوں نہیں لیتے کبھی“علیزے نے ناراضگی دیکھائی ی

”اچھا سوری“ سعد نے فوراًا اپنے کان پکڑے

اچھا آپ یہ سب نہیں کریں چھوڑے کان سب دیکھ رہے ہیں“

علیزے نے سعد کے ہاتھ کان سے ہاتھ ہٹائے

دور کھڑی رداان کی نوک جھوک حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی

”کتنے پیارے لگ رہے ہیں یہ دونوں ایک ساتھ“ ردا نے خود کلامی کی

”اچھا بولو کیا بول رہی تھیں“

سعد نے علیزے سے پوچھا

”وہ میری دوست ہے نہ ردا وہ آپ سے ملنا چاہتی ہے“

علیزے نے کہتے کے ساتھ ہی سعد کے چہرے کے تاثرات دیکھے جو نارمل ہی تھے

”میں کیا کروں گا تمھاری دوست سے مل کر“ سعد نے نرمی سے کہا

”پلیز ایک دفع مل لیں وہ کب سے ضد کر رہی ہے مجھ سے پلیز“

سعد پلیز علیزے نے سعد کا بازوں پکڑ کر کہا

”اچھا ٹھیک ہے ملواؤ“

سعد کو اپنی پیاری بیوی پر ترس آ گیا

علیزے نے ردا کو آنے کا اشارہ کیا تو وہ بھاگی بھاگی آ گئی

"اَلسلامُ عَلَیکُم بھائی"

ردا نے آتے ہی سعد کو سلام کیا

"وَعَلَیکُم السَّلَام کیسی ہیں آپ"

سعد نے بھی مہذب انداز سے پوچھا

"بھائی میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں"

ردا نے مسکرا کر جواب دیا

"میں بھی ٹھیک ہوں"

سعد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"سعد بھائی آپ سچ میں بہت اچھے ہیں یہ علیزے سارا دن آپ کی باتیں کر کر کے میرے کان کھاتی رہتی ہے"

ردا نے علیزے کی طرف دیکھ کر کہا

"جھوٹی جھوٹ مت بولو"

علیزے نے ردا کو آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا

"اچھا اچھا مجھے آفس کی لیے دیر ہو رہی ہے تم دونوں لڑنا بند کرو"

سعد نے دونوں کی لڑائی شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کروا دی

"اوہ ہاں میں تو بھول گ ئی میر اڈرائی یور ویٹ کر رہا ہو گا"

ردا نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا

"چلو پھر آپ بھی جاؤ ہم بھی چلتے ہیں"

سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

"اوکے بھائی ی خدا حافظ"

"خدا حافظ گڑیا"

For more visit (exponovels.com)

سعد نے بھی مسکرا کر کہا

"آپ نے مجھے گڑیا کہا"

ردا نے واپس پیچھے مڑ کر پوچھا

"ہاں برا لگا کیا تمھیں"

سعد نے نرمی سے پوچھا

"نہیں بھائی ی مجھے بہت اچھا لگا میری ہمیشہ سے خواہش تھی میرا کوئی ی بھائی ی ہو وہ مجھے گڑیا بلائے میرے نخرے اٹھائے مجھ سے پیار کرے"

ردا نے اپنی معصوم سی خواہش بتائی

"تو پھر ٹھیک ہے مجھے اپنا بھائی ی ہی سمجھو اب علیزے کو تو میں بہن بول نہیں سکتا تو آج سے تم میری بہن"

سعد نے پیار سے ردا کے سر پر ہاتھ رکھا

"تھینکیو بھائی ی" ردا نے روہانسی ہو کر کہا

"اب دیر نہیں ہو رہی"

ردا اور سعد کا اگنور کرنا علیزے کو اچھا نہیں لگا اس لیے جل کر کہا اس نے

"تم کیوں جل رہی ہو بہن بھائی ی کے پیار سے" سعد نے ہنستے ہوئے کہا

”میں کیوں جلوں گی میرے بھی دو دو بھائی ی ہیں“

علیزے نے چڑانے والے انداز میں کہا

”ردا گڑیا تم گھر پر آنا میں اپنے دونوں بھائی یوں سے ملواؤں گا تمیں پھر تمھارے تین بھائی ی ہو جائی یں گے اور علیزے کے دو ہی رہے گے اب مجھے تو بھائی ی بولنے سے رہی یہ“

سعد نے علیزے کو چڑایا

”یہاں کوئی ی مقابلہ ہو رہا ہے کیا بھائی ی جمع کرنے کا“

علیزے نے جل کر کہا

نہیں تو بھائی ی آپ اس کو لے جائی یں کہی یہ جل جل کر خاک نہ ہو جائے“

ردا نے علیزے کا مزاق اڑاتے ہوئے کہا

”اوکے بابا چلو“

سعد نے کار کا دروازہ کھولا علیزے کے لیے

”خدا حافظ ردا“

علیزے مسکراتے ہوئے کہتے کار میں بیٹھ گ ئی

”خدا حافظ“ ردا بھی چلی گ ئی

سعد بھی گاڑی اسٹارٹ کر کے نکل گیا

علیزے کار میں بڑے مزے سے جوتے اتار کر ٹانگے سیٹ کے اوپر رکھ کر سعد کیطرف رخ کر کے بیٹھ گ ئی

”زیادہ پیارا لگ رہا ہوں کیا آج جو ایسے دیکھ رہی ہو“

سعد نے علیزے کی نظریں خود پر جمی دیکھی تو سوال پوچھا

”ردا سے کچھ زیادہ ہی رشتہ نہیں بن گیا آپ کا جو اس کے سامنے مجھے اگنور کر دیا تھا“ علیزے نے آنکھیں چھوٹی کر کے کہا

”تمھیں سچ میں جلن ہو رہی ہے تم بھی تو سارا دن اپنے بھائی یوں کے پاس گھسی رہتی ہو رات کو آتی ہو میرے پاس بس سونے کے لیے میں تو کچھ نہیں بولتا“

سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

”اب تو رات کو بھی نہیں آؤں گی“

علیزے نے منہ بنا کر کہا

”تو پھر کہاں سو گی چھت پر“

سعد نے ہنستے ہوئے کہا

”جی نہیں مما کے پاس سو گی“

”او جیسے مما سولا لیں گی تمھیں وہ خود تمھیں میرے پاس چھوڑ کر جائی یں گی“

سعد نے مزے سے کہا

”پھر تو میں چھت پر سو گی“

علیزے نے منہ بنایا

پھر میں تمھیں گود میں اٹھا کر لے آؤں گا“ سعد نے علیزے کو تنگ کرنے کا ٹھیکا اٹھا لیا تھا آج

”آپ بہت بے شرم ہیں“

علیزے نے منہ ٹیڑھا کر کے جواب دیا اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی

سعد مسکراتا ہوا ڈرائی یونگ کرتا رہا پھر علیزے کو گھر چھوڑ واپس آفس چلا گیا

علیزے اور سعد کا رشتہ اور مضبوط ہوتا جا رہا تھا علیزے کی جھیجک شرم گھبراہٹ کچھ حد تک کم ہو گئی تھی

اب وہ خود سعد کے سینے پر سر رکھ کر اس سے باتیں کرتے کرتے سوتی تھی

ردا اور علیزے کی دوستی بھی پکی ہو گئی تھی دونوں ایک دوسرے کی بیسٹ فرینڈ بن گئی تھیں ردا سعد کی سچ کی ہی بہن بن گئی تھی

سعد بھی ردا کو دل سے بہن مانتا تھا ردا ایک دو دفع علیزے کے گھر بھی آئی تھی ردا کو ثر بیگم کو بھی بہت اچھی لگی تھی وہ اس کو علیزے جیسا ہی سمجھتی تھیں ردا کی ملاقات ابھی تک ذایان انیک سے نہیں ہوئی تھی کیوں کہ ردا شام ہونے سے پہلے اپنے گھر چلی جایا کرتی تھی ردا بھی یہ محبت کے رشتے پا کر بہت خوش تھی

ایک نئے دن کا آغاز ہو چکا کوثر بیگم جن گڑیا شیطان سب ڈائننگ ٹیبل پر آچکے تھے صرف ایک شیطان کی کمی تھی وہ تھا انیک

"مما انیک کہاں ہے ناشتہ نہیں کرنا اسے"

سعد نے انیک کے بارے میں کوثر بیگم سے پوچھا

"بیٹا اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بخار ہو رہا ہے اس کو سر میں بھی درد ہے"

"اوہ مما آپ مجھے اب بتا رہی ہیں میں اس کو دوا دلا لاتا ہوں"

سعد نے اٹھتے ہوئے کہا

"بیٹا وہ ٹھیک ہے تم پریشان نہیں ہو میں نے دوا دی ہے اس کو شام تک ٹھیک ہو جائے گا" کوثر بیگم نے سعد کو ناشتہ چھوڑتے دیکھ جلدی سے کہا

"اچھا مما اگر کوئی ی مسل ئی ہ ہو تو آپ مجھے کال کر دینا" سعد نے بیٹھتے ہوئے کہا

"ہاں بیٹا ٹھیک ہے تم ناشتہ کرو"

"ارے بھائی ی زیادہ فکر نہیں کریں اس کی بہانے کر رہا ہو گا چھٹی کے چکر میں"

ذایان نے مسکراتے ہوئے کہا

"ذایان بھائی ی کتنی بری بات ہے انیک بھائی ی بیمار ہیں اور آپ ایسی باتیں کر رہے ہیں" علیزے نے ذایان کو غصہ دیکھایا

"میری چھوٹی سی بھابی کو بھی غصہ آتا ہے کیا میں تو مذاق کر رہا تھا"

ذایان نے علیزے کی ناک پکڑتے ہوئے کہا

"سعد دیکھیں نہ تنگ کر رہے ہیں یہ"

علیزے سے کچھ نہ ہوا تو سعد کو بیچ میں گھسیٹا

"تم خود پنگے لیا کرو پھر مجھے آگے کر دیا کرو" سعد نے سنجیدگی سے کہا علیزے کا منہ اتر گیا

"اور تم"

سعد نے اب اپنا رخ ذایان کی طرف کیا

"تمھیں میری چھوٹی سی بیوی کو تنگ کرنے کے لیے اس کی چھوٹی سی ناک ہی دیکھتی ہے اس کی کمر پر جھولتے بڑے بڑے بال نظر نہیں آتے یہ پکڑا کرو نہ"

سعد نے آخری بات ہنستے ہنستے بولی

ذایان جو خاموشی سے ڈانٹ سن رہا تھا سعد کی آخری بات پر ہنسنے لگا

"او کے بھائی ی اب یہ ہی کروں گا میں"

ذایان نے ہنستے ہوئے کہا

"آپ ان کو ڈانٹ رہے ہیں یا ان کو طریقے بتا رہے ہیں مجھے تنگ کرنے کے"

علیزے نے کڑے تیوروں سے سعد کو دیکھا

جبکہ سعد ذایان اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کر رہے تھے

"اچھا اچھا اب بس کرو تم لوگ تم دونوں کو دیر نہیں ہو رہی آفس کے لیے"

کوثر بیگم نے سعد ذایان کو گھورا

دونوں اپنی ہنسی کو بریک لگا کر ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئے

علیزے بھی اپنے ناشتے پر جھک

تینوں ہنستے کھیلتے گھر سے رخصت ہوئے اور اپنے اپنے کاموں پر چلے گئے

"علیزے آج میں تمھارے ساتھ گھر چلوں گی" ردا نے کالج کے دروازے سے باہر نکلتے ہوئے کہا

"واؤ مزا آئے گا آج مما مجھے سوجی کا حلوہ بنانا سیکھائیں گی تم بھی سیکھ لینا"

علیزے نے خوش ہوتے ہوئے کہا

"واہ مزا آئے گا"

دونوں کو ہی کھانا بنانے کا بہت شوق تھا کوثر بیگم دونوں کو کچھ نہ کچھ بنانا سیکھاتی رہتی تھیں

ردا نے اپنے ڈرائی یور کو گھر بھیج دیا اور سعد کی گاڑی میں بیٹھ گ ئی

"ارے آج ہماری گڑیا بھی چل رہی ہے کیا"

سعد نے ردا کو کار میں دیکھا تو پیار سے پوچھا

"جی بھائی ی آج ہمیں سوجی کا حلوہ بنانا سیکھائی یں گی آنٹی"

ردا نے خوشی سے کہا

"اوہ واہ سوجی کا حلوہ تو میرا فیورٹ ہے آج تو علیزے مجھے اپنے ہاتھوں سے حلوہ کھلائی یں گی اپنے ہاتھ کا"

علیزے کو دیکھتے ہوئے سعد نے شرارت سے کہا

"ہر وقت چھیچھورپائی ی مت کیا کریں گھر چلیں"

علیزے نے سعد کی نظریں بدلتی ہوئی ی دیکھی تو چڑ کر جواب دیا

"ردا دیکھوں اس سے میں کتنی محبت کرتا ہوں اور یہ میری محبت کو چھیچھورپائی ی کا نام دیتی ہے دوسری شادی کرنی ہی پڑے گی" سعد نے پرسوچ انداز میں کہا

"ہاں تو کرلیں مجھے کیا"

علیزے نے گردن اکڑا کر کہا

ردا اپنی ہنسی ضبط کرتی رہی دونوں پورے راستے اسی طرح لڑ رہے تھے

"ردا وہ دیکھوں سامنے آئی سکریم پارلر ابھی دیکھنا آئی سکریم کھانے روک جائی یں گے یہ" علیزے نے ردا کے کان میں سرگوشی کی

ردا کچھ جواب دیتی اس سے پہلے سعد کی آواز آگ ئی

"گلز آئی سکریم کھاؤ گی"

سعد کی بات پر دونوں ہنس دیں

"کیا ہوا میں نے کوئی ی لطیفہ تو نہیں سنایا" سعد نے حیرانگی سے کہا

"ہم آئی سکریم کھائی یں نہ کھائی یں سعد آپ تو کھائی یں گے نہ"

علیزے نے ہنستے ہنستے کہا

"ہاں بھ ئی میں تو ضرور کھاؤ ں گا اس لیے تم دونوں بیٹھی رہو میں تو جا رہا ہوں"

سعد نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا

"ارے روکیں ہم بھی چل رہے ہیں"

ردا علیزے نے ایک ساتھ بولا

اب سعد کا قہقہ بلند ہوا تھا

"آجاؤ پھر"

تینوں ہنستے کھیلتے آئی سکریم پارلر میں چلے گ ئے

آئی سکریم کھا کر گھر کی طرف روانہ ہو گ ئے

"بچوں تم لوگ آگ ئے علیزے بیٹا سعد کو بلاؤ جلدی سے انیک کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے"

کوثر بیگم کے چہرے سے ان کی پریشانی کا اندازہ ہو رہا تھا

"سعد روک جائی یں"

علیزے نے سعد کو آواز دی جو کار موڑ رہا تھا

علیزے کی آواز پر روک گیا کیا ہوا علیزے سعد نے کار میں بیٹھے بیٹھے آواز لگائی ی

”وہ مما کہہ رہی ہیں انیک بھائی ی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ کو بلا رہی ہیں“

”اچھا گھر میں چلو تم میں آتا ہوں“

سعد نے علیزے کو گھر بھیجا خود گاڑی پارک کر کے گھر میں آ گیا

”مما کیا ہو گیا ہے چھوٹے کو“

سعد نے پریشان ماں سے پوچھا

”بیٹا اس کو الٹیاں ہو رہی ہیں کچھ بھی نہیں کھایا جا رہا اس سے پورے جسم میں درد ہو رہا ہے اس کے“

کوثر بیگم نے سعد کو انیک کی حالت سے آگاہ کیا

”مما آپ پریشان نہیں ہو ہم ابھی انیک کو ہاسپٹل لے کر چلتے ہیں“

سعد نے انیک کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے کہا

”مما آپ پریشان نہیں ہو انیک بھائی ی ٹھیک ہو جائی یں گے“

علیزے نے کوثر بیگم کو دلاسا دیا

ردا خاموش کھڑی سب کو انیک کے لیے پریشان ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھی کیونکہ اس ک گھر میں تو ایسا ہوتا ہی نہیں تھا

جب وہ بیمار پڑتی تھی تو اس کے موم ڈیڈ آفس جانے سے پہلے اس کی خیریت پوچھ لیا کرتے تھے اور دوائی ی کھلا دیا کرتے تھے اور رات میں آتے تو ایک دفع اور یہ ہی کام کر لیتے تھے

یہاں تو سعد کو یہ بھی ہوش نہیں تھا کہ آفس کے لیے لیٹ ہو رہا ہے علیزے کالج سے تھکی ہوئی ی آئی ی لیکن اس کو بھی اپنا ہوش نہیں تھا

"کیا ہوا میرے چھوٹے شیطان کو"

سعد نے روم میں جاتے ہی انیک سے پوچھا

"کچھ نہیں بھائی ی میں ٹھیک ہوں مما ایسے ہی پریشان ہو رہی ہیں"

انیک نے مندی مندی آنکھیں کھول کر کہا

"ہاں مجھے دیکھ رہا ہے تم ٹھیک ہو چلو اٹھو ہاسپٹل لے کر چلوں"

سعد نے انیک کے اوپر سے کمبل ہٹاتے ہوئے کہا

"بھائی ی میں ٹھیک ہوں"

انیک نے تھکے ہوئے انداز میں کہا

"انیک میں نے کہا نا چلو تو بس چلو بحث نہیں کرو"

سعد نے انیک کو آرام سے اٹھایا اور کندھے سے تھام کر اپنے ساتھ چلانے لگا

"بھائی ی یہ کیا ہو گیا آپ کو"

علیزے نے بیماری میں جکڑے انیک کو دیکھا

جس کا چہرا پیلا ہو گیا تھا آنکھیں بھی لال ہو رہی تھیں بال تو اس نے بنائے ہی نہیں تھے آج وہ بہت بیمار معلوم ہو رہا تھا

"گڑیا پریشان نہیں ہو میری جان میں ٹھیک ہوں"

انیک نے علیزے کو دلاسا دیا جو رونے کو تیار کھڑی تھی

"مما چلیں آپ میرے ساتھ اس سے بیٹھا بھی نہیں جارہا آپ پکڑ کر بیٹھیے گا"

سعد نے پریشان کھڑی کوثر بیگم کو کہا

"ہمم چلو"

"تم دونوں گیٹ لاک کر لو اور جب تک ہم نہ آئیں دروازہ نہیں کھولنا"

سعد نے علیزے ردا کو تنبیہ کی

دونوں کا سن کر انیک نے گردن اٹھا کر دیکھا تو سامنے ہی ردا کھڑی تھی جو مسلسل انیک کو ہی دیکھ رہی تھی انیک نے اس کو دیکھا تب بھی ردا نے نظریں نہیں جھکائیں

انیک اس کی نظروں سے چڑ گیا

"چلیں بھائی" انیک نے سعد کو کہا

"ہمم چلو"

علیزے ان کو دروازے تک چھوڑنے چلی گئی

ردا جلدی سے صوفے پر بیٹھ گئی بیگ سے اپنا موبائل نکالا اور موبائل میں کچھ ڈھونڈنے لگی

"یس یہ وہ ہی ہے مجھے مل گئے تم مجھے مل گئے" ردا نے خوش ہوتے ہوئے کہا

"کون مل گیا تمھیں"

علیزے نے ردا کو کہتے سنا تو پوچھا

ردا نے موبائل کو دیکھا پھر سامنے کھڑی علیزے کو جو ردا کے جواب کا انتظار کر رہی تھی

”وہ وہ میں سمجھی تھی میں موبائل کالج میں بھول آئی ی پر یہ تو میرے بیگ میں ہی تھا“ ردا نے جھوٹ کا سہارا لیا

”اوہ اچھا تم بیٹھو میں چینج کر کے آتی ہوں“ علیزے کہہ کر اپنے روم میں چلی گ ئی

”تو تمھارا نام انیک ہے مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا تم میرے اتنے قریب ہو وہ کہتے ہیں نہ بگل میں چھورا شہر میں ڈھینڈورا میرے ساتھ بھی یہ ہی ہوا“

ردا اپنے موبائل میں موجود انیک کی تصویر سے باتیں کر رہی تھی یہ وہ ہی تصویر تھی جو اس نے آئی سکریم پارلر میں کھینچی تھی جب ٹریفک کی وجہ سے ڈرائی یور نے گاڑی آئی سکریم پارلر کے سامنے روک دی تھی

کچھ دیر میں علیزے بھی آ گ ئی ردا نے موبائی ل واپس بیگ میں رکھ دیا اور علیزے سے باتوں میں لگ گ ئی

تھوڑی دیر بعد سعد کوثر بیگم اور انیک کو چھوڑ کر آفس چلا گیا انیک کو ٹائی فائی یڈ تھا کوثر بیگم نے انیک کو دوائی ی کھلا کر سلا دیا تھا

”علیزے کیا ہوا ہے تمھارے بھائی ی کو“

ردا نے علیزے سے پوچھا جو ابھی کوثر بیگم سے انیک کے متعلق پوچھ کے آئی ی تھی

”ٹائی یفائی یڈ ہے بھائی ی کو“

علیزے نے افسردگی سے کہا

”کوئی ی بات نہیں ٹھیک ہو جائی یں گے وہ تم اداس نہیں ہو“

ردا نے علیزے کو دلاسا دیا

رداکا تو دل چاہ رہا تھا وہ ابھی جائے اور انیک کی خوب خدمت کرے تا کہ وہ جلد صحت یاب ہو جائے اور ردا پھر سے اس کو ہنستا مسکراتا دیکھے جیسے اس نے پہلی بار دیکھا تھا اس کو لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی

"آؤ بچیوں کھانا کھالو"

کوثر بیگم کی آواز پر ردا اپنے خیالی پلاؤ سے نکلی

کھانا کھانے کے بعد ردا اپنے گھر چلی گ ئی علیزے انیک کے روم میں آگ ئی جہاں کوثر بیگم انیک کو کھیچڑی کھلانے کی کوشش کر رہی تھیں

"اَلسلامُ عَلَیکُم"

دعا نے گھر میں آتے ہی سلام کیا

"وَعَلَیکُم السّلَام دعا جی آج دیر ہو گ ئی آپ کو آنے میں"

عاسم نے خباثت سے دعا کے نازک سے سراپے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

دعا نے خود کو کالی چادر سے چھپایا ہوا تھا لیکن پھر بھی اس کو عاسم کی نظریں اپنے اندر تک محسوس ہو رہیں تھیں

"میں آپ کو جواب دینے کی پابند نہیں رستہ چھوڑیں میرا"

دعا نے غصے سے کہا

"ہمم غصہ کیوں کرتی ہو اتنا دعا یہ تمھارے مستقبل میں تمھیں مشکل میں ڈال سکتا ہے" عاسم نے مسکراتے ہوئے دعا کو وارن کیا

"اس بکواس کا کیا مطلب"

دعا نے نا سمجھی سے پوچھا

”مطلب بھی سمجھ آجائے گا جلدی کیا ہے ڈی ئی ر“ عاسم نے خباثت سے کہا

”ہٹو میرے راستے سے“

دعا عاسم کو دھکیلتی بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں آگ ئی

”آری کیا ہوا اتنی بھاگی بھاگی کہاں سے آرہی ہے“

دعا سیدھی اپنی اور اپنی ماں کے مشترکہ کمرے میں گ ئی تھی رفعت بیگم (دعا کی ماں) نے دعا کو دیکھا تو فوراً سوال پوچھا

”امی وہ علیظ آدمی آئے دن ہمارے گھر کیوں چلا آتا ہے نفرت ہے مجھے اس انسان سے کوئی ی کچھ کہتا کیوں نہیں اس کو“

دعا کی آنکھوں میں نمی آگ ئی تھی

”اری آہستہ بول تیری بھابی نے اپنے بھائی ی کی برائی ی سن لی تو ابھی لڑنے آجائے گی“

رفعت بیگم نے دعا کو آگاہ کیا

”امی وہ شخص اچھا نہیں ہے اس کی موجودگی میں میں خود کو غیر محفوظ محسوس کرتی ہوں“

دعا نے رندھی ہوئی ی آواز میں کہا

”نہیں میری بچی روتے نہیں بس کوئی ی اچھا رشتے کی منتظر ہوں میں جیسے ہی کوئی ی مناسب رشتہ ملا میں تیرے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں گی“

رفعت بیگم نے دعا کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں لے کر کہا

”امی اس بوسیدہ مکان میں کون سا اچھا رشتہ آئے گا میرے لیے لوگ رشتہ کرنے سے پہلے مکان اور پیسہ دیکھتے ہیں دونوں ہی سے ہمارا دور دور تک کوئی ی ناطا نہیں“

دعا نے اپنے زخمی دل کی بات کہی

”نہیں میری بچی مایوسی کفر ہے ایسے نہیں بولتے دیکھو توں تیرے لیے شہزادہ آئے گا گورا لمبا چوڑا حسن و جاہت سے بھرپور نوجوان آئے گا تیری زندگی میں اور تمجھے اپنی شہزادی بنا کر لے جائے گا“

”ہاں یہ کوئی ی حور پری ہے نہ اس کے لیے شہزادہ آئے گا بی بی زیادہ خوش فہمی نہ پالو تمھارے نصیب میں بھی کوئی ی سبزی والا یا رکشے والا ہو گا اب اٹھو کچن میں آ کر روٹیاں بناؤ میں نے ٹھیکا نہیں لے رکھا سب کی خدمتیں کرنے کا“

سمرین (دعا کی بھابی) رفعت بیگم کا لحاظ کیے بنا اپنی کہہ کر تن فن کرتی چلی گ ئی

”دعا جب 15 سال کی تھی تو دعا کے بابا کی ایک کار ایکسیڈینڈ میں ڈیتھ ہو گ ئی تھی اس کے بعد گھر کی ساری ذمہ داری دعا کے 22 سالہ بھائی ی فیض پر آ گ ئی تھی فیض نے انٹر کیا ہوا تھا کوئی ی اچھی جاب تو ملنے سے رہی

رفعت بیگم نے اپنی جمع کو نجی لگا کر فیض کو رکشہ دلا دیا فیض رکشہ چلانے میں ہی خوش تھا فیض جو بھی کما کر لاتا ماں کے ہاتھ میں رکھتا کچھ پیسے اپنی ضرورت کے لیے رکھ لیتا فیض اپنی بہن دعا کا بہت خیال رکھتا تھا خود تو اس کو پڑھنے کا شوق نہیں تھا لیکن اپنی بہن کو پڑھانے کا بہت شوق تھا

دعا کو بھی پڑھنے کا شوق تھا جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ پڑھائی ی میں اچھے نمبر لاتی تھی ان کی زندگی بہت اچھی گزر رہی تھی جب ایک دن ان کے محلے میں سمرین اپنے والدین اور ایک بھائی ی کے ساتھ آئی ی پروین بہت ہی چالاک اور چالباز لڑکی تھی لڑکوں کو پھنسانا اس کا بائی یں ہاتھ کا کھیل تھا عاسم کچھ کم نہیں تھا ایسے تو وہ بہت اچھا بنتا لیکن جہاں اکیلی خوبصورت لڑکی دیکھتا وہی اس کی نیت خراب ہو جاتی شراب جوا سگریٹ ہر بری عادت عاسم نے اپنائی ی تھی

سمرین اپنی چھت پر کپڑے سکھا رہی تھی اس کی نظر اپنی چھت سے کچھ دور والی چھت بر پڑی وہاں ایک خوبرو نوجوان کھڑا تھا

وہ بنیان اور ٹاؤ ذر میں ملبوس تھا پروین اوپر سے نیچے تک اس کا ایکسرے کر رہی تھی بادامی رنگت سیاہ بال کسرتی بازوں سیاہ بالوں میں چھپا چوڑا سینا دراز قد پروین وہی اپنا دل ہار بیٹھی

"ہائے کتنا سوہنا مونڈا ہے"

سمرین اپنے دل پر ہاتھ رکھے خود کلامی کر رہی تھی

جب ہی اس لڑکے کی نظر کچھ دور چھت پر کھڑی لڑکی پر پڑی گوری رنگت سیاہ بال جسے اسٹائی ل سے بنایا گیا تھا سرخ کلر کی ہاف آستین کی قمیض سے اس کے گورے ہاتھ جھانکتے خوبصورت لگ رہے تھے ناخون پر سرخ نیل پینٹ لگا تھا جو ہاتھوں کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہا تھا وہ مبہوت سا اسے دیکھتا رہا

"سمرین کہاں رہ گ ئی"

اپنی ماں کی آواز سمرین ہوش میں آئی ی سامنے نظر پڑی تو وہ لڑکا سمرین کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا سمرین بھی اس کی طرف مسکراہٹ اچھالتی نیچے بھاگ گ ئی

فیض نیچے آیا اور اپنی ماں کو سمرین کے گھر رشتہ لے جانے کا کہنے لگا
رفعت بیگم خوشی خوشی راضی ہو گ ئی یں ہر ماں کا خواب ہو تا ہے اپنے بیٹے کو دلہا بنتا دیکھنا تو وہ کیوں نہ مانتیں اپنے پیارے بیٹے کی بات اسی لیے چٹ منگنی پٹ بیاہ ہو گ ئی اور سمرین فیض کی زندگی میں شامل ہو گ ئی

سمرین نے اپنی خوبصورتی اور اپنے شیطانی دماغ کا بھرپور استعمال کیا اور فیض کو پوری طرح اپنے قابوں میں لر لیا فیض کے سامنے تو وہ دعا اور رفعت بیگم سے بہت اچھی طرح پیش آتی اور فیض کے جاتے ہی سارے ادب لحاظ بلائے طاق رکھ دیتی
دعا یا رفعت بیگم سمرین کی بد لحاظی کا کبھی فیض سے کہہ دیتی تو سمرین ایسی بات کھماتی سارا قصور دعا اور رفعت بیگم کا نظر آتا سمرین کے آنے سے رفعت بیگم اور دعا کی زندگی بہت مشکل ہو گ ئی تھی
سمرین نے فیض کے دل میں اتنی بدگمانیاں بھر دی تھی کہ اب وہ اپنی ماں بہن کی ضروت تک پوری کرنا ضروری نہیں سمجھتا تھا
گھر میں جو بھی پیسے آتے سمرین کے پاس ہوتے وہ اپنی مرضی سے گھر کا نظام چلاتی جس میں رفعت بیگم اور دعا کا کوئی ی حصہ نہ ہوتا
دعا نے تھک ہار کے ایک اسکول میں جاب کرلی
شام میں ٹیوشن پڑھاتی تھی وہ جس سے وہ اپنی اور ماں کی ضرورتیں پوری کرتی لیکن اتنی مشکلوں کے باوجود ایک اور ظلم یہ ہوا کہ سمرین کے عیاش بھائی ی کی نظر دعا پر پڑھ گ ئی اب وہ ہر وقت دعا کے آس پاس منڈلاتا رہتا

تھا دعا کو فون کر کر کے تنگ کرتا وہ اسکول جاتی راستہ روک لیتا اس کا لیکن دعا نے حالات کا سامنا کرنا سیکھ لیا تھا وہ ایک مضبوط اور پر اعتماد لڑکی تھی

"انیک بھائی آپ تو بچوں کی طرح کر رہے ہیں" علیزے روم میں داخل ہوئی تو انیک کو بچوں کی طرح ضد کرتے دیکھ ہنسنے لگی

"صبح شام تمھیں یہ کھچڑی کھانی پڑے تو پتا چلے"

انیک نے علیزے کو ہنستے دیکھ کر جل کر کہا

"لائیں مما میں کھلاؤں"

علیزے نے کوثر بیگم سے کھچڑی کی پلیٹ لے لی

"مجھ سے تو کھا نہیں رہا تم سے کھائے گا"

"مما دیکھیں نہ میں کیسے کھلاتی ہوں"

علیزے نے مسکراتے ہوئے کہا

"کھلاؤ میں بھی دیکھوں" کوثر بیگم ایک طرف ہو کر بیٹھ گئیں

"انیک بھائی دیکھیں جہاز آرہا ہے"

علیزے چمچے میں کھچڑی بھر کر چمچ ہوا میں ادھر اُدھر لہرا رہی تھی علیزے کی بات پر انیک منہ کھول کر ہنس دیا اور جب ہی علیزے نے کھچڑی سے بھرا چمچ انیک کے منہ میں ڈال دیا

کوثر بیگم علیزے کی اس حرکت پر حیران رہ گئیں

انیک حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ علیزے کو دیکھ رہا تھا

”کس بات کا بدلہ لے رہی ہو“

انیک نے کھیچڑی بامشکل ہلک سے اتارتے ہوئے کہا

”وہ سارے بدلے لوں گی میں آپ سے جو آپ مجھے اور سعد کو تنگ کرتے ہیں“

علیزے نے پھر سے اچانک سے انیک کے منہ میں کھیچڑی سے بھرا چمچ ڈالتے ہوئے کہا

کوثر بیگم اب باقائی دہ ہنس رہیں تھیں

”علیزے تم اس سے بدلے لو میں ذرا آرام کرلوں تھوڑا“

”جی مما آپ آرام کریں“

علیزے نے مسکراتے ہوئے کہا

”مما نہیں اس کے پاس مجھے چھوڑ کر مت جائی یں مجھ میں تو اتنی ہمت بھی نہیں ہے کہ اس کے شر سے بھاگ سکوں“

انیک نے ماں سے التجا کی

”ارے بیٹا کچھ نہیں ہو گا علیزے تم ساری کھیچڑی کھیلانا اسکو“

کوثر بیگم مسکراتے ہوئے روم سے باہر نکل گ ئی یں

”چلیں بھائی ی جلدی سے آ آ آ کریں“

علیزے نے کھیچڑی کا چمچ دوبارہ بھرتے ہوہ ئے کہا

”تاکہ تم یہ ہوائی ی جہاز میرے منہ میں ڈال......“

انیک آگے کچھ بولتا علیزے نے پھر سے چمچ انیک کے منہ میں ڈال دیا

"چھوڑوں گا نہیں میں تمھیں"

انیک نے کھچڑی ہلک سے اتارتے ہوئے کہا

اسی طرح علیزے نے ساری کھیچڑی انیک کو کھلا کر دوائی ی کھیلا کر سولا دیا

"کیا ہوا میرے پیارے بھائی ی کو"

ذایان کو انیک کی طبیعت کا معلوم ہوا تو آفس سے آتے ہی سیدھا انیک کے روم میں چلا آیا

"کچھ نہیں بھائی ی بخار ہے"

انیک نے آہستہ سے کہا

"کوئی ی نہیں ٹائی یفائی یڈ ہے ان کو"

علیزے نے ذایان کو انیک کی بیماری بتائی

"یار بھائی ی اس چڑیل کو لے جاؤ کب سے میرے سر پر مسلط ہے یہ کھچڑی کھلا کھلا کر اس نے میرے منہ کا ذائقہ خراب کر دیا ہے" انیک نے بچارگی سے کہا

"آہ انیک بھائی ی آپ کتنے برے ہیں میری خدمتوں کا یہ صلہ دے رہے ہیں آپ مجھے" علیزے نے انیک کو آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا

"اچھا اچھا تم دونوں لڑنا بند کرو انیک توں بتا کیا کھائے گا میں ابھی لے کر آتا ہوں"

ذایان نے دونوں کے جھگڑے میں ٹانگ آڑائی ی

"یار بھائی ی ہر چیز تو ڈاکٹر نے کھانے سے منا کیا ہے کیا کھاؤ ں میں"

انیک نے بے ذاری سے کہا

"ہمم تو پھر ہاں کیک سے تو منا نہیں کیا ہو گا نہ چاکلیٹ کیک لاؤ ں تجھے پسند ہے نہ"

ذایان نے انیک کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا

"رہنے دو تم ابھی آفس سے تھکے ہوئے آئے ہو" انیک کو بھائی ی کی تھکن کا خیال آیا

"ارے نہیں یار نہیں تھکا میں ابھی لے کر آتا ہوں کیک"

ذایان نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا

"اس چڑیل کو بھی لے جاؤ بھائی ی"

انیک نے پاس بیٹھی علیزے سے جان چھڑوانی چاہی

"چلو گڑیا آجاؤ گھما کر لاؤ ں"

ذایان نے علیزے سے کہا جو انیک کو گھور رہی تھی

"میں نہیں جا رہی سعد غصہ کریں گے ان سے پوچھے بنا گ ئی تو"

علیزے نے سنجیدگی سے کہا

اور یہ سچ تھا سعد اس کو کہتا تھا وہ جہاں بھی جائے اس کے علم میں ہونا چاہیے سعد کو علیزے کی بہت فکر رہتی تھی

وہ اس کو ایسی جگہ نہیں جانے دیتا جہاں اس کو لگتا تھا کہ وہ جگہ محفوظ نہیں

"اوہ کم اون یار اتنا ڈرتی ہو تم بھائی ی سے کچھ نہیں کہیں گے چلو آجاؤ"

ذایان نے علیزے کا ہاتھ پکڑ کر بیٹ سے کھڑا کر دیا

"ذایان بھائی ی وہ ناراض ہو جائی یں گے مجھ سے "علیزے نے التجا کی

"ارے بھ ئی میں ہوں نہ میں سنبھال لوں گا"

ذایان علیزے کو زبردستی کمرے سے باہر لے آیا

"اچھا میں عبایا پہن کر آتی ہوں"

علیزے نے ہار مان لی

"کیا ہو گیا ہے ابھی آ جائی یں گے ایسے ہی چلو چھوڑو عبائے کو"

ذایان نے جھنجلاتے ہوئے کہا

"ذایان بھائی ی فل پلین ہے آپ کا سعد اور میرے بیچ لڑائی ی کروانے کا"

علیزے نے ذایان کو جھاڑا

"ارے میری گڑیا ایسی کوئی ی بات نہیں جاؤ تم عبایا پہن آؤ"

ذایان نے علیزے کا ڈر سمجھ کر اسے عبایا پہنے بھیج دیا

دونوں گاڑی پر بیٹھ کر کچھ دور ہی چلے تھے کے ان کے پاس ایک کار آ کر رو کی کار کا شیشا نیچے ہوا

دونوں ہی گاڑی دیکھ کر سمجھ گ ئے تھے سعد کی گاڑی ہے علیزے نے تو ذایان کی کمر سے اپنا ماتھا ٹیکا لیا تھا ڈر کے مارے ذایان کی شرٹ بھی ہاتھوں میں دبوچ لی تھی

"کہاں جا رہی ہے یہ سواری"

سعد نے دونوں کو گھورتے ہوئے کہا

"وہ بھائی ی ہم لوگ کیک لینے جا رہے ہیں ابھی آ جائی یں گے"

For more visit (exponovels.com)

ذایان نے جلدی سے جواب دیا

”تم کس کی اجازت سے گھر سے باہر نکلی ہو“ سعد نے آنکھیں چھوٹی کر کے علیزے سے پوچھا

”بھائی ی یہ تو منا کر رہی تھی میں ہی اپنے ساتھ لے آیا آپ اس کو کچھ مت کہیں“

ذایان نے فوراً صفائی دی

”ٹھیک ہے جاؤ جلدی آنا“

سعد نے اجازت دے ہی دی

”او کے بھائی ی“ ذایان بائی یک لے کر آگے نکل گیا سعد بھی گھر کی طرف چلا گی

”مما یہ لیں کیک“

ذایان نے آتے ہی کچن میں کوثر بیگم کو کیک دیے

”یہ کون لایا کیک“

کوثر بیگم نے حیرانگی سے کہا

”میری پیاری مما آپ جب کچن میں روٹیاں بنانے میں مصروف تھیں جب لینے گیا تھا میں“ ذایان نے پوری بات بتائی ی

”ویسے یہ کیک آئی یں کس خوشی میں ہیں“

کوثر بیگم نے وضاحت مانگی

”صبح سے آپ اور آپ کی بیٹی نے میرے بچارے بھائی ی کو کھچڑ ی کھلا کھلا کر اس کا منہ بھی کھچڑ ی جیسا بنا دیا ہے اب میں نے سوچا اس کے لیے کیک لے آؤں تا کہ وہ کیک کھائے تو اس کا منہ کیک جیسا ہو جائے تو تھوڑا پیار بھی آئے گا اس پر کھچڑ ی جیسا منہ دیکھ کر تو الٹی ہی آتی ہے بس“

ذایان نے پوری وضاحت دی اور ہنسنے لگ گیا

”ذایان تمھارا کچھ نہیں ہو سکتا“

کوثر بیگم نے ذایان کے سر پر چپت لگائی ی

”مما آج انیک بھائی ی کے کمرے میں کھانا کھائی یں“

علیزے بھی کچن میں آگ ئی

”کیوں انیک کے کمرے میں کیوں“

کوثر بیگم نے سوالیہ نظروں سے علیزے کو دیکھا

”وہ مما انیک بھائی ی بیمار ہیں وہ روم سے باہر نہیں آسکتے نہ ان کے بنا کھانا کھانا اچھا نہیں لگے گا نا اس لیے ہم ان کے روم میں کھانا کھا لیتے ہیں آج“

علیزے نے کوثر بیگم کو جواب دیا

”جی مما میں بھی آپ سے یہ ہی کہنے آیا تھا“ سعد بھی کچن میں آگیا جو علیزے کی بات سن چکا تھا

”چلو ٹھیک ہے جیسے تم لوگوں کی مرضی“ کوثر بیگم نے بات مان لی

”واہ میری چھوٹی سی بیوی بڑی سمجھدار ہو گ ئی ہے“

سعد نے علیزے کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے کہا

"آؤچ ظالم عورت"

علیزے نے سعد کے پیٹ پے کونی ماری سعد نے کراہ کے ہاتھ ہٹالیا اپنا

کوثر بیگم اور ذایان ان کی نوک جھوک دیکھ کر ہنس دی ئی ے

"چلواب لڑنا بند کرو تم دونوں سب کھانا لگواؤ میرے ساتھ"

کوثر بیگم مسکراتے ہوئے کہا

"او کے مما"

سب نے مل کر کھانا لگایا انیک بہت خوش ہوا کہ اسے اکیلے کھانا نہیں کھانا پڑے گا

سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا

"مما میں انیک کے کمرے میں سوؤں گا آج" ذایان کھانا کھاتے ہی علان کیا

"کیوں تم کیوں سوگے انیک کے پاس"

کوثر بیگم آئی بیرواچکا کر پوچھا

"مما انیک کی طبیعت ٹھیک نہیں نہ اس لیے کہہ رہا ہوں"

ذایان نے بھائی ی کے لیے فکر دیکھائی ی

"انیک تم کیا کہتے ہو سو جائے یہ تمھارے پاس" کوثر بیگم نے انیک سے پوچھا

"جی مما مجھے کوئی ی مس ئی لہ نہیں اچھا ہے میں بور نہیں ہو گا اکیلے"

انیک نے بھی اپنا فائی دہ سوچا

"آپ دونوں ساتھ ہو گے تو اکیلے اکیلے مستیاں کرے گے مجھے بھی سونا ہے آپ لوگوں کے ساتھ"

علیزے نے بھی ضد کی

سعد نے اپنا ماتھا پیٹا کوثر بیگم نے دائی یں بائی یں گردن ہلائی ی جبکہ ذایان اور انیک ہنس رہے تھے

"کیا ہوا آپ لوگ ایسے کیوں کر رہے ہیں"

علیزے نے معصومیت سے پوچھا

"کوئی ی ضرورت نہیں یہاں سونے کی چلو کمرے میں"

سعد نے علیزے کو آنکھیں دیکھائی یں

"نہیں میں یہی سوؤں گی"

علیزے نے ضدی بچے کی طرح کہا

"یہاں ایک بیڈ ہے اس پر یہ دونوں سوئے گے تم کیا واشروم میں سو گی"

سعد نے دانت پیس کر کہا

"میں صوفے پر سو جاؤں گی"

علیزے نے کمرے میں رکھے صوفے کی طرف اشارہ کیا

"افففف علیزے کیا بچپنہ لگا رکھا ہے تم نے چلو سیدھی کمرے میں"

سعد نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا

"بھ ئی مما دیکھیں نہ ان کو"

علیزے نے کوثر بیگم کی طرف دیکھا

"بیٹا سعد سہی کہہ رہا ہے اپنے کمرے میں سونا تم" کوثر بیگم نے بھی سمجھایا

”سو تم یہاں اور اگر میرے بغیر نیند نہیں آئے نہ تو میرے پاس نہیں آنا“

سعد نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا سعد نے علیزے کو اپنے ساتھ سونے کی ایسی عادت ڈال دی تھی کہ علیزے کو نیند ہی نہیں آتی تھی سعد کے بنا

علیزے کافی رات تک ذایان انیک کے ساتھ ہنستی کھیلتی رہی پھر جب سونے کا ٹائم آیا تو علیزے کو سعد یاد آیا لیکن پھر سعد کے الفاظ اس کی سماعتوں میں گونجے تو وہ خاموشی سے صوفے پر لیٹ گئی

بہت کوششوں کے بعد بھی علیزے کو نیند نہیں آئی ذایان انیک بھی سو چکے تھے وہ ہار مانتے دبے پاؤں انیک کے کمرے سے نکل کر اپنے روم آگئی

وہاں سعد بیڈ پر لیٹا سونے کا ڈرامہ کر رہا تھا نیند تو اس کو بھی نہیں آرہی تھی

”یہ تو سو گئے“

علیزے سعد کو دیکھ کر بڑبڑائی

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی سعد کے برابر میں جا کر بیٹھ گئی اور آرام سے اس کا ہاتھ سینے کے اوپر سے اٹھایا

پر سعد نے علیزے کے ہاتھ جھڑک دیئے اور دوسری طرف رخ کر کے لیٹ گیا

”سعد آئی ایم سوری“ علیزے شرمندہ ہوئی

سعد نے کوئی جواب نہیں دیا

”سعد پلیز سوری اب نہیں کروں گی سعد پلیز معاف کر دیں“ علیزے التجا کر رہی تھی

سعد نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا

علیزے اب زبردستی سعد کو سیدھا کرنے کی کوشش کر رہی تھی پر وہ ہو نہیں رہا تھا

”کتنے موٹے ہوگ ئے ہیں آپ“علیزے نے چڑ کر کہا

”کیا میں موٹا ہو گیا ہوں“

سعد کو صدمہ ہی ہو گیا

For more visit (exponovels.com)

علیزے نے اسی بات کا فائدہ اٹھایا اور جلدی سے سعد نے سینے سے ہاتھ اٹھایا اور جلدی سے سعد کے سینے پر سر رکھ ہاتھ اس کے گرد پھیلا کر لیٹ گئی کیوں کہ سعد سیدھا ہو گیا تھا

"سعد سوری اب نہیں کروں گی میں"

علیزے نے دوبارہ معافی مانگی

"چلو اس دفع بخش دیتا ہوں اگلی دفع نہیں بخشوں گا"

سعد نے بھی علیزے کو اپنے حصار میں لے کر خود سے قریب کیا پھر دونوں پر نیند کی دیوی مہربان ہو گئی

علیزے کالج گئی تو ردا نے باتوں باتوں میں جھجکتے ہوئے علیزے سے پوچھا

"وہ علیزے تمھارے بھائی کی طبیعت اب کیسی ہے"

"وہ اب کچھ بہتر ہیں"

علیزے نے سادہ سا جواب دیا

ردا مسکرا کر رہ گئی

کچھ دنوں بعد انیک اب کچھ بہتر ہو گیا تھا سب نے ساتھ بیٹھ کر مووی دیکھنے کا پروگرام بنایا رات کو گڑیا جن شیطان سب مل کر مووی دیکھ رہے تھے

آدھی مووی ہوئی تھی علیزے کو نیند آنے لگی

"بھائی میں تو سونے جا رہی ہوں مجھے نیند آ رہی ہے" علیزے نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا

"گڑیا ابھی مووی کا اینڈ نہیں ہوا بیٹھو"

ذایان نے علیزے کو بیٹھانا چاہا

"بھائی ی پلیز مجھے نیند آ رہی ہے آپ سعد کو بیٹھا لیں"

سعد جو علیزے کے پیچھے جانے کے چکر میں تھا اب علیزے کی بات پر خود پر ضبط کر تا رہ گیا

علیزے روم میں چلی گ ئی روم میں جا کر سعد کی بے چینی کا سوچ سوچ کر ہنسنے لگی

سعد باہر بیٹھا سچ میں بے چین ہو رہا وہ یہ وقت علیزے کے ساتھ کمرے میں گزار تا تھا

"مجھے بھی نیند آ رہی ہے میں سونے جا رہا ہوں" سعد سے رہا نہیں گیا تو صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا

"نہیں نہیں بھائی ی آپ نہیں جا سکتے علیزے بھی چلی گ ئی"

انیک نے سعد کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ بیٹھا دیا

"ویسے آپ نے اپنی بیٹی کو باپ کے بنا نہ سونے کی عادت نہیں ڈالی"

ذایان نے سر گوشی میں کہا

سعد نے گھور کر اپنے دائی یں بائی یں بیٹھے شیطانوں کو دیکھا

"بکواس بند کرو تم لوگ مجھے نیند آ رہی ہے جانے دو"

ذایان انیک نے مضبوطی سے سعد کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے نہیں آپ نہیں جا سکتے

"کیوں بھ ئی کیوں نہیں جا سکتا"

"آپ کو ہم سے پیچھا چھڑوانے کے لیے ہمیں باہر کھانا کھلانے کا وعدہ کرنا پڑے گا"

ذایان نے سعد کو چھوڑنے کا معاوضہ مانگ لیا

"باہر کھانا کس خوشی میں"

سعد نے ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا

"آپ نے ہمیں شادی کی ٹریٹ نہیں دی نہ اس لیے" انیک نے جواب دیا

"بھوکوں کھلا دوں گا چھوڑو اب مجھے"

سعد نے برا سا منہ بنا کر کہا

ذایان انیک نے ہنستے ہنستے سعد کو چھوڑ دیا

سعد کمرے میں آیا تو علیزے کو سوتا پایا سعد جانتا تھا ناٹک کر رہی ہے سعد نے اس کو آواز دی

"علیزے"

کوئی ی جواب نہیں آیا

"علیزے مجھے معلوم ہے تم جاگ رہی ہو"

سعد نے دوبارہ کہا

اب بھی کوئی ی جواب نہیں آیا

سعد بیڈ پر آیا اور علیزے کے بلکل برابر میں لیٹ گیا سعد نے ایک ہاتھ علیزے کی کمر میں حمائی ل کیا تو علیزے کھکھلاتی ہوئی ی سیدھی ہو گ ئی سعد نے علیزے کی آنکھوں میں جھانکا دونوں کی نظریں ملیں

لیکن علیزے شرم کے مارے نظریں جھکا گ ئی جبکہ سعد کی نظریں ابھی بھی علیزے کے خوبصورت مکھڑے پر تھیں

"تم مجھے ان دو شیطانوں کے پاس کیوں چھوڑ کر آئی یں تھیں"

سعد نے علیزے کے چہرے پر آئی ی لٹ اپنی انگلی سے پیچھے کرتے ہوئے پوچھا

"میں کب چھوڑ کے آئی ی"

علیزے انجان بنی سعد کی آنکھوں میں ابھی بھی نہیں دیکھا تھا

نازک سی علیزے سعد کے لمبے چوڑے وجود میں چھپ چھپ سی گ ئی تھی

"اچھا تو تم نے کب کیا چلو کوئی ی بات نہیں تمھیں یاد نہیں تو کیا ہوا مجھے تو یاد ہے اب میں تمھیں سزا دوں گا"

سعد نے علیزے کے لبو پر انگھوٹا پھیرتے ہوئے کہا

"کیا آپ مجھے سزا دیں گے"

علیزے نے آنکھیں بڑی کر کے پوچھا

ہمم بلکل سزا دوں گا تمھیں"

سعد نے معنی خیزی سے کہا

"آپ مجھے روم سے نکال دیں گے"

علیزے بچاری ابھی بھی سعد کی سزا نہیں سمجھی

"نہیں آج ایک ن ئی سزا ہے تمھارے لیے تمھیں یہ سزا ہمیشہ یاد رہے گی"

علیزے نے کچھ بولنے کے لیے لب وا ہی کیے تھے کہ سعد اس کے لبوں پر جھک گیا

علیزے مچھلی کی طرح تڑپنے لگی سعد کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کو خود سے دور کرنے کی کوشش کرتی رہی لیکن

سعد کو اس معصوم پر ترس نہیں آیا وہ اپنی پیاس بھو جا رہا تھا

سعد جب ہٹا تو علیزے نے ذور سے سعد کو دھکا دیا سعد بیڈ پر گر گیا علیزے اٹھ کر بیٹھ گ ئی اور لمبی لمبی سانسیں لینے لگی

سعد بیڈ پر لیٹا علیزے کی حالت دیکھ کر مسلسل قہقے لگا رہا تھا

”آ آپ بہ بہت گندے ہیں بے شرم چھیچھورے کہی کے“

علیزے منہ بنا کر رخ موڑ کر بیٹھ گ ئی

”میں تمہارا شوہر ہوں میں نے کچھ غلط تو نہیں کیا“

سعد نے معصومیت سے کہا

”مجھے بات نہیں کرنی آپ سے“

علیزے ابھی بھی سعد کی طرف پشت کر کے بیٹھی تھی

سعد نے اس کا ایک بازوں کھینچا وہ نازک سی لڑکی اس کے سینے سے آ لگی

”آؤ چ سعد آپ میرا ہاتھ توڑ دیں گے ایک دن اتنی زور سے کھینچتے ہیں“

علیزے نے سعد کے سینے سے سر اٹھا کر کہا

”تو تم سیدھی طرح میرے پاس آجایا کرو نہ اور ہاتھ ٹوٹ بھی گیا تو کیا ہوا میں چائی نا کا لگوا دوں گا“

”مطلب آپ کا پورا ارادہ ہے میرا ہاتھ توڑنے کا“

”ارے نہیں میرے جان مزاق کر رہا تھا چلو اب رات بہت ہو گ ئی ہے سو جاتے ہیں“

سعد نے علیزے کو خود میں سمیٹتے ہوئے کہا

”آپ کی چھیچھورپائی ی ختم ہو گی تو سوئے گے نہ“

علیزے کو سعد کی کچھ دیر والی حرکت پھر یاد آ گ ئی

”کیسی بیوی ہو شوہر کی محبت کو چھیچھورپائی ی کا نام دیتی ہو“

سعد نے دکھ سے کہا

”آپ کی محبت معلوم ہے مجھے یہاں مت جاؤ وہاں مت جاؤایسے مت کرو ویسے مت کرو اور موبائل بھی نہیں دلاتے مجھے ردا بیچاری مجھ سے بات کرنے کے لیے تڑپتی رہتی ہے“

علیزے سیدھے ہو کر لیٹے گ ئی اب اس کا سر سعد کے ہاتھ پر تھا

”مجھے نہیں معلوم تھا میر ی بیوی کو مجھ سے اتنی شکایتیں ہیں میر ی جان میں جو بھی کرتا ہوں تمھاری بھلائی ی کے لیے کرتا ہوں تم بہت معصوم ہو تمھیں اس دنیا کا نہیں پتا بہت بر ی ہے یہ دنیا میں باہر رہتا ہوں مجھے معلوم ہے“

سعد نے علیزے کی طرف کروٹ لے کر نرمی سے کہا

”مجھے کچھ نہیں ہو گا آپ کیوں سوچتے ہیں اتنا“

علیزے نے سعد کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا

”بس پتا نہیں کیوں مجھے ڈر لگتا ہے کہی تم مجھ سے دور نہ ہو جاؤ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں“ سعد نے محبت دیکھائی ی

”یہ بات تو میں جانتی ہوں لیکن یہ محبت کب اور کیسے ہوئی ی یہ آج تک سمجھ نہیں آیا“ مجھے “علیزے نے دلچسپی سے پوچھا

”ابھی نیند آرہی ہے مجھے پھر کسی اور دن بتاؤ ں گا“

سعد نے علیزے خود میں چھپاتے ہوئے کہا

”ہمم“ علیزے بھی خاموشی سے آنکھیں موند گ ئی

”وہ بھی چلیں گ ئے تم بھی موبائل میں لگے ہو میں اکیلا کیا کروں“

انیک نے ذایان کو موبائل پر چیٹینگ کرتے ہوئے دیکھا تو اداسی سے کہا

"ارے چھوٹے تیری بھابی سے بات کر رہا ہوں یار اس کو بھروسہ ہی نہیں ہو رہا مجھ پر اور مجھ سے رہا نہیں جا رہا اس کے بغیر"

ذایان نے افسردگی سے کہا

"تو کیا تم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تم اس لڑکی سے ہی شادی کرو گے"

انیک نے سوالیہ نظروں سے ذایان کو دیکھا

"ہاں کر لیا ہے مجھے بہت محبت ہے اس سے اتنی کے میں بتا نہیں سکتا"

ذایان نے محبت پاش لہجے میں کہا

"بھائی ی کیا وہ لڑکی سچ میں اچھی ہو گی جو اپنے گھر والوں سے چھپ کر ایک نامحرم سے موبائل پر محبت کے دعوے کرتی ہے" انیک نے کی تو سمجھداری کی بات تھی لیکن ذایان کو بہت بری لگی

"انیک خبر دار جو اس کے کردار کے بارے میں تم نے ایک لفظ بھی کہا"

"چار مہینے ہو گ ئے ہیں مجھے اس سے بات کرتے ہوئے میں جانتا ہوں کسی کو جاننے کے لیے یہ وقت کم ہے لیکن میں اس کو جتنا جان چکا ہوں میرے لیے وہی بہت ہے"

ذایان نے سنجیدگی سے کہا

ماحول میں خاموشی چھا گ ئی تھی انیک شرمندہ ہوا تھا کہ شاید اس نے کچھ غلط کہہ دیا

ذایان خاموشی سے نظریں جھکائے بیٹھا تھا

"سوری ذایان مجھے نہیں معلوم تھا تم اتنے سیریس ہو اس کے لیے سوری"

انیک نے شرمندگی سے کہا

"کوئی ی بات نہیں بس دعا کے بارے میں کچھ غ...."

"اووووہ تو دعا نام ہے بھابی کا"

انیک نے ذایان کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی کاٹ دی

"ہمم دعا نام ہے وہ میری دعا ہے سیدھی سادھی سی مجھ سے بلکل الٹ وہ زیادہ بولتی بھی نہیں اور مزاق کرنا تو اس کو آتا ہی نہیں میرا مذاق بھی بڑی مشکل سے سمجھ پاتی ہے اسی کا فائدہ اٹھا کر میں کتنی بار اسے ڈرا چکا ہوں میں اس کو کہتا ہوں تم مجھے نہ ملی میں اٹھا کر لے جاؤں گا تمھیں اور وہ ڈر جاتی ہے پھر کہتی ہے آپ ایسے کریں گے میں آپ سے بات نہیں کروں گی جب میں اسے بتاتا ہوں مزاق کر رہا ہوں تو ناراض ہونے کے بجائے خود بھی ہنسنے لگ جاتی ہے"

ذایان نے انیک کی طرف دیکھ کر آخری بات کہی تو ایک دم سے چپ ہو گیا

انیک ہاتھ پر ٹھوڑی رکھ کر ذایان کی محبت کی داستان سن رہا تھا

ذایان اپنے ہی خیال میں بنا روکے انیک کو محبت کی داستان سنا رہا تھا

"اور بتاؤ چپ کیوں ہو گئے ہو"

انیک کے دل میں اپنے دیوانے بھائی ی کا

حالِ دل جاننے کی خواہش جاگی

”توں میرا مذاق اڑا رہا ہے“

ذایان نے انیک کو آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا

”نہیں بھائی ی میں سچ میں جاننا چاہتا ہوں اس لڑکی میں کیا ہے جو میرا بھائی ی اس کے لیے یوں دیوانہ ہو گیا ہے“

انیک نے مسکراتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

”ٹھیک تو سنو وہ دوسری لڑکیوں کی طرح نہیں ہے جو ہر وقت اپنی تعریف سننا پسند کرتی ہیں میں کبھی اس کی تعریف کرتا ہوں تو بس تھینکیو کہتی ہے اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش نہیں کرتی وہ ہمیشہ یہ ہی کہتی ہے میں عام سی لڑکی ہو کچھ خاص نہیں مجھ میں اور میں کبھی اس کو دیکھنے کا کہتا ہوں تو صاف منا کر دیتی ہے اتنے ماڈرن دور میں بھی اس نے عام سا موبائل رکھا ہوا میں کہتا ہوں اچھا والا لے لو تو کہتی ہے میری ضرورت اسی موبائل سے پوری ہو جاتی ہے مجھے کسی کو دیکھانا تھوڑی ہے ضرورت پوری کرنی ہے کبھی میں اس کو بیلنس ڈلوانے کی کہتا ہوں تو صاف منا کر دیتی ہے کہتی ہے آپ پر اور آپ کے پیسوں پر میرا کوئی ی حق نہیں کبھی میں ڈلوا بھی دیتا ہوں تو دو دن تک مجھ سے بات نہیں کرتی اور بیلنس بھی واپس کر دیتی ہے آج تک اس نے مجھ سے محبت کا اظہار نہیں کیا مجھ سے کہتی ہے جب میں آپ کے ساتھ کسی مضبوط رشتے میں بندھ جاؤں گی تو ہی محبت کا اظہار کروں گی اور اب میں اس کے پیچھے لگا ہوں مجھے گھر کا ایڈریس دو میں رشتہ بھیجوں گا تو بتا نہیں رہی ایڈریس بس اس کو ڈر ہے کہ کہی کسی کو پتا چل گیا تو کیا ہو گا میں کہہ رہا ہوں میں کسی کو کچھ پتا چلنے نہیں دوں گا ہم پہلے سے

ایک دوسرے کو جانتے ہیں یہ بھی نہیں بتاؤں گا کسی کو بٹ وہ بہت ڈر رہی ہے اب میں کیا کروں سمجھ نہیں آرہا"

ذایان نے لمبی سانس بھری

"ذایان تم ایسا کیوں نہیں کرتے تم اس کو ایک دفع گڑیا سے ملوادو اور اس کو کہو تم میری بھابی سے مل لو ایک بار تمھیں میری بات پر یقین نہیں تو وہ ہمارے گھر کی کسی لڑکی سے ملے گی تو شاید اس کو تمھاری محبت پر یقین آجائے"

انیک نے ذایان کو مشورہ دیا جو ذایان کو پسند بھی آیا

"ٹھیک ہے میں اس کو مناؤں پہلے پھر گڑیا سے بات کروں گا"

ذایان نے خوش ہوتے ہوئے کہا

"ویسے ذایان تم نے دعا بھابی کو دیکھا نہیں ہے اگر وہ کالی سی موٹی سی بھینس جیسی ہوئی تو"

انیک نے ذایان کو چھیڑا

"چپ ہو جا کمینے میں جانتا ہوں میری دعا بہت خوبصورت ہو گی اور اگر وہ خوبصورت نہ بھی ہو تو میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ خوب سیرت ضرور ہے"

ذایان نے دعا کی دل سے تعریف کی

"اوکے اب میں سونے جارہا ہوں گڈ نائٹ"

انیک نے جمائی لیتے ہوئے کہا

"اوکے میں بھی روم میں جارہا ہوں گڈ نائٹ" ذایان بھی روم میں چلا گیا

”علیزے اٹھو تمھیں کالج نہیں جانا کیا“

آج الٹا ہو گیا تھا آج چڑا اپنی چڑیا کو اٹھا رہا تھا جو رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے اٹھنے کا نام نہیں لے رہی تھی

”ہم سونے دیں نہ“

علیزے نے کسمساتے ہوئے کہا

”او کے سو تم چھوڑ کر چلا جاؤں گا بیٹھی رہنا پھر پورے دن گھر میں“

سعد نے خفگی سے کہا اور روم سے باہر نکل گیا

”جن کہی کے“علیزے بڑبڑاتی ہوئی ی اٹھ گ ئی

سب ناشتے پر آ چکے تھے سوائے علیزے کے

”بیٹا سعد علیزے کہاں ہے“

کوثر بیگم کو علیزے کی غیر موجودگی کا احساس ہوا

”وہ.........“

”سعععععععععد سعععععععععد“

سعد نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے تھے کہ علیزے کی کان کے پردے پھاڑ دینے والی آوازیں آنے لگی

”اسے کیا ہوا“

ذایان نے کمرے کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

”میں دیکھتا ہوں“

سعد جلدی سے کمرے کی طرف بھاگا ذایان انیک کوثر بیگم بھی اس کے پیچھے بھاگے

لیکن کمرے میں کوئی ی موجود نہیں تھا

"سعععععد سعععد مما پلیز میری مدد کریں" چیخوں کی آواز واشروم سے آرہی تھی

"علیزے کیا ہوا ہے کیوں شور کررہی ہو"

سعد واشروم کے گیٹ کے باہر کھڑے ہو کر پوچھا

"یہاں وہ ہے سعد"

علیزے نے ڈری ڈری سی آواز میں کہا

"کون ہے اندر مجھے بتاؤ"

سعد نے پریشانی سے پوچھا

"یہاں کیا کھڑے ہو تم اندر جا کر دیکھو کون ہے ساری معلومات یہی سے لے لو گے میری بچی ہلکان ہو رہی ہے چیخ چیخ کر"

کوثر بیگم نے علیزے کی فکر میں گلتے ہوئے کہا

"مما آپ چلیں جائی یں"

سعد نے واشروم کے دروازے سے ہٹتے ہوئے کہا

ذایان انیک کے دبے دبے قہقے نکلے

سعد کے ماتھے پر بل پڑگ ئے

"بے غیر توں نکلوں میرے روم سے"

For more visit (exponovels.com)

سعد نے دانت پیس کر کہا

دونوں اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے کمرے سے نکل گ ئے

"اب تم کیا لڑکیوں کی طرح شرما رہے ہو جا کر دیکھو اندر کوئی ی جانور ہوا تو اس سے تو تم ہی نیپٹ سکتے ہو میں تھوڑی"

کوثر بیگم نے سعد کو لتاڑا

سعد نے سر جھٹکا اور واشروم کے دروازے کا لاک کھولا تو وہ کھل گیا

وہ اندر گیا علیزے واش بیسن کی دیوار کے ساتھ چپکی چلا رہی تھی گھیلے بال اس کی پشت پر جھول رہے

وہ خود کو ٹاول سے چھپائی ی ہوئی ی تھی وہ ٹاول کافی بڑا تھا علیزے کے گھٹنوں سے تھوڑا نیچے تک آرہا تھا

سعد اوپر سے نیچے تک علیزے کا معائی نہ کر رہا تھا

علیزے سعد کی موجودگی سے لاعلم تھی وہ ابھی بھی دیوار سے چپکی کھڑی سعد کو پکار رہی تھی

"علیزے" سعد نے نرمی سے کہا

علیزے نے ہلکی سی گردن موڑ کے دیکھا سعد کو اپنے پیچھے کھڑے دیکھ کر علیزے کی جان میں جان آئی ی

علیزے سعد کی طرف لپکی

"سعد وہ وہ چھپکلی میرے کپڑوں پر"

علیزے آگے کچھ بولتی لیکن سعد کی نظروں کو خود کا معائی نہ کرتا دیکھ کر علیزے کو شرم نے آگھیرا وہ دوبارہ روخ موڑ کر ٹاول کو مضبوطی سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں بھینچ کر کھڑی ہو گ ئی

”ویسے تمھارے اتنے شور سے وہ چھپکلی بھی ڈر کر بھاگ گ ئی ہو گی“

سعد نے علیزے کندھے پر ٹھوڑی ٹکاتے ہوئے کہا

”سعد بیٹا کیا ہوا کیوں چیخ رہی تھی میری بچی“

کوثر بیگم نے باہر سے ہی آواز لگائی ی

”کچھ نہیں مما چھپکلی تھی میں نے بھاگا دیا آپ جائی یں“

سعد نے وہی سے ہانک لگائی ی

کوثر بیگم شکر کرتی روم سے باہر نکل گ ئی یں

”آ آپ بھ بھی جا جائی یں آ آپ کیوں کھ کھڑے ہیں“

علیزے نے اپنی روکی ہوئی ی سانس بحال کرتے ہوئے ہکلاتے ہو ہئے کہا

”دل نہیں کر رہا میر ا“ سعد نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر دائی یں بائی یں رکھے

”پلیز“ علیزے نے التجا کی

سعد نے نرمی سے علیزے کا رخ اپنی طرف کیا

علیزے سر جھکائے کھڑی تھی اس کے گھیلے بالوں کی لٹیں اس کا چہرا چھپائی ی ہوئی یں تھیں

سعد نے شہادت کی انگلی علیزے کی ٹھوڑی پر رکھ کر اس کا چہرا اوپر کیا علیزے کے سارے بال سمیٹ کر پیچھے کیے علیزے کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی یں تھیں

سعد کو اس کا نکھرا نکھرا گلابی چہرا شرارت کرنے پر اکسا رہا تھا

"پلیز جائی یں" علیزے نے ہمت کر کے اپنے کپکپاتے لبوں سے الفاظ ادا کیے

"تمھاری وجہ سے میں آج لیٹ ہو گیا آفس کے لیے اب سزا تو بنتی ہے نہ"

سعد نے علیزے پر بم پھوڑا

سزا کا سن کر علیزے کو رات والی سزا یاد آگ ئی علیزے نے نظریں اٹھا کر دیکھا سعد کی نظریں اسی کا طواف کر رہی تھیں علیزے نے واپس نظریں جھکا لیں

سعد اس پر آہستہ آہستہ جھک رہا تھا علیزے پیچھے ہوتی جا رہی تھی لیکن پیچھے دیوار تھی وہ اسی سے چپک گ ئی

"کیوں شور کیا میں نے اتنا یہ تو جان ہی نہیں چھوڑ رہے ڈھیٹ بن گ ئے ہیں کیا کروں اب میں" علیزے اپنی سوچوں میں گھم تھی تب ہی اسے اپنے ہونٹوں پر سعد کے نرم لمس کا احساس ہوا اور وہ آنکھیں میچ گ ئی

"کیا ہوا مما میری گڑیا کو" ذایان نے پوچھا

"کچھ نھیں چھپکلی سے ڈر گ ئی"

کوثر بیگم نے جواب دیا

"اوہ اچھا"

"تم دونوں کو جانا نہیں ہے جاؤ کتنی دیر ہو گ ئی ہے آج تم دونوں کو"

کوثر بیگم نے دونوں کو دیکھتے ہوئے خفگی سے کہا

"جی مما جا رہے ہیں بس" دونوں نے ساتھ کہا

"ہمم" کوثر بیگم کچن میں چلی گ ئی

"بھائی ی آؤ لیلہ مجنوں کی خبر لیں"

انیک نے ذایان کے کان میں سرگوشی کی

"ہم چلو" دونوں دبے پاؤں سعد کے کمرے میں داخل ہوگئے

پورے کمرے میں نظر دوڑائی نہ سعد نظر آیا نہ علیزے دونوں نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھا

زور سے آواز لگائی ی

”سارا رومینس واشروم میں ہی کر لو گے کیا“ دونوں کہتے ہی زور زور سے ہنستے ہوئے روم سے بھاگ گ ئے

”روکو تم دونوں ابھی بتاتی ہوں بے شرموں شرم نہیں آتی تم دونوں کو“

ان کی آواز اور قہقے سن کر کوثر بیگم کچن سے آگ ئی یں تھیں

سعد بھی اپنے ہوش میں آیا تھا اور ایک دم سیدھا ہوا تھا

”یہ بے غیرت کبھی نہیں سدھریں گے“

سعد بڑبڑاتا ہوا ان کی خبر لینے کے ارادے سے واشروم سے باہر آیا تھا لیکن وہ دونوں بھاگ چکے تھے کوثر بیگم کی صلوتوں نے ان دونوں کا دور تک پیچھا کیا تھا

سعد کے واشروم سے نکلتے ہی علیزے نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا وہی دروازے سے ٹک کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگی

”ارے یار آج تو کچھ زیادہ ہی لیٹ ہو گیا“

سعد نے دیوار گیر گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا جو دس بجا رہی تھی

”علیزے میں آفس جا رہا ہوں دس بج رہے ہیں تم چھٹی کر لو آج کالج کی“

سعد کمرے سے باہر نکلا کوثر بیگم کو خدا حافظ کیا اور گھر سے نکل گیا

”ارے یار آج علیزے کیوں نہیں آئی ی میں تو اکیلے بور ہو جاؤں گی ردا آج کالج آ کر پشتا رہی تھیں بدتمیز کہی کی نہیں آنا تھا تو مجھے بتا دیتی سعد بھائی ی کے نمبر سے کال کر کے اب چھٹی میں جاوٴں گی اس کے گھر بتاؤں گی پھر میں اسے“

ردا خود سے ہی باتیں کر رہی تھی کینٹین میں بیٹھی

علیزے نے واشروم کے دروازے سے باہر جھانکا تو کمرا خالی تھا علیزے جلدی سے باہر آئی ی وہ ابھی بھی ٹاول میں ہی تھی اس نے الماری سے کپڑے نکالے اور واشروم میں گھس گ ئی

”دعا بے بی آج جلدی چھٹی ہو گ ئی تمھاری“ اسکول سے عاسم آج بھی راستے میں کھڑا دعا کے ضبط کا امتحان لے رہا تھا

”دیکھو پلیز میرا راستہ چھوڑ دو میرے سر میں شدید درد ہے میں اسی لیے آج جلدی چھٹی لے کر آئی ی ہوں“

دعا نے تھکے تھکے سے انداز میں کہا

”اوہ میری بے بی کی طبیعت ٹھیک نہیں آؤ دوائی دلا کر لاؤں تمھیں“

عاسم مصنوعی محبت دیکھائی ی

”پلیز مجھے تنگ مت کرو جانے دو“

دعا اس کو جھڑکا اور ایک سائیڈ سے نکل گ ئی

”بھاگ لو جتنا بھاگنا ہے تمھیں آنا تو میرے پاس ہی ہے نہ ایک دن“

شیطانی مسکراہٹ نے عاسم کے چہرے کا احاطہ کیا

دعا جا چکی تھی گھر پہنچ کر وہ اپنے روم میں جا کر کر لیٹ گ ئی ساری رات وہ ذایان کے بارے میں سوچتی رہی تھی

کیا سچ میں ذایان اس سے سچی محبت کرتا ہے یا وہ عاسم جیسا ہی ہے دعا ایک لڑکی تھی ذایان نے چاہے کتنے ہی محبت کے دعوے کیے ہو پر دعا کا ڈر نہیں نکلتا تھا اس کی بھابی ویسے بھی اس کی خبر گیری کرتی رہتی تھی کہ دعا کوئی ی غلطی کرے اور وہ اس کو اپنے نکمے اوباش بھائی ی کے ساتھ رخصت کر دے فیض کو تو اس نے ویسے بھی ماں بہن کے خلاف کر دیا تھا

دعا کی ماں بس اپنی بیٹی کے اچھے نصیب کی دعا ہی کرتی رہتی تھیں

”علیزے کی بچی تم کتنی بد تمیز ہو میں بچاری آج پورا دن کالج میں اکیلی خوار ہوتی رہی تمھیں نہیں آنا تھا تو مجھے بتا دیتی آج پورا دن اتنا برا گزرا میرا“

ردا علیزے سے خوب حساب لے رہی تھی

”اچھا نہ یار سوری آج آنکھ دیر سے کھلی تھی میری تو اس لیے نہیں آ سکی“

علیزے نے معزرت کرتے ہوئے کہا

”کیوں سعد بھائی ی نے تمھیں ساری رات سونے نہیں دیا کیا“

ردا نے علیزے کو معنی خیزی سے دیکھا

کل رات اور آج صبح والا سعد کا روپ سوچ کر علیزے کے گالوں پر لالی در آئی ی

”ارے تم تو بلش کر رہی ہو مطلب کچھ بات ضرور ہے“ ردا نے اندازہ لگایا

”کوئی ی بات نہیں تم اپنی بکواس بند کرو رات ہم سب مل کر کر مووی دیکھ رہے تھے تو لیٹ سوئے تھے بس اسی لیے صبح نہیں اٹھ پائی ی“علیزے نے وضاحت دی

”ویسے یہ وضاحت مجھے ہضم نہیں ہو رہی“ ردا نے علیزے کو گھورتے ہوئے کہا

”تو ہاجمولا کھالو ہضم ہو جائے گی“

علیزے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

”بچیوں آجاؤ کھانا کھالو“

کوثر بیگم کی آواز پر دونوں ہی کھانا کھانے کے لیے آگ ئی یں

ابھی وہ تینوں کھانا کھانے بیٹھی تھی کہ ڈور بیل بجی

”کون آگیا اس وقت“ کوثر بیگم بڑبڑائی ی

”مما میں دیکھتی ہوں“

علیزے کرسی پیچھے کرتی کھڑی ہو گ ئی

دروازہ کھولا تو سامنے انیک کھڑا تھا

”اَلسلامُ عَلَیکُم انیک بھائی ی“

”وَعَلَیکُم السَّلام میری گڑیا مما کہاں ہیں“

”وہ وہاں کھانا کھا رہی ہیں آپ بھی آجائی یں ہم ابھی بیٹھے تھے کھانا کھانے“

علیزے نے انیک کے ہمقدم چلتے ہوئے کہا

”ہممم فریش ہو کر آ......“

انیک سامنے کھانے کی میز پر بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر چونک گیا یہ لڑکی کون ہے انیک نے حیرانگی سے پوچھا

"یہ میری دوست ہے ردا میں کالج نہیں گ ئی تھی آج تو وہ مجھ سے ملنے گھر ہی آگ ئی"علیزے نے خوش ہوتے ہوئے کہا

"ہمم" انیک اتنا ہی کہہ سکا

"اَلسَلامُ عَلَيْكُم مما"

"وَعَلَيْكُم السَّلَام بیٹا تم آج جلدی آگ ئے"

کوثر بیگم نے فکر سے پوچھا

"جی مما ایکزیم ہونے والے ہیں تو کلاسس اوف ہو گ ئی ہیں"

انیک نے ردا کو بلکل ہی نظر انداز کر دیا تھا

لیکن ردا کے چہرے کی خوشی اور آنکھوں کی چمک انیک نظر انداز نہیں کر سکا انیک کا سخت قسم کا موڈ خراب ہوا تھا

ردا دل سے خوش ہوئی ی تھی انیک کو دیکھ کر اس کا بس چلتا تو وہ انیک کو اپنے سامنے بیٹھا کر خوب باتیں کرتی پر انیک اس کی طرف دیکھتا بھی نیں تھا

"مما میں روم جا کر سوؤں گا پلیز مجھے ڈسٹرب نہیں کریے گا"

انیک کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا

"میں نے اس لڑکے کو کہا بھی تھا ابھی بیماری سے اٹھے ہو تھوڑے دن بعد جانا یونیورسٹی پر سنی نہیں میری اب دیکھوں کچھ گھنٹوں میں ہی نڈھال ہو گیا"

کوثر بیگم نے افسوس سے کہا

"آنٹی آپ پریشان نہیں ہو ٹھیک ہو جائی یں گے وہ" ردا نے کوثر بیگم کو حوصلہ دیا

"ہمم کھانا کھاؤ"

اب سب ہی کھانا کھانے میں مصروف ہو گ ئے تھے

"آخر اس لڑکی کا مس ئی لہ کیا ہے کیوں مجھے دیکھتی رہتی ہے امیر زادی ہے نہ آخر تو اس کو تو ہونا ہی ہے ایسا ان کو تو شوق ہوتا لڑکوں کو اپنے آگے پیچھے گھومانے کا لیکن یہ کیا سوچتی ہے میں اس کی خوبصورتی اور دولت پر فدا ہو کر اس کے آ کے پیچھے گھوموں گا نا ممکن"

انیک ٹھنڈے شاور کے نیچے کھڑا اپنی سوچوں میں ردا کی محبت کو بے شرمی کا نام دے رہا تھا

"تم ایسے کیوں ہو اتنی محبت کرتی ہوں میں تم سے تم ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے میری طرف انیک پلیز میں تھک گ ئی ہوں اکیلے رہ رہ کر مجھے آپ کا ساتھ چاہیے آپ کا پیار چاہیے"

ردا اپنے بڑے سے بیڈ پر لیٹی انیک کی بے رخی کا ماتم منا رہی تھی

"جانِ من ناراض ہو مجھ سے"

سعد جب سے آفس سے آیا تھا علیزے سیدھے منہ بات نہیں کر رہی تھی اس سے اب وہ دونوں رات کو روم میں تھے تو سعد کو موقع ملا تھا اسے منانے کا

"آپ بہت برے ہیں مجھے آپ سے بات نہیں کرنی"

سمجھے علیزے نے انگلی اٹھا کر سعد کو وارن کیا

”ہائے تمھارے یہ روئی ی جیسے گال مجھے بہت پسند ہیں غصے میں اور پھول جاتے ہیں یہ“ سعد نے علیزے کے پھولے ہوئے گالوں کو ہاتھ کی چٹکیوں میں لیتے ہوئے کہا

”ہٹیں پیچھے چھیچھورے کہی کے“

علیزے نے سعد کے دونوں ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا

”ارے میری جان تم پھر سے مجھے مجبور کر رہی ہو کوئی ی شرارت کرنے پر“

سعد نے معنی خیزی سے کہا

”آپ نے کچھ کیا نہ میں روم سے باہر چلی جاؤں گی“

”اور میں جانے دوں گا تمھیں جانِ من“

سعد آج پھر علیزے کو زچ کرنے پر تھا

”مجھے نیند آرہی ہے سو رہی ہوں میں“

علیزے کو کچھ سمجھ نہ آیا تو نیند کا بہانا بنالیا اور بیڈ پر سعد کی طرف پشت کر کے لیٹ گ ئی

”ہمم سوتے ہیں“

سعد نے سائیڈ لیمپ اوف کیا پھر علیزے سے چپک کر لیٹ گیا

”سعد پیچھے ہو کیا کر رہے ہیں“

علیزے نے سعد کو پیچھے کرنا چاہا پر اس پہاڑ کو نہ اپنی جگہ سے ہلنا تھا نہ ہلا

”سعد آپ کبھی کبھی ضدی بچوں کی طرح کرتے ہیں“

علیزے نے ہار مانتے ہوئے کہا

”تو کیا کروں میں سیدھی طرح بات نہیں مانتی تم“

سعد نے سیدھے لیٹتے ہوئے کہا اس کا ہاتھ ابھی بھی علیزے کے سر کے نیچے تھا

”بتائیں کونسی بات نہیں مانی آپ کی“

علیزے نے سعد کی طرف کروٹ لیتے ہوئے کہا

”ابھی یاد نہیں آرہی پھر کسی دن بتاؤں گا“ سعد نے سر کھجاتے ہوئے کہا

”ہاں تو کوئی ی بات ہو گی تو یاد آئے گی نہ“ علیزے نے سعد کا مذاق اڑایا

دونوں ایسے ہی ایک دوسرے کا مذاق اڑاتے سوگ ئے

”زہے نصیب آج دعا میڈم کو اس ناچیز پر کیسے رحم آگیا جو کال پر بات کرنے کا خیال آگیا“

ذایان نے خوش دلی سے کہا

”ذایان آپ جانتے تو ہیں جب بھائی ی بھابی نہیں ہوتے گھر میں تب بات کرتی ہوں میں آپ سے کال پر“

دعا نے صفائی پیش کی اپنی

”اچھا چھوڑو یہ بتاؤ تمھاری امی کی طبیعت کیسی ہے“

ذایان نے بات بدل دی

”جی وہ ٹھیک ہیں ابھی دوائی کھلا کر سولایا ہے آپ کے بھائی ی کیسے ہیں جن کی طبیعت

ٹھیک نہیں تھی“

دعا نے انیک کے بارے میں پوچھا

"وہ شیطان بلکل ٹھیک ہے" ذایان نے جواب دیا

"آپ اپنے چھوٹے بھائی ی کو شیطان کیوں کہتے ہیں" دعا نے ہنستے ہوئے کہا

لیکن ذایان نے کوئی ی جواب نہیں دیا کیوں وہ دعا کے قہقوں کے سر میں کھو گیا تھا دعا بہت کم ہی ہنستی تھی اس کے گھر میں پرابلمز ہی اتنی تھی کے وہ ہنسنا بھول گ ئی تھی

"ذایان کیا ہوا جواب دیں"

دعا نے جواب نہ پا کر دوبارہ کہا

ذایان ہوش میں آیا پھر خود کو سنبھالتے ہوئے کہا

"بھ ئی میں اس کو شیطان کیوں کہتا ہوں جب تم اس سے ملو گی تو سمجھ جاؤ گی"

"میں کیوں ملوں گی آپ کے بھائی ی سے"

دعا نے حیرانگی سے کہا

"تم جب میری دلہن بن کر گھر میں آؤ گی تب نہیں ملو گی کیا اپنے چھوٹے دیور سے"

ذایان نے دعا سے سوال کیا

"ذایان میں نے کہا ہے نہ مجھ سے اس طرح کی باتیں نہیں کرا کریں مجھے پسند نہیں"

دعا نے خفگی سے کہا

"دعا پلیز یار تمھاری صرف ایک ہاں کا منتظر ہوں میں جانتا ہوں تم بھی مجھسے محبت کرتی ہو لیکن بولتی نہیں ہو اس دنیا میں قدم قدم پر دھوکے ہیں تم ڈرتی ہو کہ میں دھوکا دیں دوں گا لیکن میری جان میرا یقین کرو تم سے سچی محبت کی ہے میں نے ایک موقع تو دو مجھے ایک بار مجھ پر یقین کر کے تو دیکھو زندگی"

شرارتی سا ذایان دعا کے سامنے جذباتی بنا ہوا تھا

دعا کا دل بھی دھڑکا تھا اس کی آنکھوں سے ایک آنسو بے مول ہوا تھا

"ذایان آپ کیا چاہتے ہیں کیا کروں میں"

دعا کے گلے آنسوؤں کا پھندا اٹکا تھا

"تمھیں مجھ پر یقین نہیں نہ تم مجھ سے نہیں ملنا چاہتی نہ ملوا اپنے گھر کا ایڈریس نہیں بتانا چاہتی نہ بتاؤ تم میری بھابی سے مل لو ایک بار تا کہ تمھیں یقین ہو جائے میں سچ میں تمھارے ساتھ ایک پاک رشتہ بنانے کا خواہش مند ہوں"

ذایان نے التجا کی

"بھابی کیا آپ کی بھابی مجھ سے ملیں گی وہ کچھ غلط نہیں سوچیں گی میرے بارے میں" دعا کو سچ میں حیرت کا جھٹکا لگا تھا کیوں کہ اس کی نظر میں ہر بھابی اس کی بھابی جیسی ہوتی ہے

"نہیں وہ ایسا کچھ نہیں سوچیں گی میرے بھابی تمھاری بھابی کی طرح کوئی ی جلادنی نہیں ہے میری بھابی دنیا کی بیسٹ بھابی ہے" ذایان نے علیزے کی تعریف شروع کر دی

"کیا سچ کہہ رہے ہیں آپ آپ کی بھابی میری بھابی کی طرح نہیں ہیں"

دعا ابھی بھی حیرت کا شکار تھی

"نہیں نہ وہ بہت اچھی ہے انیک اور میں تو خوب گپے لگاتے ہیں بیٹھ کر ان کے ساتھ وہ سارا دن مما کے ساتھ ہوتی ہے شام کو ہم لوگ کام سے آتے ہیں تو خوشی خوشی ہمارا استقبال کرتی ہے"

"کیا آپ کی بھابی آپ کی مما سے لڑتی نہیں" دعا نے حیرانگی سے پوچھا

”نہیں وہ تو مما کو بلکل اپنی سگی مما سمجھتی ہے اور مما نے بھی اس کو بیٹی بنا کر رکھا ہوا ہے“

ذایان نے خوشی خوشی بتایا

”اگر آپ کی بھابی سچ میں اتنی اچھی ہیں تو میں ضرور ملوں گی“

ان سے دعا نے آخر کار ہامی بھر ہی دی

”کیاااا سچ میں دعا دعا تم نے مجھے کتنا خوش کیا ہے میں بتا بھی نہیں سکتا آئی ی لو یو سو مچ زند گی“

ذایان نے محبت سے چور لیجے میں کہا

”اچھا اب میں سو رہی ہوں“

دعا نے شرماتے ہوئے کہا

”ٹھیک ہے سو جاؤ میں بھابی سے بات کر کے ایک دو دن میں تمھیں بتا تا ہوں کہاں ملنا ہے اوکے“

”ٹھیک ہے خدا حافظ“

”خدا حافظ“

ایک ن ئی صبح سب کی منتظر تھی سب اپنے اپنے کاموں پر نکل گ یٔے تھے انیک اور کوثر بیگم گھر میں تھے انیک پیپر کی تیاری کر رہا تھا

”لو بھ ئی جانِ من آ گیا تمھارا کالج“

سعد نے کالج کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے کہا

”ہم ٹھیک ہے خدا حافظ“

”علیزے گاڑی سے اترنے والی تھی سعد کی آواز پر روک گ ئی

"تمھارے پاس پیسے ہیں"

سعد علیزے کو ہفتے میں پاکٹ منی دیتا تھا سعد کو لگا شاید اس کے پاس پیسے ختم ہو گ ۓ ہو خود تو وہ کبھی مانگتی نہیں پیسے اسی لیے سعد نے خود ہی پوچھ لیا

"آپ کو چاہیے کیا"

علیزے نے سنجیدگی سے پوچھا

"ہاں دو کتنے ہیں سب نکالو"

سعد سچ میں چڑ گیا تھا

"میں کیوں دوں میرے پیسے ہیں"

علیزے نے ہنستے ہوئے کہا

"لگتا ہے سزا بھول گ ئی ہو ابھی بتاتا ہوں تمھیں" سعد اس کی طرف جھکا ہی تھا علیزے کار کا دروازہ کھول کر باہر بھاگ گ ئی

"ارے لڑکی کیا ہو گیا ہے دیکھ کر تو چلو" علیزے بھاگی بھاگی کار سے نکلی تو بے دھیانی میں سامنے سے آتی ردا سے ٹکرا گ ئی جو اس کی طرف آ رہی تھی

"سوری سوری ردا"

علیزے ہنستے ہنستے رو کی

"کیا بات ہے بڑے قہقے لگائے جا رہے ہیں"

ردا نے علیزے کو ہنستے ہوئے دیکھا تو پوچھ بیٹھی

"کچھ نہیں یار"

"ایک منٹ تم میرے بھائی ی کو تنگ کر کے آئی ی ہو جب ہی وہ ابھی تک تمھیں گھور رہے ہیں"

ردا نے سامنے گاڑی میں بیٹھے سعد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اسی طرف چلدی

"اَلسَلامُ عَلَیکُم بھائی ی کیسے ہیں آپ"

ردا نے خوشدلی سے پوچھا

"وَعَلَیکُم السَّلَام گڑیا میں ٹھیک ہوں تم سناؤ کیسی ہو"

سعد نے بھی ردا کو بھائی یوں والا مان دیا

"ٹھیک ہوں میں بھی"

ردا نے مسکراتے ہوئے کہا

"گڈ اب چلتا ہوں آفس کے لیے لیٹ ہو جاؤں گا" سعد نے رخصت لی

وہ دونوں بھی باتیں کرتیں کالج چلی گ ئی یں

انیک اپنی پڑھائی ی میں مصروف تھا جب اسے اپنی چڑیا کی چہچانے کی آواز آئی ی علیزے انیک کے کمرے میں کچھ بڑابڑاتی ہوئی ی داخل ہوئی ی تھی

"کیا بڑابڑا رہی ہو تم"

انیک نے مسکراتے ہوئے کتاب بند کر کے سائی یڈ میں رکھ دی

”بھیا مما کو سمجھائیں نہ وہ مجھے زبردستی صائمہ آپی کے گھر میلاد میں لے جارہی ہیں“علیزے نے منہ بسورتے ہوئے کہا

”ارے میری گڑیا صائمہ کے گھر والے ہر کسی کو اپنے گھر عزت سے نہیں بولاتے تمھیں بولایا ہے تو جاؤ پھر عزت کماؤ“

انیک نے مذاق کے انداز میں کہا

”آپ کو مذاق سوج رہا ہے میں اتنی ٹینشن میں ہوں صائمہ آپی پسند نہیں کرتیں مجھے وہ جب بھی ملتی ہیں مجھ الٹی سیدھی باتیں سناتی ہیں مجھے کہتی میں نے سعد کو چھین لیا ان سے علیزے نے صاف گوئی سے کام لیا“

”اچھا میری گڑیا میری بات سنو ابھی اس نے تمیں اپنے گھر بلایا ہے تو وہ کچھ نہیں کہے گی اور تم مما کے ساتھ ہی رہنا اکیلے کہی مت جانا تو کچھ نہیں ہو گا“

انیک نے پیار سے اپنی چے چے کرتی چڑیا کو سمجھایا

”میرا جانا ضروری ہے کیا“علیزے نے اداسی سے کہا

”بلکل ضروری ہے تمھارا جانا“

جواب انیک کے بجائے کوثر بیگم نے دیا تھا وہ ان دونوں کو کھانے کے لیے بلانے آئی تھیں تو ان کی باتیں سن لیں تھیں

”مما رہنے دیں نہ اس کا دل نہیں تو“

انیک نے علیزے کا ساتھ دیا

”بیٹاتم دونوں سمجھ کیوں نہیں رہے لوگوں کی نظروں میں یہ ہمارے گھر کی بڑی بہو ہے اگر اس کو نہیں لے کر گ ئی تو لوگ سمجھیں گے کہ ہم تمھیں جانے کیسا رکھتے ہیں گھر میں بند رکھتے ہیں تمھیں کسی سے ملنے بھی نہیں دیتے وہاں سب سے ملو گی سب کے ساتھ بیٹھو گی تو کوئی ی یہ نہیں سوچے گا کہ بن ماں باپ کی بچی کو ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں نہ کہ بوج“

کوثر بیگم نے تحمل سے سمجھایا

”اچھا آپ سعد سے تو پوچھ لیں“

علیزے نے آہستہ سے کہا

”نہیں کہے گا وہ کچھ محلے میں تو جا رہے ہیں کہی دور تھوڑی جا رہے ہے آجاؤ اب دونوں کھانا کھاؤ“

کوثر بیگم نے نرمی سے کہا اور روم سے چلیں گ ئی یں

”گڑیا پریشان نہیں ہو بس کچھ گھنٹوں کی تو بات ہے پھر تمھیں یہی واپس آجانا ہے اپنے جن جیسے شوہر اور دو شیطان بھائی یوں کے پاس“ انیک نے علیزے کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

علیزے ہنس دی انیک بھی اس کے ساتھ مسکرا دیا

علیزے نے میلاد میں جانے کے لیے بلو کلر کی گھیر دار فراک زیب تن کی تھی اس کے ساتھ چوڑی دار پجامہ تھا اس نے سن فلاور کے ہلکے ہلکے سے بوندوں کو اپنے کانوں کی زینت بنایا تھا اپنی خوبصورت کلائی یوں میں گولڈ کے کنگن سجائے تھے جو کوثر بیگم نے اسے پہننے کے لیے دیے تھے چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیے وہ شہزادی لگ رہی تھی

”بھائی ی میں کیسی لگ رہی ہوں“

علیزے صوفے پر بیٹھے انیک سے سے پوچھ رہی تھی

"میری گڑیا تو ہے ہی اچھی تو اچھی ہی لگے گی نہ"

انیک نے پیار سے اپنی بھولی بھالی شہزادی کو دیکھا

"بھ ئی سیدھی طرح بتائیں میں کیسی لگ رہی ہوں" علیزے نے نروٹھے پن سے کہا

"میری گڑیا شہزادی لگ رہی ہے بلکل"

انیک نے دل سے تعریف کی

"ہوگ ئی ں بیٹا تم تیار"

کوثر بیگم نے چادر اوڑتے ہوئے کہا

"جی مما دیکھیں"

علیزے نے کوثر بیگم کی طرف رخ کر کے اپنی فراک پھیلاتے ہوئے کہا

"ماشاءاللہ نظر نہ لگے میری بچی کو"

کوثر بیگم نے پیار سے علیزے کی بلائی یں لیں

"مما میں عبایا پہن کر آتی ہوں"

علیزے روم کی طرف بھاگی پھر دونوں صائمہ کے گھر کے لیے نکل گ ئی یں

"اَلسَلامُ عَلَیُکم"

صائمہ علیزے اور کوثر بیگم سے خوش اخلاقی سے ملی

"وَعَلَیُکم السَّلَام"

کوثر بیگم اور علیزے نے ساتھ جواب دیا

کیسی ہو علیزے ماشاء اللہ تم تو اور پیاری ہو گ ئی ہو"

صائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا

کوثر بیگم تو صائمہ کی ماما سے باتوں میں لگ گ ئی یں تھیں

علیزے آنکھیں پھاڑے صائمہ کو دیکھ رہی تھی اتنے پیار سے صائمہ نے کبھی بات نہیں کی تھی علیزے سے کبھی

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو پورانی باتیں بھول جاؤ میں بھی بھول گ ئی ہوں آج سے تم میری چھوٹی بہن ٹھیک ہے"

صائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا

"آپی مجھے بہت اچھا لگے گا آپ کی چھوٹی بہن بن کر"

علیزے نے بھی مسکراتے ہوئے کہا

"چلو آجاؤ ہم میلاد میں بیٹھتے ہیں"

صائمہ نے علیزے کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

"جی آپی چلیں"

علیزے بھی خوشی خوشی اس کے ساتھ چلی گ ئی

صائمہ نے علیزے کو ایک طرف بیٹھایا جگہ کم ہونے کی وجہ سے خود اس کے پیچھے بیٹھ گ ئی علیزے کا سارا ڈر ختم ہو گیا تھا

انیک گھر میں ٹی وی دیکھ رہا تھا دروازے پر دستک ہوئی ی

انیک نے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ کر انیک کے ماتھے پر بل پڑ گ ئے اور چہرا ضبط سے سرخ ہو گیا

"اَلسَلامُ عَلَیُکم"

ردا نے نظریں جھکا کر سلام کیا انیک کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں جو چمک ابھری تھی وہ آج بھی انیک کی نظروں سے نہیں چھپ سکی تھی

"کیا کام ہے"

انیک نے ردا کے سلام کا جواب دینا بھی ضروری نہیں سمجھا

وہ میں علیزے سے ملنے آئی ی تھی"

انیک کی سرد مہری پر ردا کی آنکھوں میں نمکین پانی جما ہو گیا تھا

"نہیں ہے وہ گھر میں گ ئی ہوئی ی ہے جاؤ اب" انیک نے ردا کا جواب بھی نہیں سنا اور اس کے منہ پر دروازہ بند کر دیا لیکن ردا کی آنسوؤں سے بھری آنکھیں انیک نے دیکھ لیں تھی

ردا آنسو پونچھتی اپنے ڈرائی یور کے ساتھ واپس گھر چلی گ ئی تھی

"آخر کیا ہے اس لڑکی کی آنکھوں میں جو مجھے سمجھ نہیں آتا کیوں اس کی آنکھوں کی چمک مجھے دیکھ کر بڑھ جاتی ہے یا مجھے ایسا لگتا ہے آخر کیا چاہتی ہو تم مجھ سے"

انیک نے سوچتے سوچتے اپنے بال نوچ لیے تھے دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی ی دروازہ کھولا تو ذایان تھا

"شکر ہے بھائی ی تم آگ ئے میں تو بور ہو رہا تھا اکیلا" انیک نے بے زاری سے کہا

"کیوں چھوٹے گڑیا اور مما کہاں ہیں"

ذایان نے انیک کے کندھے پر ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا

"یار بھائی ی وہ صائی مہ کے گھر گ ئی ہیں میلاد میں"

انیک نے ذایان کے ساتھ چلتے چلتے کہا

"ہم چل اپن لوڈو کھیلیں"

ذایان نے وقت گزاری کا حل بتایا

"یس بھائی ی تم چینج کر کے آؤ میں ابھی لاتا ہوں" انیک نے خوشی سے کہا

پھر دونوں لوڈو کھیلنے میں مصروف ہو گ ئے

"دعا بیٹا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے" رفعت بیگم نے دعا سے کہا جو اسکول کے بچوں کی کاپیاں چیک کر رہی تھی

"جی امی کریں کیا بات کرنی ہے"

دعا کاپی بند کر کے پوری طرح رفعت بیگم کی طرف متوجہ ہوئی ی

"وہ بیٹا فیض چاہتا ہے تمھاری شادی عاسم سے ہو جائے"

رفعت بیگم نے جھجکتے ہوئے کہا

"امی یہ کیسی باتیں کر رہیں ہیں آپ اچھی طرح جانتی ہیں وہ کتنا اوباش قسم کا انسان ہے امی آپ منا کر دیں"

بھائی ی کو دعا نے خفگی سے کہا

"بیٹا تم کیا سمجھتی ہو میں خوش ہوں کیا اس فیصلے سے نہیں بیٹا میں بھی خوش نہیں لیکن تمھارے بھائی ی کی آنکھوں پر اپنی بیوی کی محبت کی پٹی بندھی ہے جو وہ کہتی ہے وہی کرتا ہے وہ"

رفعت بیگم نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا

"امی تو بھائی ی کو نظر نہیں آتا کیا وہ کتنا عیاش انسان ہے"

دعا روہانسی ہو گ ئی تھی

"بیٹا اس کو کہاں سے نظر آئے گی خامیاں تمھارے بھائی ی کے سامنے تو اچھا بنے کے ڈرامے کرتا ہے لیکن تم فکر نہیں کرو میں نے تمھارے بھائی ی سے کچھ وقت مانگا ہے تم دعا کرو کوئی ی اچھا رشتہ آجائے اس بیچھ"

رفعت بیگم نے دعا کو امید دلائی ی

"جی امی" دعا کا دل کیا ذایان کی بارے میں بتا دیں اپنی ماں کو لیکن اس نے سوچا پہلے وہ خود مل لے ذایان اور اس کی بھابی سے پھر کوئی ی فیصلہ کرے گی

"مما اور علیزے کہاں ہیں"

سعد ابھی آفس سے لوٹا تھا ماں اور بیوی کو گھر میں نا پا کر ذایان انیک سے پوچھ رہا تھا

"وہ صائمہ کے گھر میلاد میں گ ئی یں ہیں کافی دیر ہو گ ئی ہے ان کو اب تو آنے والی ہو نگی"

انیک نے جواب دیا

"ہمم" سعد خاموشی سے روم میں جا کر بیٹھ گیا

"بھائی ی مجھے سعد بھائی ی غصے میں لگ رہے ہیں" انیک نے سنجیدگی سے کہا

"ہاں لگ تو رہے ہیں علیزے ان سے پوچھے بغیر جو گ ئی ہے وہ بھی اس صائمہ کے گھر جس سے سعد بھائی ی ہمیشہ علیزے کو بچاتے آئے ہیں" ذایان نے سنجیدگی سے جواب دیا

"اب کیا ہو گا" انیک نے سوال پوچھا

For more visit (exponovels.com)

”کچھ نہیں“

علیزے کا پیارا سا مکھڑا دیکھ کر بھائی ی کا غصہ ختم ہو جائے گا ذایان نے مسکراتے ہوئے کہا

”ہمم“ انیک بھی مسکرایا

”کیوں کرتے ہیں وہ مجھ سے اس طرح بات کیا ان کو نظر نہیں آتا میری آنکھوں میں ان کے لیے پیار“

ردا کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے آج انیک کی سرد مہری سے اسے بہت دکھ ہوا تھا اس کا صبر جواب دے گیا تھا گھر آ کر وہ اپنے کمرے میں پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی

سعد کو آج سچ میں بہت غصہ آ رہا تھا وہ صائمہ سے اس کو دور رکھنے کی کوشش کرتا تھا اور وہ وہی چلی گ ئی تھی

اس کو ڈر تھا صائمہ کوئی ی نقصان نہ پہنچا دے اس کو

سعد اپنی سوچوں میں گھم تھا جب کمرے کا دروازہ کھلا

”سعد آپ نے کپڑے چینج نہیں کیے

علیزے مسکراتے ہوئے روم میں داخل ہوئی ی تھی

”کہاں گ ئی تھیں تم“

سعد نے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا

”میں مما کے ساتھ صائمہ آپی کے گھر گ ئی تھی میلاد میں“

علیزے نے مسکراتے ہوئے کہا وہ بیچاری سعد کا غصہ نہیں سمجھ پائی ی

"میں آپ کے کپڑے نکال دیتی ہوں"

علیزے سینڈل اتار کر الماری کی طرف بڑھ گئی وہ کپڑے نکال کر پیچھے ہی مڑی تھی کے سعد سے ٹکرا گئی

"کس سے پوچھ کر گئی تھیں تم"

سعد دھاڑا تھا اور علیزے کے ہاتھ سے کپڑے چھین کر بیڈ پر پھینکے تھے

علیزے الماری کے دروازے سے چپکی تھی سر سے پاؤں تک کپکپا رہی تھی اس کو کہاں عادت تھی سعد کے اتنے زیادہ غصے کی وہ ڈر کے مارے کچھ بول بھی نہیں پا رہی بس نظریں جھکائے آنسوں بہا رہی تھی

"یا اللہ خیر اس لڑکے کو کیا ہو گیا"

کوثر بیگم کو سعد کے چیخنے کی آواز آئی تو وہ بھاگی بھاگی سعد کے روم میں آ گئیں ان کے پیچھے ذایان انیک بھی آ گئے

"کیا ہوا ہے سعد دماغ ٹھیک ہے تمہارا اتنے زور چیخ ہو تم"

کوثر بیگم سعد ڈانٹتے ہوئے آگے بڑی تو سعد کے سامنے کھڑی علیزے کو کپکپاتے ہوئے سسکتا پایا

"میری بچی"

کوثر بیگم نے علیزے کو اپنے ممتا بھرے آغوش میں لے لیا

کوثر بیگم کا سہارا ملتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی

"تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے پاگل ہو گئے ہو اس کی حالت دیکھوں کتنا ڈر گئی ہے یہ کپکپا ہی رہی ہے"

کوثر بیگم نے سعد کو ڈانٹا آج ان کو سچ میں ہی غصہ آ گیا تھا

ذایان انیک زندگی میں پہلی بار سنجیدہ اور خاموش کھڑے تھے

For more visit (exponovels.com)

”اس سے پوچھیں کس سے پوچھ کے گ ئی تھی یہ صائمہ کے گھر اس کو میں نے کتنی دفع کہا ہے جہاں جائے مجھ سے پوچھ کے جایا کرے یہ سنتی نہیں ہے آج اس کا دماغ ٹھیک کر کے رہوں گا میں“

سعد پھر سے علیزے کی طرف بڑھا

”پیچھے ہٹو خبر دار جو تم نے میری بچی کو ایک لفظ بھی کہا تو سزا دینی ہے نہ مجھے دو میں لے کر گ ئی تھی اس کو اپنے ساتھ زبردستی اس نے مجھ سے کہا بھی تھا میں تم سے پوچھ لوں پر میں نے کہہ دیا تھا گلی میں ہی جا رہے ہیں دور نہیں جا رہے سعد کچھ نہیں کہے گا لیکن مجھے نہیں پتا تھا تم اس معصوم کے ساتھ ایسا سلوک کرو گے“

”جی بھائی ی مما ٹھیک کہہ رہی ہیں گڑیا تو منا کر رہی تھی جانے کا وہ تو مما ہی زبردستی لے گ ئی ساتھ اس کو“

انیک نے ڈری سہمی گڑیا کے حق میں گواہی دی

”بس کرو اس کی غلطی پر پردہ مت ڈالو“ سعد آج سچ میں ہی جن بن گیا تھا سعد ایک بار پھر علیزے کیطرف بڑھا

”بھائی ی بس بہت ہو گیا حالت دیکھیں اس کی اس کے پاؤ ں تک لڑ کھڑا رہے ہیں بس بہت ہو گیا بہت دیر سے برداشت کر رہا ہوں میں اب ایک منٹ اور نہیں رہے گی میری بہن آپ کے ساتھ لے جا رہا ہوں میں اپنی بہن کو اپنے ساتھ“

ذایان سے اپنی بہن کے آنسو برداشت نہ ہوئے تو بھائی ی کو بھول کر بہن کا ساتھ دیا ذایان نے علیزے کو کوثر بیگم کے آغوش سے اپنے آغوش میں لے لیا

”کہاں لے جا رہے ہو میری بیوی کو تم“

سعد نے غصے سے کہا

"اس کے میکے لے جا رہا ہوں"

ذایان نے سنجیدگی سے جواب دیا

علیزے نے نظریں اٹھا کر ذایان کو دیکھا جس کے چہرے سے ایسا بلکل نہیں لگ رہا تھا کہ وہ مذاق کر رہا ہے باقی سب کا بھی یہ ہی حال تھا

"تمھارا دماغ ٹھیک ہے اس کا کونسا میکا آ گیا" سعد نے ناسمجھی سے کہا

"اس کمرے سے باہر نکل کر ہی اس کا میکا ہے کیوں کہ اس کمرے میں آپ اپنی بیوی کے ساتھ رہتے ہیں اور اس کمرے سے باہر میں اور انیک اپنی بہن اور مما اپنی بیٹی کے ساتھ رہتی ہیں"

ذایان نے اپنی ہی منطق سنائی

انیک ذایان کی بات پر ہنسی ضبط کرتا ذایان کے پیچھے پیچھے روم سے باہر نکل آیا

"سعد مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی تم اپنے غصے میں سب کچھ بھول جاتے ہو"

کوثر بیگم بھی روم سے باہر آگ ئی یں

"میری گڑیا بس روتے نہیں تمھارا بھائی ی ہے تمھارے ساتھ کچھ نہیں ہو گا تمھیں تمھارا جن جیسا شوہر تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"

ذایان علیزے کو بچوں کی طرح پچکار رہا تھا

انیک بھی پاس بیٹھا اسے پانی پلانے کی کوشش کر رہا تھا

”تمھیں شرم آتی ہے اپنے باپ جیسے بھائی ی سے کتنی بد تمیزی کر کے آئے ہو تم دونوں بڑے ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں تم دونوں اپنی مرضی چلاؤ گے تم سے بڑی ابھی میں بیٹھی ہوں سمجھے تم“

کوثر بیگم ذایان پر سارا غصہ نکالتی کچن میں چلیں گ ئی یں تھیں

ذایان کوثر بیگم کے جانے کے بعد دوبارہ علیزے کے ساتھ مصروف ہو گیا تھا

سعد اکیلا کمرے میں بیٹھا غصہ پی رہا تھا تھی تو یہ چھوٹی بات لیکن سعد علیزے کے معاملے میں ضرورت سے زیادہ سنجیدہ تھا وہ اس کی ذرا سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا لیکن وہ یہ بھول گیا تھا اس کے غصے نے علیزے کو ہی تکلیف دی تھی

”چلو آؤ سب کھانا کھالو“

کوثر بیگم نے سب کو آواز دی

سب آگ ئے تھے لیکن سعد نہیں آیا کمرے میں ہی بیٹھا تھا تب کوثر بیگم اس کے سر پر جا پہنچی

”کھانا نہیں کھانا تمھیں“

”نہیں مجھے بھوک نہیں“

سعد نے سر جھکائے کہا

”کھانے سے کس بات کی ناراضگی ہے تمھاری چلو کھانا کھاؤ“

کوثر بیگم نے خفگی سے کہا

”یہی لا دیں مجھے کھانا“

سعد نے دھیمے لہجے میں کہا

کوثر بیگم نے کہا ٹھیک ہے

"آپ ناراض ہیں مجھ سے"

سعد نے کوثر بیگم سے پوچھا

"نہیں میں کیوں ناراض ہونے لگی بس تمھارا یہ روپ مجھے بلکل اچھا نہیں لگا"

کوثر بیگم نے نرمی سے کہا

"آئی ی ایم سوری مما"

سعد شرمندہ ہوا تھا

"سوری مجھ سے نہیں علیزے سے کہنا"

کوثر بیگم کہہ کر چلیں گ ئی یں سعد خاموش بیٹھا رہا

سب کھانا کھا چکے تھے علیزے سونے کے ارادے سے کوثر بیگم کے کمرے میں آگ ئی

"تم یہاں کہاں لیٹ رہی ہو روم میں جاؤ اپنے" کوثر بیگم نے علیزے سے کہا جو لیٹنے کی تیاری کر رہی تھی

"نہیں میں اپنے میکے آئی ی ہوئی ی ہوں"

علیزے نے لاپروائی ی سے کہا اور لیٹ گ ئی

"بیٹا بری بات ہوتی ہے جو لڑکیاں شوہر سے ناراض ہو کر میکے بیٹھ جاتی ہیں وہ شوہر کے دل سے جلدی اتر جاتی ہیں"

کوثر بیگم نے علیزے کو سمجھایا جیسے وہ سچ میں میکے آئی ی وی ہو

"مما پلیز سونے دیں نہیں تو میں لاؤنج میں سو جاؤں گی"

علیزے نے ناراضگی سے کہا

"افف سو جاؤ نہیں کہتی میں تمھیں کچھ"

کوثر بیگم نے ہار مان لی

"علیزے نے بہت کوشش کی لیکن سعد کے بنا نیند نہیں آئی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی"

"کیا ہوا"

کوثر بیگم نے علیزے کو بیٹھا ہوا دیکھ کر پوچھا

"نیند نہیں آرہی میں ذایان بھائی کے پاس جارہی ہوں"

علیزے نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا

"ہمم ٹھیک ہے"

کوثر بیگم واپس لیٹ گئیں

"انیک میں نے دعا کو منا لیا بس علیزے سے بات کرنی باقی ہے"

ذایان نے خوشی خوشی انیک کو بتایا

"کیا سچ میں پھر کب ملاقات کرو گے"

انیک نے پوچھا

"سوچ رہا ہوں دیر نہ کروں کل ہی کر لوں"

ذایان نے پرجوش ہو کر کہا

"کس سے ملاقات کی باتیں ہو رہی ہیں"

علیزے سب سن چکی تھی وہ ابھی ذایان کے کمرے میں پہنچی تھی وہ دونوں بیڈ پر بیٹھے رازو نیاز کی باتیں کر رہے تھے

"آؤ آؤ بہنہ ملاقات تمھیں ہی تو کرنی ہے"

انیک نے علیزے کو بیڈ پر جگہ دیتے ہوئے کہا

"کیا مطلب بھائی ی" علیزے الجھی تھی

"وہ اصل میں گڑیا مجھے تمھاری بھابی مل گ ئی ہے"

ذایان نے سر کھجاتے ہوئے کہا

"کیاااسچ میں کون ہے کیا نام ہے کہاں ملیں آپ کو"

"بریک لگاؤ لڑکی" انیک نے علیزے کو کندھوں سے پکڑتے ہوئے کہا جو ذایان کی گود میں چڑھنے کو تیار بیٹھی تھی

"میری گاڑی کے بریک فیل ہیں مجھے سب جاننا ہے ابھی"

علیزے نے انیک کے انداز میں کہا

"پھر تو سعد بھائی ی کو کانوں میں روئی یاں پھنسا کر رکھنا پڑتا ہو گا"

انیک نے مذاق اڑایا

"ان کا نام نالیں میرے سامنے ناراض ہوں میں ان سے"

علیزے نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا

”تم کیا دہی جما کر بیٹھے ہو منہ میں بکو نہ اب نہیں تو اس بنا بریک کی گاڑی کے شور سے کان خراب ہو جائے گے میرے“

انیک نے علیزے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

”پلیز ذایان بھائی ی بتائیں مجھے سب“

علیزے نے لاڈ سے کہا

”اچھا میری گڑیا میں بتاتا ہوں سب لیکن یہ بات ہم تینوں کے علاوہ کسی کو پتا نہیں چلنی چاہیے“

ذایان نے مسکراتے ہوئے کہا

”جی بھائی ی پرومس“

علیزے نے مسکرا کر کہا

”اوکے تو سنو تقریباً ساڑھے چار مہینے پہلے میں آفس سے گھر آرہا تھا راستے میں میری گاڑی میں پیٹرول ختم ہو گیا اور گاڑی نے آگے چلنے سے صاف انکار کر دیا تم تو جانتی ہو میں گھر والوں کے نمبر سیو نہیں کرتا کیوں کہ وہ نمبر مجھے یاد ہوتے ہیں تو میں نے انیک کا نمبر ملایا میں سنسان سڑک پر کھڑا تھا سچ بتاؤں تو میں تھوڑا گھبرا رہا تھا کوئی ی مجھے لوٹ کر یا مار کر نکل جاتا کسی کو پتا بھی نہیں چلتا بس پھر اسی گھبراہٹ میں میں نے کچھ نمبر غلط ڈائی ل کر دیے اور کال انیک کے پاس تو گ ئی نہیں دعا کے پاس پہنچ گ ئی“

ذایان نے معصوم شکل بنائی

”اوہ تو بھابی کا نام دعا ہے“

علیزے نے مسکراہٹ دبائی ی

"جی ہاں میری دعا لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں میرے پاس جیتی جاگتی دعا ہے" ذایان نے بچوں کی طرح کہا

"اچھا آگے بتائیں"

علیزے کو آگے کیا ہوا جاننے کی بے چینی ہوئی ی

"ہمم تو سنو"

ذایان نے آگے کی کہانی بتانی شروع کی

دعا کے موبائل پر بار بار کسی انجان نمبر سے کال آ رہی تھی لیکن دعا اٹھا نہیں رہی تھی وہ بہت ڈر گ ئی تھی لیکن پھر مسلسل آتی کال کو دعا نے اٹھا ہی لیا

"کیا مسل ئہ ہے کیوں تنگ کرتے ہو مجھے نمبر بدل بدل کر پلیز بخش دو مجھے"

دعا نے روتے ہوئے

"آئی ی ایم سوری میں اپنے بھائی ی کو کال کر رہا تھا شاید مجھ سے غلط نمبر ڈائی ل ہو گیا"

ذایان نے صفائی پیش کی

"ٹھیک ہے پلیز اب کال نہیں کریے گا"

دعا نے آنسوں صاف کرتے ہوئے کہا

"او کے آپ بے فکر ہو جائی یں اب کال نہیں کروں گا آپ کو"

ذایان نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا

"او کے" دعا نے کال کاٹ دی

ذایان نے اب سہی نمبر ڈائی ل کیا اور انیک کو کال کی انیک کچھ دیر بعد ہی آ گیا ذایان کی گاڑی میں پیٹرول ختم ہو گیا تھا انیک پیٹرول ساتھ لایا تھا اس نے وہ ذایان کی گاڑی میں ڈالا اور دونوں بھائی ی گھر کی طرف روانہ ہو گ ئے

ذایان رات کو سونے لیٹا تو اس کے کانوں میں وہی روتی ہوئی ی لڑکی کی آواز گونجی ذایان اس کی باتوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جس سے ذایان کو یہ اندازہ ہوا کے وہ لڑکی کسی مصیبت میں ہے کوئی ی اسے تنگ کرتا ہے شاید ذایان کو اس سے ہمدردی محسوس ہونے لگی
ذایان اسی بارے میں سوچتا سوچتا سو گیا

پھر ایک دن گزرا دوسرا دن گزرا لیکن ذایان کو سکون نہیں ملا
مجبور ہو کر ذایان نے دعا کے نمبر پر میسیج کیا
"اَلسَلامُ عَلَیکُم کیسی ہیں آپ"
ذایان نے مہذب انداز اپنایا
ذایان نے کافی انتظار کیا لیکن کوئی ی جواب نہیں آیا ذایان اداس ہو گیا
دعا نے مسیج دیکھ لیا تھا لیکن کوئی ی جواب نہیں دیا مسیج پڑھ کر ڈیلیٹ کر دیا
رات کو ذایان نے اسی وقت پر میسیج کیا جس وقت ذایان نے دعا کو کال کی تھی
لیکن کوئی ی جواب نہیں آیا

”دیکھیں آپ مجھے غلط نہیں سمجھے میں آپ کو تنگ کرنے کے ارادے سے میسج نہیں کر رہا میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں آپ کی اس دن کی باتوں سے مجھے یہ محسوس ہوا کہ آپ کسی پرابلم میں ہیں کوئی ی آپ کو تنگ کر رہا ہے میں جانتا ہوں لڑکیاں ایسی باتیں اکثر اپنے گھر والوں کو بتانے سے ڈرتی ہیں کہ کہی انھی کے اوپر کوئی ی الزام نہ لگ جائے میرے گھر میں بھی ماں بہن ہیں اور میرے لیے جیسے ان کی عزت ہے ویسے ہی آپ کی عزت ہے پلیز مجھے بتائیں کیا بات ہے“

ذایان نے اپنے دل و دماغ کی سارے باتوں کو ایک میسیج کے ذریعے دعا کا تک پہنچا دیا

دعا نے میسج پڑھا تو حیران رہ گ ئی کوئی ی کسی کو بنا جانے بھی اس کے لیے اتنا سوچ سکتا ہے کیا

دعا کے دل میں ابھی بھی ڈر چھپا تھا

”دیکھیں آپ کا شکریہ لیکن مجھے کوئی ی بات نہیں کرنی آپ سے پلیز مجھے میسج کرنا بند کریں“

دعا نے ذایان کو صاف لفظوں میں جواب دیا

”میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں“

ذایان پر دعا کے میسج کا کوئی ی اثر نہیں ہوا

”مجھے آپ سے کوئی ی بات نہیں کرنی“

دعا نے جواب دیا پھر موبائل تکیے کے نیچے رکھ کر سونے لیٹ گئی

ذایان نے دو تین اور میسیج کیے لیکن کوئی جواب نہیں آیا تو ذایان بھی سو گیا

ایسے ہی ذایان اکثر دعا کو میسیج کرتا رہتا تھا دعا کبھی غصے میں ذایان کو جھاڑ دیتی کبھی میسیج ڈیلیٹ کر دیتی

عاسم دعا کو اکثر تنگ کرتا تھا اور وہ ڈر جاتی تھی کیونکہ وہ کہتا تھا کہ دعا نے اس کی بات نہیں مانی تو وہ دعا کو بدنام کر دے گا وہ ویسے بھی سیدھی سادھی ڈرپوک سی لڑکی تھی

"ہائے کیسی ہو دعا ڈارلنگ"

عاسم نے دعا کے نمبر پر میسیج کیا

دعا گھبرا گئی اس نے جلدی سے میسیج ڈیلیٹ کر دیا

پھر عاسم کی کال آنے لگی دعا نے کال نہیں اٹھائی

عاسم نے میسیج کیا

"دعا کال اٹھاؤ نہیں تو تمھارے حق میں بہت برا ہو گا"

عاسم کی دوبارہ کال آئی دعا نے کپکپاتے ہاتھوں سے کال اٹھائی

"کیسی ہو دعا"

"مجھ سے کیا چاہتے ہو تم کیوں کال کرتے ہو مجھے" دعا نے روتے ہوئے کہا

"بے بی رونے کی کیا بات ہے میں تو تمھارا ساتھ چاہتا ہوں بس تم مجھ سے کال پر بات کیا کرو کہی باہر گھوما پھیرا کرو میرے ساتھ خوب عیش کرواؤں گا تمھیں"

"میں ایسی لڑکی نہیں ہوں مجھے نہیں جانا کہیں میں ایسے ہی خوش ہوں"

"اوہ سویٹ ہارٹ نہ سننے کا عادی نہیں ہوں میں کل اسکول جاؤ گی نہ وہی سے پک اپ کروں گا تمھیں باہر کھانا کھائی یں گے ہم تم پریشان نہیں ہو کسی کو کچھ پتا نہیں چلے گا اوکے بائے"

عاسم کال کاٹ چکا تھا

دعا موبائل کو دیکھ رہی تھی آنسوں روکنے کا نام نہیں لے رہے تھے

"میں کیا کروں اب کل یہ سب کے سامنے میرا تماشہ بنائے گا اگر میں اس کے ساتھ نہ گ ئی تو میں کیسے اس سے جان چھڑواؤں ویسے ہی میری زندگی میں کم پرابلمز ہیں میں کس سے کہوں امی کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی وہ پریشان ہو جائی یں گی بھائی ی تو سنتے ہی نہیں وہ مجھے ہی جھوٹا سمجھیں گے کس سے مدد مانگوں"

اب دعا سوچ میں گھوم تھی جب اسے اس انجان شخص کا خیال آیا جو اسے میسیج کرتا تھا اسے کوئی ی راستہ نظر نہ آیا تو مجبوراً اس نے ذایان سے بات کرنے کا فیصلہ کیا

دعا نے جب انباکس کھولا تو ذایان کا ایک بھی میسیج نہیں تھا دعا پریشان ہو گ ئی کیونکہ دعا کے پاس ذایان کا نمبر نہیں تھا

"یہ کیا میرے پاس تو نمبر نہیں آج تو میسیج ہی نہیں آیا اس نمبر سے اب نمبر کہاں سے ڈھونڈوں"

دعا سر پکڑ کر بیٹھ گ ئی آنسو پھر بے تاب ہوئے آنکھوں سے پھسلنے کو

دعا کے دماغ میں ایک جھماکا ہوا

"ارے ہاں میں نے ریسیوڈ کال میں سے نمبر ڈیلیٹ نہیں کیا تھا وہاں دیکھتی ہوں دعا نے جلدی سے موبائل اٹھایا اور ریسیوڈ کال لیسٹ چیک کی تو اس میں وہ نمبر مل گیا شکر میں نے یہاں سے نمبر ڈیلیٹ نہیں کیا تھا"

دعا نے شکر کا سانس لیا

"اَلسَلامُ عَلَیُکم"

دعا نے میسیج کیا

For more visit (exponovels.com)

ذایان ناامید ہو گیا تھا دعا کی طرف سے اسی لیے اس نے آج میسج نہیں کیا تھا لیکن اس کو پھر بھی انتظار تھا شاید وہ خود میسج کر دے اور دعا کا میسج دیکھتے ہی ذایان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گ ئی

ذایان نے جلدی سے جواب دیا

"وَعَلَیْکُم السَّلام کیسی ہیں آپ"

دعا کو جواب موصول ہوا

"وہ مجھے آپ کی ہیلپ چاہیے تھی"

دعا نے ہچکچاتے ہوئے میسج کیا

"جی مس کہیں میں کیا مدد کر سکتا ہوں آپ کی" ذایان نے سوال کیا

"وہ مجھے ایک لڑکا تنگ کرتا ہے میسج پر کال بھی کر کے تنگ کرتا ہے میں نے کتنی دفع اس کو کہا ہے مجھے بات نہیں کرنی پھر بھی نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ میں اس کے ساتھ باتیں کروں باہر گھوموں پھیروں لیکن میں ایسی لڑکی نہیں ہوں میر ی امی بیمار رہتی ہیں میں ان سے کچھ نہیں کہہ سکتی وہ پریشان ہو جائی یں گی اور بھائی ی سے بولتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہی وہ مجھے ہی غلط نہ سمجھ لیں پلیز میری مدد کریں"

دعا نے ایک ہی میسج میں سب کہہ دیا

"ہمم ٹھیک ہے میں سمجھ گیا دیکھے ایسے لڑکے ہوتے ہیں نہ وہ صرف کمزوروں پر ہی اپنا حق جما سکتے ہیں آپ نے ابھی تک اس کو سہی سے جھاڑا نہیں ہو گا جب ہی اس کی اتنی ہمت بڑھی اب آپ ایسا کریں جب وہ کال یا میسج کرے اس کو ایسی گھٹی دینا سالے کو یاد رہے اور جب امی کی طبیعت ٹھیک ہو جائے تو ان کو سب بتانا کیونکہ ایک لڑکی کے لیے ماں سے اچھی دوست کوئی ی نہیں ہو سکتی"

ذایان نے دعا کو حل بتایا جو اس کو کچھ سمجھ آیا کچھ نہیں

"جی وہ یہ گھٹی کیا ہوتی ہے"

ذایان کو دعا کا جواب موصول ہوا

ذایان کو بے اختیار ہنسی آگ ئی

"اتنی سیدھی ہو مجھے اندازہ نہیں تھا گھٹی سے مراد تم اس کو ایسا ذلیل کرنا دوبارہ میسیج کرنے کی سوچے نہیں وہ"

ذایان نے دعا کو کھل کے سمجھایا

"نہیں جی مجھے ڈر لگتا ہے اگر اس کو اور غصہ آگیا تو وہ اور تنگ کرے گا"

دعا نے جواب دیا

"کال پر بات کر سکتی ہو مجھ سے"

ذایان نے اس کو کال پر سمجھانے کا فیصلہ کیا کیونکہ وہ بہت ڈری ہوئی ی تھی

"کال پر کیوں ایسے ہی بات کر لیں"

دعا نے جواب دیا

"دیکھیں مس ایسے تو آپ کے سمجھ نہیں آرہی کال پر بات کرنے میں آپ کا فائدہ ہے میرا نہیں" ذایان نے وجہ بتائی

دعا کے پاس اور کوئی ی راستہ نہیں تھا اسی لیے وہ مان گ ئی

"جی ٹھیک ہے کال پر بات کرتے ہیں"

For more visit (exponovels.com)

دعا کا میسج موصول ہوتے ہی ذایان نے کال کی

دعا اس وقت چھت پر بیٹھی تھی تو آرام سے کال پر بات کر سکتی تھی ذایان کی کال ریسیوڈ کرتے ہی دعا نے سلام کیا

"اَلسَلامُ عَلَیُکم"

"وَعَلَیُکم السَّلام جی اب آپ مجھے مکمل بات بتائیں میں جانتا ہوں آپ نے مجھے ادھوری بات بتائی ہے"

ذایان سمجھ گیا تھا دعا نے پوری بات نہیں بتائی کیونکہ کوئی ی لڑکا کسی لڑکی کے پیچھے ایسے ہی نہیں لگ جاتا اسی لیے اس نے دعا سے پوچھا

"جی وہ ہی ہے بات جو میں نے بتائی ہے"

دعا نے آہستہ سے کہا

"دیکھیں آپ مجھے پوری بات نہیں بتائیں گی میں تب تک آپ کی سہی سے مدد نہیں کر پاؤں گا"

"ٹھیک ہے وہ لڑکا میری بھابی کا بھائی ی ہے وہ ایک عیاش انسان ہے ہر لڑکی پر گندی نظر رکھتا ہے وہ سب کے سامنے تو بہت اچھا بنتا ہے لیکن وہ مجھے اکیلا پا کر میرے قریب آنے کی کوشش کرتا ہے امی کو بھی معلوم ہے اس کی ہر کتوں کا اسی لیے جب وہ آتا ہے میں امی کے پاس ہی رہتی ہوں اب وہ مجھے میسج کال کر کے تنگ کر رہا ہے"

"آپ کی امی کچھ کیوں نہیں کہتیں اس کو" ذایان نے ایک اور سوال کیا

"میری بھابی بہت تیز عورت ہے امی کچھ بھی کہیں تو وہ لڑتی ہیں پورے گھر میں ہنگامہ کرتی ہیں بھائی ی کو بھی ہمارے خلاف کر دیا ہے انھوں نے میری امی کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی اس لیے میں ان کو کچھ نہیں بتا سکتی"

دعا کو شاید اپنا دل کو ہلکا کرنے کے لیے ایک کندھے کی تلاش تھی جو اس کو ذایان کی صورت میں مل گیا تھا

"ہمم ٹھیک ہے تو سنیں مس اب وہ آپ کو کال کرے تو آپ اس سے ڈریں گی نہیں آپ اس کا سامنا کرے گی جتنا آپ ڈرے گی اتنی ہی اس کی ہمت بڑھے گی آپ خود کو مضبوط بنائے ڈریں نہیں بزدل انسان جو ہوتے ہیں نہ وہ کمزوروں کو ہی اپنا شکار بناتے ہیں لیکن جب وہی کمزور مضبوط نڈر ہو جاتا ہے نہ تو کوئی ی ان کا بال بھی بینکا نہیں کر سکتا"

"میں کیسے کچھ کہوں اس کو اس نے بھائی ی یا بھابی سے شکایت کر دی تو"

دعا نے خدشہ ظاہر کیا

"ارے سیدھی لڑکی وہ نہیں بولے گا وہ بزدل ہے اگر بول بھی دے تو اللہ ہر اس انسان کی مدد کرتا جو سچا نیک ہوتا ہے اور ایک بات ظالم سے بڑا گناہگار وہ ہے جو ظلم برداشت کرتا ہے آپ بے قصور ہو آپ نیک ہو باحیا لڑکی ہو اوپر والا بھی آپ کا ساتھ دیں گا اب ایک قدم بڑھا کر تو دیکھو"

ذایان نے دعا کو سمجھایا

دعا پر ذایان کی باتوں کا مثبت اثر ہوا اور دعا کا ڈر اڑن چھو ہو گیا دل ایک دم ہلکا ہو گیا جس پر جانے کب سے وزن تھا

"جی ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں گے میں ویسا ہی کروں گی لیکن ایک اور پرابلم ہے"

"جی بتائیں کیسی پرابلم"

"میں ایک اسکول ٹیچر ہوں اور اس نے مجھے کہا ہے کہ وہ کل مجھے اپنے ساتھ کھانا کھلانے لے کر جائے گا اسکول سے پکاپ کرے گا مجھے اور اگر میں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ وہاں میرا تماشا بنا دے گا"

دعا نے پرابلم بتائی

”تو ٹیچر جی آپ اس کا ہی تماشا بنا دینا تھپڑ لگانا اس کے منہ پر کھینچ کر دماغ ٹھکانے پر آ جائے گا اس کا“

ذایان کا دل چاہ رہا تھا وہ لڑکا اس کے سامنے ہو وہ خود تھپڑ لگائے تین چار لیکن اب وہ یہ کام دعا کے ہاتھوں کروا رہا تھا

”کیا میں تھپڑ ماروں اس کو اس نے کچھ کر دیا تو“

دعا نے حیرانگی سے کہا

”اسکول کے پاس بہت لوگ ہوں گے تھپڑ مار کر شور مچا دینا یہ مجھے چھیڑ رہا ہے وہ تمھارا تماشا بنائے اس سے پہلے تم اس کا تماشا بنا دینا ٹیچر“

ذایان نے مذاقیہ انداز میں کہا

”تھینک یو سوچ میں بہت پریشان تھی آپ نے میرا سارا مسل ئہ حل گر دیا“

دعا نے چہکتے ہوئے کہا

”ہم مس میں تو کتنے دن سے آپ کے پیچھے لگا ہوں لیکن آپ بات کرنا پسند نہیں کرتیں مجھ سے میں اس دن ہی سمجھ گیا تھا آپ پریشان ہیں جب ہماری پہلی دفع بات ہوئی ی تھی“

ذایان نے دل کی بات بتائی

”جی سوری میں بہت ڈری ہوئی ی تھی آپ کو بھی اسی کے جیسا سمجھ رہی تھی لیکن آج اس نے جو کہا مجبور ہو کر مجھے بات کرنی پڑی آپ سے“

دعا نے شرمندگی سے کہا

For more visit (exponovels.com)

"ہاں وہ ہی کیا ہے آپ نے وہ کہتے ہیں نہ ضرورت کے ٹائم پر گدھے کو باپ بنانا پڑتا ہے" ذایان نے مذاق کیا

"نہیں نہیں جی ایسا نہیں سوچا میں نے پلیز ایسا نہیں سوچیں آپ"

دعا نے جلدی سے کہا

"سیدھی لڑکی میں مذاق کر رہا تھا لگتا ہے مذاق سے آپ کا کبھی سامنا نہیں ہوا"

ذایان نے ہنستے ہوئے کہا

"جی سہی کہہ رہے ہیں میرا مذاق سے کبھی سامنا نہیں ہوا کیونکہ مذاق کا سامنا کرانے والا کوئی نہیں میرے پاس"

دعا نے دکھ سے کہا

"ارے سیدھی لڑکی دکھی نہ ہو میں ہوں نہ چلتا پھیرتا مذاق مجھ سے بات کیا کرو روز مذاق سے ملاقات ہو گی"

ذایان نے جواب دیا

"اس دفع دعا بھی ہنس دی مجھے تو لگا تھا آپ سنجیدہ انسان ہیں بہت لیکن آپ تو۔۔۔۔۔"

"میں تو مسخرا نکلا"

ذایان نے دعا بات کاٹ کر جواب دیا

"جی بلکل" دعا نے بھی جواب دیا

"رات بہت ہو گئی ہے اب تم سو جاؤ پھر بات ہو گی" ذایان نے خود ہی بات ختم کی

"او کے اللہ حافظ"

"اللہ حافظ" ذایان نے کال کاٹ دی

ذایان کو سیدھی سادھی دعا بہت اچھی لگی تھی وہ اسی کے بارے میں سوچتا سوچتا سو گیا تھا

دوسرے دن دعا صبح فریش فریش سی اٹھی اور اسکول کے لیے نکل گ ئی لیکن گھر سے کچھ دور نکلتے ہی عاسم نے دعا کا راستہ روک لیا

"ہائے دعا"

عاسم بائی یک سے اتر کر دعا کے سامنے کھڑا ہو گیا

"میرا راستہ چھوڑو"

دعا نے مضبوط لہجے میں کہا

"اوہ کم آن دعا چلو چلتے ہیں"

عاسم نے دعا کی کلائی ی اپنے ہاتھ میں لی

عاسم کی اس حرکت کا دعا پر ایسا اثر ہوا کہ دعا کا دوسرا ہاتھ اٹھا اور عاسم کے گال پر نشان چھوڑ گیا

عاسم شوکٹ کے عالم میں دعا کو دیکھتا رہ گیا

دعا نے جھٹکے سے اپنی کلائی ی چھڑوائی ی

"آئی ندہ مجھے ہاتھ مت لگانا"

دعا نے انگلی اٹھا کر عاسم کو وارن کیا اور آگے چل دی

عاسم شوکٹ کھڑا دعا کو جاتا دیکھتا رہا

دعا اپنے کپکپاتے ہاتھ کو دیکھ رہی جس سے اس نے عاسم کو مارا تھا

"میں نے تھپڑ مار دیا اس کو"

دعا حیرت سے اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی لیکن پھر وہ مسکرانے لگی

"میں ڈری نہیں میں بہادر ہو گ ئی ہوں اب وہ عاسم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"

دعا راستے میں خود سے ہی باتیں کر رہی تھی

اسکول میں جیسے ہی بریک ہوا دعا نے ذایان کو میسیج کیا

"اس نے میرا راستہ روکا تھا میں نے اس کو تھپڑ مار دیا وہ کچھ نہیں کر سکا وہ صدمے کی حالت میں مجھے دیکھ رہا تھا آپ سہی کہہ رہے تھے وہ بزدل ہے وہ کچھ نہیں کر سکا میں بہت خوش ہوں شکریہ آپ کا بہت بہت"

دعا نے ذایان کو میسیج سینڈ کر دیا دعا نے کچھ دیر انتظار کیا لیکن کوئی ی میسیج نہیں آیا دعا کا چہرا اتر گیا وہ مرے مرے قدموں سے کلاس میں داخل ہو گ ئی بریک ختم ہو چکا تھا

ذایان اس وقت کافی بزی تھا اس لیے میسیج نہیں دیکھ پایا

دعا گھر گ ئی تو رفعت بیگم کی بہتر حالت دیکھ کر ان کو سب کچھ بتا دیا سوائے ذایان کے

"واہ میری بچی بہت اچھا کیا توں نے اس بے غیرت کے ساتھ اسی لائ ق ہی ہے وہ"

رفعت بیگم کو اپنی بیٹی پر فخر ہوا

"امی اب نہیں ڈروں گی میں اس سے"

دعا نے ماں کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

"میری بچی بہادر ہو گ ئی ہے ماشاء اللہ"

رفعت بیگم نے دعا کے ماتھے پر پیار بھرا بوسہ دیا

ذایان نے لنچ ٹائم میں دعا کا میسج دیکھا تو اس کو بہت خوشی ہوئی

"واہ سیدھی لڑکی کیا کام کر دیکھایا ہے شاباش"

ذایان نے دعا کو شاباشی دی

دعا کھانا کھا کر لیٹی تھی اسے ذایان کے میسج کا ہی انتظار تھا وہ میسج پڑھ کر خوش ہو گئی

"میں نے امی کو بھی سب بتا دیا وہ بھی بہت خوش ہوئیں"

دعا نے بچوں کی طرح ذایان کو بتایا

"گڑیا تو بہت اچھا کیا میرے بارے میں بھی بتا دیا کیا"

ذایان نے سوال کیا

"نہیں آپ کے بارے میں نہیں بتایا"

دعا نے جواب دیا

"اوکے میرا نام ذایان ہے آپ اپنا نام بتانا چاہے گی مجھے"

دعا نے تھوڑا سوچا پھر جواب دیا

"میرا نام دعا ہے"

"ہمم نائس نیم دعا آئی لائک ایٹ"

ذایان کو سچ میں نام پسند آیا

سو وی آر فرینڈز ذایان نے پوچھا

دعا نے فرینڈ والی بات پر سوچا

"کیا ایک لڑکے سے دوستی کرنا ٹھیک ہو گا نہیں نہیں کل کو کسی کو پتا چل گیا تو میں کیا کروں گی نہیں دعا تم کچھ غلط نہیں کر رہی صرف دوستی میں کیا"

دعا دل و دماغ کی جنگ میں الجھی ہوئی ی تب ہی دعا کو میسیج موصول ہوا

"دعا آپ سوچ لیں اچھی طرح رات کو بتا دینا مجھے مجھ سے دوستی کی وجہ سے آپ کبھی نہیں پشتائے گی یہ میرا وعدہ ہے آپ سے" ذایان نے دعا کے دل کی بات سمجھ لی تھی

دعا نے میسیج پڑھا تو حیران رہ گ ئی کیسے سمجھ جاتے ہیں یہ سب دعا نے سوچا

پھر اوکے کا میسیج کر دیا

ذایان نے بھی لنچ کیا پھر دوبارہ کام میں مصروف ہو گیا

دعا نے پورا دن سوچا دل و دماغ کی جنگ جیت دل کی ہوئی ی دعا نے ذایان سے دوستی کر لی

لیکن وہ اس سے کم ہی بات کرتی تھی وہ ان لڑکیوں میں سے نہیں تھی کہ ہر وقت موبائل پر لگی رہے

ذایان بھی دعا کو فورس نہیں کرتا تھا زیادہ بات کرنے پر دعا جب دکھی ہوتی تب ذایان سے بات کرتی تھی اپنا دل ہلکا کرنے کے لیے ذایان اس کا سارا دکھ اپنے اندر سما لیتا تھا

وہ اپنے بارے میں دعا کو کم ہی بتاتا تھا کیونکہ دعا کی اپنی باتیں بہت ہوتی تھی دعا کے دل کی باتیں ذایان کو سننا اچھا لگتا تھا وہ اس کی پرابلمس کے حل بھی بتاتا تھا

اور بس اسی طرح ہم دونوں میں محبت ہو گ ئی ذایان نے آخر میں کہانی ختم کی

”واہ ذایان بھائی ی ایسا بھی ہو تا ہے کیا“

علیزے نے چہکتے ہوئے کہا

”ہاں بھ ئی تمھارے ساتھ تو اس سے بھی بڑا حادثہ پیش آیا ہے تم کیوں حیران ہو رہی ہو“

انیک نے کہا

”ہاں بھ ئی آپ کے جن جیسے بھائی ی ملے“

علیزے نے منہ بناتے ہوئے کہا

”علیزے کچھ پوچھوں سچ سچ بتاؤ گی مجھے“ ذایان ایک دم سنجیدہ ہوا

”جی بھائی ی پوچھیں“

علیزے بھی سیدھی ہو کر بیٹھی

”تم خوش ہو نہ بھائی ی کے ساتھ“

ذایان نے سنجیدگی سے پوچھا

”خوش ہوں میں بہت سعد بہت محبت کرتے ہیں مجھ سے خیال بھی بہت رکھتے ہیں مجھے اور کیا چاہیے ہاں کبھی غصہ زیادہ کر لیتے ہیں لیکن دل سے بہت چاہتے ہیں مجھے“

علیزے نے سعد کی تعریفوں کے پل باندھ دیے

”اچھا ابھی تو نام بھی سننا پسند نہیں تھا اب پل بند گ ئے تعریفوں کے“

For more visit (exponovels.com)

انیک نے تمسخر اڑایا

"آپ چپ رہیں انیک بھائی ی
ذایان بھائی ی آپ کو جواب مل گیا اب بتائیں آگے کیا چاہتے ہیں آپ"
علیزے نے ایک کو چپ کروایا اور ذایان کی طرف متوجہ ہوئی ی

"گڑیا میں یہ چاہتا ہوں تم میری بھابی کے رشتے سے ایک بار دعا سے مل لو تا کہ وہ میری طرف سے مطمئ ن ہو جائے پھر ہم اس کے گھر رشتہ لے کر جائی یں گے"
ذایان نے دل کی بات کہی
"اچھا ٹھیک ہے میں سعد سے پوچھ کر آپ کے ساتھ چلوں گی"
"ارے نہیں نہیں پاگل لڑکی بھائی ی کو نہیں بتانا پتا نہیں وہ کیساری ایکٹ کریں گے پہلے تم مل لو پھر ہم بھائی ی کو بتائیں گے"

"لیکن ذایان بھائی ی ان کو بتائے بنا تو میں کہی نہیں جاسکتی آج جو ہوا وہ دیکھ چکے ہیں آپ سعد جان سے ہی مار دیں گے مجھے"
علیزے نے معصوم سے انداز میں کہا

”میری گڑیا تھوڑی دیر کی بات ہے میں آفس سے جلدی چھٹی لے لوں گا اور پھر تمھیں چھٹی کے وقت کالج سے پک کرلوں گا پھر دعا سے ملواتے ہوئے گھر لے آؤں گا“

ذایان نے پلین بتایا

”سعد اجازت دیں گے آپ کے ساتھ گھر آنے کی“

”ہاں میری جان کیوں نہیں میں خود لے لوں گا اجازت“

ذایان نے مسکراتے ہوئے کہا

”اچھا ٹھیک ہے“

علیزے راضی ہو گئی دعا کو وہ پہلے ہی بتا چکا تھا ملنے کے بارے میں

سعد کو اکیلے نیند نہیں آرہی تھی اسے علیزے کی کمی محسوس ہو رہی تھی

”علیزے آجاؤ یار اور کتنا انتظار کرواؤ گی“ سعد نے خود کلامی کی کچھ دیر کے بعد سعد اٹھ کر کھڑا ہو گیا

”بس اب اور برداشت نہیں ہو رہا علیزے تمھیں آنا ہو گا روم چاہے مجھے زبردستی ہی کیوں نہ کرنی پڑے“

سعد بڑبڑاتے ہوئے روم سے نکل گیا

سعد کوثر بیگم کے کمرے میں گیا

”کیا ہوا بیٹا سوئے نہیں ابھی تک“

کوثر بیگم نے سامنے کھڑے سعد سے پوچھا

”آپ کی بہو کے بنا نیند کہاں آتی ہے مجھے ہیں کہاں ہے وہ میڈم“

سعد نے کمرے میں طاہرانہ نظر ڈالتے ہوئے کہا

”اس کو کونسی آتی ہے تمھارے بنا نیند ذایان کے کمرے ہے وہ“

کوثر بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

”اوکے مما آپ سو جائیں“

سعد روم سے نکل گیا

کوثر بیگم دوبارہ لیٹ گئیں

ذایان انیک علیزے باتوں میں لگے تھے جب ہی دروازہ کھلا اور سعد اندر داخل ہوا

ایکدم سب کی زبانوں کو بریک لگا

"علیزے روم میں چلو"

سعد علیزے سے مخاطب ہوا

"مجھے نہیں جانا میں میکے آئی ی وی ہوں "علیزے نے بالکل ناراض بیویوں کی طرح کہا

انیک نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیے تھے اپنی ہنسی چھپانے کے لیے

ذایان گردن جھکائے مسکرا رہا تھا

سعد علیزے کے پاس آیا اور جھک کر اس کے کان میں کہا

"اگر تم پانچ منٹ میں روم میں نہ آئی یں تو میں تمھیں سب کے سامنے سزا دوں گا اور تم جانتی ہو تمھاری سزا کیا ہو گی"

سعد سیدھا ہوا اور اپنے روم میں چلا گیا

ذایان انیک کی نظریں علیزے پر تھیں وہ اس کے چہرے کے تاثرات سے سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے سعد نے کہا کیا ہے

"جا رہی ہوں میں اپنے روم میں"

علیزے نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا

"کیا کہا ہے تمھیں بھائی ی نے"

انیک نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"کچھ نہیں کہا"

علیزے روم سے نکل گ ئی

"تم کیوں مسکرائے جا رہے ہو انیک"

علیزے کے جانے کے بعد مسکرائے جا رہا تھا

"میں نے سن لیا تھا بھائی ی نے کیا کہا اس کو"

"کیا بتاؤ مجھے بھی کیا کہا"

ذایان نے آنکھیں بڑی کر کے کہا

”بھائی ی نے کہا اگر تم پانچ منٹ میں روم میں نہیں آئی یں تو میں تمھیں سب کے سامنے سزا دوں گا اور سزا تم جانتی ہو“

انیک نے مزے سے بتایا

”واٹ بھائی ی اس کو سزا دیتے ہیں“

ذایان نے حیرت سے کہا

”ارے بھائی ی تھوڑے رومنٹک ہو جاؤ بھائی ی اس کو کوئی ی رومنٹک سزا دیتے ہونگے جب ہی تو وہ چپ چاپ اٹھ کر چلی گ ئی“

انیک کو تو جیسے سب ہی معلوم تھا

”ہمم ٹھیک ہے چلو اب تم روم میں جاؤ نیند آرہی ہے مجھے“

”اوکے بھائی ی گڈ نائی ٹ“

”گڈ نائی ٹ چھوٹے“

انیک اپنے روم میں چلا گیا

For more visit (exponovels.com)

علیزے روم میں آئی ی تو سعد پہلے سے بیڈ پر لیٹا تھا وہ بھی بیڈ کے دوسرے سائیڈ پر جا کر لیٹ گ ئی علیزے کو لیٹے ہوئے کچھ ہی منٹ گزرے تھے سعد نے علیزے کا بازوں پکڑا اور اپنی طرف کھینچ لیا

"آہ کیا کر رہے ہیں چھوڑے مجھے دور ہٹے مجھ سے"
علیزے سعد کی بانہوں میں تڑپ رہی تھی لیکن سعد نے علیزے کو نہیں چھوڑا

"میری بات سنو اگر تم نے میری اجازت کے بغیر ایک قدم بھی گھر سے باہر نکالا تو ٹانگیں توڑ دوں گا تمھاری اب سو جاؤ خاموشی سے"
سعد نے علیزے کو مزید خود کے قریب کیا اور آنکھیں موند گیا

سعد کی پکڑ اتنی مضبوط تھی کہ علیزے ہل بھی نہیں پا رہی تھی اسی لیے خاموشی سے سو گ ئی ویسے بھی سعد کی بانہوں میں چھپے بنا علیزے کو نیند بھی نہیں آنی تھی

"دعا میں نے بھابی کو منا لیا اب بتاؤ کہاں ملاقات کرو گی"
ذایان نے خوشی خوشی دعا کو میسیج کیا

”آپ جہاں بولیں وہاں مل لیں گے“

دعانے جواب دیا

”نہیں زندگی تم بتاؤ جیسے تمھیں آسانی ہوگی وہی ملیں گے“

”ذایان مجھے جگہوں کے بارے میں نہیں معلوم آپ جانتے تو ہیں میں کہاں کہی جاتی ہوں“

”اچھا آئی سکریم پارلر میں مل سکتی ہو“

”جی کونسا آئی سکریم پارلر“ دعانے پوچھا

ذایان نے آئی سکریم پارلر کا بتایا تو دعانے ہامی بھرلی وہ اس کے اسکول سے کچھ دور تھا

”اوکے پھر کل ملتے ہیں زندگی“

”جی ٹھیک ہے خدا حافظ“

”خدا حافظ زندگی“

علیزے کی آنکھ کھولی تو سعد بیڈ پر نہیں تھا وہ پہلے ہی اٹھ چکا تھا واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی مطلب سعد نہا رہا

علیزے آنکھیں بند کر کے دوبارہ لیٹ گ ئی

سعد نہا کر آیا تو علیزے کو سوتا پا کر اس کے سر پر آ کھڑا ہوا
اپنے گیلے بال اس نے علیزے کے چہرے کے قریب لے جا کر زور زور سے ہلائے تو علیزے کے چہرے پر بالوں سے جھڑتی بوندیں کرنے لگی

علیزے نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں سعد کو خود پر جھکا دیکھ کر علیزے کی آنکھوں سے نیند فوراً بھاگی

"کیا کر رہے ہیں ہٹیں"

علیزے نے ہمت کر کے سخت لہجے میں کہا

"نہ ہٹوں تو" سعد نے علیزے پر اور جھکتے ہوئے کہا

"پہ پہ پلیز ہا ہٹیں"

علیزے سعد کے اتنے قریب آنے سے گھبرا گئی تھی

سعد کو علیزے پر ترس آیا اور وہ ہٹ گیا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو کر بال بنانے میں مصروف ہو گیا تھا

علیزے واشروم میں گھس گئی تھی

سب ہی ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے آج ضرورت سے زیادہ خاموشی تھی اس خاموشی میں علیزے کی آواز نے خلل ڈالا

"ذایان بھائی ی آج آپ مجھے کالج چھوڑ دیں گے"

"ذایان کیوں چھوڑے گا تمھیں کالج میں چھوڑ تا ہوں نہ روز"

سعد نے خفگی سے کہا

"مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ میں ذایان بھائی ی کے ساتھ ہی جاؤں گی ورنہ کالج ہی نہیں جاؤں گی"

علیزے بھی اپنی بات پر اڑی رہی

"بیٹا کیا ہوا روز سعد کے ساتھ تو جاتی ہو آج کیا ہو گیا"

کوثر بیگم نے پیار سے کہا

"مما یہ اکیلے میں مجھے دھمکیاں دیتے ہیں دوسری شادی کرنے کی اور مجھے کہتے ہیں مجھ سے پوچھے بغیر گھر سے باہر نکلو گی تو ٹانگے توڑ دوں گا"

علیزے نے روتے روتے کہا

سعد کا منہ کھلا رہ گیا سعد کو اندازہ نہیں تھا وہ اس کے دوسری شادی والے مذاق کو اتنا سیریس لیتی ہے

”سعد کیا سن رہی ہوں یہ میں تم میری بیٹی کو دھمکیاں دیتے ہو“
کوثر بیگم نے آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا

”مما میں تو مذاق کرتا ہوں اس سے اس نے تو سیریس ہی لے لیا میرا مذاق“
سعد نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا

”جھوٹے کہی کے“ علیزے بڑبڑائی ی

”کیا مجھے جھوٹا کہا تم نے“
برابر میں بیٹھے سعد نے علیزے کی بڑبڑاہٹ سن لی تھی اس کو صدمہ ہوا

”میں ذایان بھائی ی کے ساتھ جاؤں گی کالج بس ذایان بھائی ی آپ چھوڑ دیں گانہ“
علیزے ذایان سے مخاطب ہوئی ی

For more visit (exponovels.com)

”کیوں نہیں گڑیا چھوڑ دوں گا“

ذایان نے ہامی بھر لی

”اچھا بھ ئی میں تو جا رہا ہوں یونیورسٹی دعا کرنا میرا پیپر اچھا ہو“

”گڈ لک چھوٹے“ سعد نے کہا

”تھینک یو بھائی ی“

”انیک بھائی ی میں دعا کرونگی آپ کے لیے آپ کے سارے پیپر اچھے ہو“

علیزے نے مسکراتے ہوئے کہا

”تھینکس گڑیا“

انیک نے علیزے کے سر بر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

”میں دعا کرونگا پیپر میں وہ ہی آئے جو انیک نے یاد نہ کیا ہوا ہو“

یہ ذایان تھا کسی بات کو سیریس لینا تو ذایان کو آتا نہیں تھا

”کبھی اچھا نہ بولنا تم“

انیک نے جل کر کہا

”انیک چھوڑو یہ نہیں سدھرے گا تم جاؤ اچھے سے پیپر دے کر آنا“

کوثر بیگم نے کہا

”او کے خدا حافظ“

”چلو گڑیا چلیں“

”جی بھائی ی چلیں علیزے اور ذایان بھی چلیں گ ۓ“

سعد ان دونوں کی پشت دیکھتا رہ گیا

”سعد تمھیں آفس نہیں جانا“

کوثر بیگم نے سعد کو بیٹھا دیکھا تو پوچھا

”مما دیکھیں نہ اپنی بیٹی کو کیسے نخرے دیکھا رہی ہے مجھے“

سعد نے بچوں کی طرح شکایت کی

”تو بیٹا کل جو تم نے اس کے ساتھ کیا اتنے نخرے دیکھانے کا حق تو بنتا ہے اس کا“
کوثر بیگم نے مسکراہٹ دبا کر کہا

”ہمم ٹھیک ہے منالوں گا میں اس کو ہاتھ تو لگے وہ میرے“
سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

”اور مجھے یقین ہے وہ مان جائے گی“
کوثر بیگم نے بھی سعد کی مسکراہٹ کا ساتھ دیا

”ہائے“ ردا نے پیچھے سے علیزے کے کندھے پر ہاتھ رکھا

علیزے ابھی ذایان کی بائی یک سے اتری ہی تھی ردا نے گھیر لیا اس کو

”یہ ذایان بھائی ی ہیں کیا“
ردا نے ذایان کو آج پہلی بار دیکھا تھا

ہاں یہ ذایان بھائی ی ہیں علیزے نے کہا

"اَلسلامُ عَلَیُکم بھائی ی کیسے ہیں آپ"

"وَعَلَیُکم السَّلَام میں ٹھیک ہوں"

ذایان نے علیزے کو آنکھوں سے اشارہ کیا یہ کون ہے

"ارے یہ میری دوست اور سعد کی منہ بولی بہن ہے"

علیزے نے ذایان کو تفصیل بتائی

"اوہ تو یہ ہے وہ جس کی باتیں کر کے تم سارا دن ہمارا سر کھاتی ہو"

ذایان نے مذاق کے انداز میں کہا

"جی بھائی ی میں ہی وہ اسپیشل بندی ہوں جس کی یہ تعریفیں کرتی ہے"

جواب علیزے کے بجائے ردا نے دیا تھا

"اوہ گڈ چلو آج سے تم میری بھی بہن جیسے علیزے میرے لیے ہے ویسے ہی تم ہو آج سے" ذایان نے مسکراتے ہوئے ردا کے سر پر ہاتھ رکھا

"واہ علیزے میرے بھی دو بھائی ہو گئے"
ردا چہکی

"دو کیوں تین ہوئے انیک بھائی بھی تو ہیں" علیزے نے اضافہ کیا انیک کا

"نہیں وہ میرے بھائی نہیں وہ بہت کھڑوس ہیں سیدھے منہ مجھ سے بات بھی نہیں کرتے" ردا کو کل والا واقعہ یاد آیا

"ہاں وہ ذرا لڑکیوں سے دور ہی رہتا ہے شاید اسی لیے تمھیں کھڑوس لگا وہ گڑیا کے علاوہ اس کی زندگی میں کبھی کوئی لڑکی نہیں آئی"
ذایان انیک کے لیے ہمدردی دیکھائی

"ہمم ٹھیک ہے بھائی آپ کہہ رہے ہیں تو مان لیتی ہوں"
ردا نے جواب دیا

"میں چلتا ہوں اب چھٹی میں لینے آجاؤں گا"

"اوکے بھائی ی خدا حافظ"

"خدا حافظ مائے سویٹ سسٹرس"

ذایان بھی چلا گیا

"آج سعد بھائی ی کیوں نہیں آئے"

ردا نے ذایان کے جاتے ہی پوچھا

"ان سے ناراض ہوں میں"

علیزے نے صاف گوئی ی کا مظاہرہ کیا

"کیوں کیا ہوا"

ردا بے چین ہوئی ی

پھر علیزے اپنے اوپر ہوا ظلم ردا کا سنانے لگی اور دونوں باتیں کرتی کرتی کالج میں داخل ہو گ ئی یں

سعد کے موبائل پر کال آ رہی تھی اس نے دیکھا تو ذایان کی کال تھی
سعد نے مسکراتے ہوئے کال پک کی

”جی بولیں کیسے یاد آئی ی بھائی ی کی“
سعد نے روکھے انداز میں کہا

”ابھی تک ناراض ہیں آپ مجھ سے آئی ی ایم سوری بھائی ی میں نے بس کل علیزے کا ساتھ اسی لیے دیا تھا اس کو یہ نہ لگے وہ اکیلی ہے
آپ کو کل کچھ زیادہ ہی غصہ آ گیا تھا مجھے ڈر تھا وہ آپ سے بد ظن نہ ہو جائے پھر اس کو احساس بھی ہو تا کہ اس کے ماں باپ نہیں تو آپ اس کے ساتھ ایسا کر رہے ہو“
ذایان ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہو گیا

”ذایان تمھیں پتا ہے تم سنجیدہ بلکل اچھے نہیں لگتے“
سعد نے ہنستے ہوئے کہا

”کیا بھائی ی آپ بھی نہ مجھے لگا آپ مجھ سے ناراض ہیں“
ذایان نے خفگی سے کہا

”ارے پاگل میں اپنے شیطان بھائی ی سے کبھی ناراض ہو سکتا ہوں کیا“

سعد نے مذاقیہ کہا

”جی کبھی نہیں اچھا وہ آج آفس سے میں جلدی فری ہو گیا ہوں علیزے کو میں پک کر لوں کالج سے“

ذایان نے مطلب کی بات کی

”ہاں تم کر لو پک میرے ساتھ تو شاید وہ جائے گی بھی نہیں نخرے کرنے جو سیکھ گ ئی ہے“سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

”اوکے بھائی ی مجھے یقین ہے آپ اسے منالیں گے“

ذایان نے ہنستے ہوئے کہا

”ہاں بلکل خدا حافظ“

”خدا حافظ“

ذایان علیزے کی کالج کے راستے پر چل دیا تھا

ذایان نے علیزے اور ردا کو کالج کے دروازے سے باہر آتے دیکھا تو ہاتھ ہلا کر اپنی طرف متوجہ کیا

ذایان کو دیکھ کر ردا اور علیزے اس کے پاس آگ ئی یں

"میری گاڑی بھی آگ ئی"

ردا نے سامنے روڈ پر آتی اپنی کار کو دیکھ کر کہا

"خدا حافظ علیزے ذایان بھائی ی گڈ لک"

"تھینک یو سویٹ سسٹر لیکن یہ گڈ لک کہا کس لیے ہے"

"مجھے علیزے نے سب بتا دیا ہے آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں"

ردا نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا

"اوہ اچھا میں سمجھ گیا دعا کرنا وہ میری ہو جائے"

ذایان نے محبت سے دعا کو سوچتے ہوئے کہا

"جی بھائی ی میں ضرور کروں گی اب میں چلتی خدا حافظ"

"اوکے خدا حافظ"

"تمھارے پیٹ میں کوئی ی بات نہیں ٹکتی ہے"

ذایان نے ردا کے جاتے ہی علیزے کو گھیر لیا

"بھائی ی وہ میری بیسٹ فرینڈ ہے نہ میں اس سے کچھ نہیں چھپاتی وہ نہیں بتائے گی کسی کو کچھ"

"ہمم ٹھیک ہے چلو دیر ہو رہی ہے"
ذایان نے بائی یک پر بیٹھتے ہوئے کہا

"او کے بھائی ی"
علیزے بھی بائی یک پر بیٹھ گ ئی

ردا کے موبائل پر سعد کی کال آ رہی تھی
"یہ سعد بھائی ی مجھے کیوں کال کر رہے ہیں" ردا نے سوچتے ہوئے کال اٹھائی ی

"اَلسَلامُ عَلَیکُم بھائی ی"

For more visit (exponovels.com)

"وَعَلَیکُم السَّلام کیسی ہو"

"جی میں ٹھیک آپ بتائیں اس وقت کیسے کال کی آپ نے مجھے"

"ذایان اور علیزے کہاں گ ۓ ہیں"

سعد سیدھی کام کی بات کی

"وہ تو گھر گ ۓ ہیں"

ردا نے گھبراتے ہوئے کہا

"ردا گڑیا بری بات بڑے بھائی ی سے جھوٹ نہیں بولتے چلو جلدی سے بتاؤ کہاں مل رہے ہیں وہ اس لڑکی سے"

سعد نے پوری بات بتائی

"بھائی ی آپ کو کیسے معلوم"

ردا کو جھٹکا لگا تھا

For more visit (exponovels.com)

”میں ان سے پہلے آیا ہوں اس دنیا میں مجھے ہر چیز کی خبر ہوتی ہے چلو جلدی سے بتاؤ کہاں مل رہے ہیں وہ“
سعد نے اس دفع تھوڑی سختی سے کہا

”وہ لوگ اسی آئی سکریم پارلر میں گ ئے ہیں جہاں سے آپ آئی سکریم کھاتے ہو“
ردا نے بتا ہی دیا

ا

”و کے گڑیا پھر بات ہو گی خدا حافظ“
سعد نے کال کاٹ دی

”سعد بھائی ی کو تو سب پتا ہے پہلے سے اب تو خیر نہیں ذایان بھائی ی اور علیزے کی“
ردا بڑبڑائی ی

”گڑیا تم یہاں بیٹھو میں دیکھ کر آتا ہوں دعا کو“
ذایان نے آئی سکریم پارلر میں علیزے کو ایک کرسی پر بیٹھایا اور خود دعا کی راہ دیکھنے کھڑا ہو گیا

دعا نے آج اسکول سے جلدی چھٹی لے لی تھی ویسے تو دو بجے تک چھٹی ہوتی تھی اس کی آج وہ بچوں کی چھٹی ہونے کے ساتھ ہی ایک بجے اسکول سے نکل گ ئی تھی وہ بہت ڈر بھی رہی تھی وہ پہلی دفع ایسے کسی لڑکے سے ملاقات کر رہی تھی وہ بار بار اپنے سر کی چادر درست کرتی جلدی جلدی قدم بڑھا رہی تھی اس کو آج ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر شخص کی نظر اس پر ہے جیسے سب کو پتا ہو وہ کسی لڑکے سے ملنے جا رہی ہے دعا ائی سکریم پارلر کے سامنے والے روڈ پر تھی جب ہی اس کی نظر آئی سکریم پارلر کے باہر کھڑے ایک خوبرو نوجوان پر

For more visit (exponovels.com)

پڑی وہ پریشان سا کبھی دائیں طرف دیکھتا تو کبھی بائیں طرف کبھی ادھر اُدھر چکر کاٹنے لگتا پھر اس نے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور کال ملانے لگا

دعا اس خوبرو نوجوان کو دیکھنے میں محو تھی جب ہی اس کے موبائل پر آتی کال نے اسے ہوش دلایا
اس نے موبائل دیکھا تو ذایان کی کال تھی اس نے جلدی سے کال اٹھائی

”کہاں ہو یار زندگی کب سے ویٹ کر رہا ہوں“ ذایان نے سوال کیا

”جی میں آئی سکریم پارلر کے سامنے والے روڈ پر ہوں“
دعا نے اسی خوبرو نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا جو کال پر بات کر رہا تھا

ذایان نے دعا کی بات سن کر سامنے والے روڈ پر نظر ڈالی تو ایک مومی گڑیا کالی چادر میں خود کو چھپائے فون کان سے لگائے اسے ہی دیکھ رہی تھی ذایان مسکرایا

”زندگی بلیک چادر میں تم ہو“
ذایان نے محبت سے پوچھا

"جی میں ہی ہوں"

دعا نے شرماتے ہوئے کہا کیونکہ ذایان کے نظریں ابھی بھی دعا پر تھیں

"واہ میری جان کسی حسین پری سے کم نہیں تم" ذایان نے مسکراتے ہوئے کہا

دعا نے شرماتے ہوئے چادر دانتوں تلے دبالی اور کال کاٹ دی

ذایان نے جلدی جلدی روڈ کراس کیا اور دعا کے پاس پہنچ گیا
دعا نظریں جھکائے کھڑی تھی

"زندگی یہی کھڑی شرماتی رہو گی میری بھابی سے نہیں ملو گی"
ذایان نے دھیمے لہجے میں کہا

"جی چلیں" دعا نے شرماتے ہوئے کہا

ذایان اس کو اپنے ساتھ روڈ کراس کروا کر لے آیا
"آپ کی بھابی کہاں ہیں"

For more visit (exponovels.com)

دعا نے آئی سکریم پارلر کے قریب پہنچ کر پوچھا

"وہ دیکھوں وہ بیٹھی اندر"

ذایان نے دروازے کے اندر داخل ہوتے ہوئے ایک کونے میں بیٹھی علیزے کی طرف اشارہ کیا جو آئی سکریم کھانے میں مصروف تھی

"وہ لڑکی آپ کی بھابی ہے"

دعا نے بے یقینی سے پوچھا

"آپ مذاق کر رہے ہیں نہ"

دعا نے مسکراتے ہوئے کہا

"نہیں آئی ی ایم سیریس"

ذایان سنجیدہ تھا

"ذایان دیکھیں مزاق بند کریں وہ تو کوئی ی اسکول گرل لگ رہی ہے"

دعا بھی سنجیدہ ہوگ ئی

"ہاں میں اس کو کالج سے تو لایا ہوں"

"ذایان پلیز بہت ہو گیا مزاق بند کریں مجھے گھر بھی واپس جانا ہے مجھے دیر ہو جائے گی" دعا چڑ ہی گ ئی تھی

"زندگی تمھیں یقین کیوں نہیں ہو رہا ہے میری بھابی تم چلو تو سہی میں ملواتا ہوں اس سے"

"نہیں مجھے نہیں ملنا کسی سے آپ میرا وقت ذایعہ کر رہے ہیں میں پاگل تھی جو آپ کی باتوں میں آگ ئی جا رہی ہوں میں"

دعا دروازے سے باہر نکل گ ئی دعا کو غصہ آ گیا تھا

ذایان کی تو جان ہی نکل گ ئی تھی

"نہیں نہیں پلیز دعا اندر چلو میں مزاق نہیں کر رہا سچ میں وہ میری بھابی ہے پلیز پلیز دعا ایک بار میری بات مان لو"

ذایان نے التجا کی

"آپ کسی بھی کالج گرل کو لا کر کہیں گے کہ وہ آپ کی بھابی ہے اور میں مان لوں گی آپ نے مجھے اتنا بے وقوف سمجھا ہوا ہے میں......."

"یہاں کیا ہو رہا ہے"

دعا آگے بھی کچھ بولتی کہ کسی نے آکر ان کی باتوں میں ٹانگ اڑائی ی

ذایان کی نظر سامنے کھڑے شخص پر بڑی تو صدمے سے کچھ قدم پیچھے ہوا کہی تھپڑ ہی نہ پڑ جائے

دعا بھی سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی جو کچھ کچھ ذایان سے مشابہت رکھتا تھا پھر اس نے ذایان کو دیکھا جس کی آنکھوں میں حیرانگی اور ڈر کے ملے چلے تاثرات تھے

"بھا بھائی ی آپ" ذایان نے گھبراتے ہوئے کہا

ذایان کی زبان سے لفظ بھائی ی سن کر دعا سمجھ گ ئی کہ وہ ذایان کا بڑا بھائی ی ہے

"ہاں میں تمھیں کیا لگتا ہے تم اور تمھاری وہ چھوٹی سی بھابی مجھے کچھ بتاؤ گے نہیں تو مجھے کچھ پتا نہیں چلے گا"

سعد نے دعا اور ذایان کی باتیں سن لیں تھیں اس لیے اپنے آپ سے اس نے علیزے کو بھابی کہا

دعا سمجھ گ ئی ذایان سچ کہہ رہا تھا

"وہ وہ بھائی ی ہم تو بس"

ذایان نے اتنا ہی کہا تھا کہ سعد نے اس کی بات کاٹ دی

"بس باقی باتیں اندر چل کر ہو نگی چلو اب اندر دعا آپ بھی اندر چلیں گھبر ائی یں نہیں میر ابھائی ی شر ارتی ضرور ہے لیکن آپ سے بے لوث محبت کر تا ہے"

سعد نے ذایان کا کیس مضبوط کر نا چاہا

دعا خاموشی سے ان کے ساتھ اندر چلی گ ئی

"گڑیا"

علیزے جو آئی سکریم کھانے میں مصروف تھی ذایان کی آواز پر نظر اٹھا کر دیکھا

"یہ ہے دعا"

ذایان نے برابر میں دعا کی طرف اشارہ کیا

"اَلسَلامُ عَلَیکُم دعا آپی"

علیزے نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ملایا

"وَعَلَیکُم السَّلَام"

دعا نے مسکراتے ہوئے باربی ڈول جیسی دیکھتی علیزے سے ہاتھ ملایا

”آئی یں آپی بیٹھیں“

علیزے نے دعا کو اپنے ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کی آفر کی

دعا مسکراتے ہوئے بیٹھ گ ئی

جب اس کی نظر سامنے سے آتے سعد پر پڑی سعد کی کوئی ی کال آگ ئی تھی وہ بات کرنے روک گیا تھا

سعد کو دیکھ کر علیزے کی آنکھیں باہر آگ ئی یں اوپر کا

اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا

”ذایان بھائی ی یہ یہاں کیا کر رہے ہیں“

علیزے نے سکتے کی حالت میں پوچھا

”ہیلو مائے سویٹ وائی ف“

سعد نے علیزے کا کھلا منہ بند کرتے ہوئے کہا

”چلو بیٹھو ایسے کیا کھڑی ہو“

سعد علیزے کو بیٹھنے کا کہہ کر خود بھی ذایان کے ساتھ بیٹھ گیا

علیزے دعا کو ڈری ڈری لگی علیزے کو سعد کا کل والا غصہ یاد آگیا تھا

علیزے نظریں نیچے کرے اپنی آئی سکریم پر جھک گ ئی تھی اپناڈر چھپانے کی کوشش کر رہی تھی

"چلو ذایان آئی سکریم منگوائو"

"تم یہ مجھے دو"

سعد ذایان کو حکم دے کر علیزے کی آئی سکریم چھین چکا تھا

"میری آئی سکریم"

علیزے کا ڈر غائب ہوا تھا

"دو بائٹ کی آئی سکریم تھی لے کر بیٹھی تھیں تم دیکھوں میں نے صاف کر دی"

سعد نے خالی کپ علیزے کو دیکھایا

"آپ کا بس نہ چلیں آپ مجھے بھی کھا جائیں"علیزے نے چڑ کر کہا

"کھا ہی جاؤں گا کسی دن تمھیں بہت میٹھی ہو تم"

سعد نے معنی خیزی سے کہا

علیزے کو کوئی جواب نہیں ملا تو منہ پھلا کر بیٹھ گ ئی

For more visit (exponovels.com)

دعا کو ان دونوں کی نوک جھوک اچھی لگ رہی تھی

ذایان مسکراتی دعا کو مبہوس سا دیکھ رہا تھا

دعا کو اپنے چہرے پر ذایان کی نظروں کی تپش کا احساس ہوا تو وہ شرما کر نیچی نظریں کر کے اپنے گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھنے لگی

ذایان نے آئی سکریم کا آرڈر دیا

سعد کو دعا کا انٹرویوں لینا یاد آ گیا

"ہاں تو دعا آپ کے فادر کیا کرتے ہیں"

سعد نے دعا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

"جی وفات پا چکے ہیں"

دعا نے دھیمے لہجے میں کہا

"اوہ سوری" سعد شرمندہ ہوا

For more visit (exponovels.com)

”اٹس اوکے“ دعا آہستہ سے کہا

”اچھا آپ کتنے بہن بھائی ہیں“

”جی میں ہوں میرے ایک بھائی ہیں ان کی شادی ہو چکی ہے“
دعا نے سوچا سعد شاید پوچھے اس لیے اس نے خود ہی بتا دیا

”گڈ اور آپ کیا کرتی ہو“
سعد نے اب دعا کے بارے میں پوچھا

”جی میں اسکول ٹیچر ہوں“
دعا نظرے جھکا کر ادب سے سعد کے ہر سوال کا جواب دے رہی تھی

ذایان اس مومی گڑیا کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا
اتنے میں ویٹر آئی سکریم لے کر آگیا

ویٹر آئی سکریم لے کر آیا تو تین آئی سکریم دیکھ کر علیزے کو صدمہ ہوا

”میری آئی سکریم کہا ہے“

سب اپنی اپنی آئی سکریم لے چکے تھے علیزے رہ گ ئی تھی

”ابھی تو کھا کر بیٹھی ہو تم آئی سکریم“

ذایان نے کہا

”تھوڑی سی کھائی ی تھی سعد نے کھالی تھی میری آئی سکریم تو“

علیزے نے جلدی سے کہا

”جھوٹی دو بائ ٹ کی آئی سکریم تھی اس میں اور میں کھا گیا تمھاری آئی سکریم“

سعد نے علیزے کو گھورتے ہوئے کہا

”مجھے نہیں پتا میں ایک اور آئی سکریم کھاؤں گی“

”موٹی ہو رہی ہو دن بہ دن تم مجھے موٹی لڑکیاں نہیں پسند نہیں ملے گی تمھیں اب آئی سکریم“

سعد بڑے مزے سے آئی سکریم کھاتے ہوئے بولا

”دعا آپی دیکھیں میں موٹی ہو رہی ہوں کیا“علیزے نے دعا کی طرف رخ کر کے پوچھا

”نہیں تم تو بلکل موٹی نہیں ہو“
دعا نے مسکراتے ہوئے کہا

”سعد مجھے بھی کھانی ہے نہ آئی سکریم“
علیزے نے اب سعد کو تنگ کرنا شروع کیا

”اچھا بابا یہ لو کھاؤ میں اپنی جان کو چھوڑ کر کھا سکتا ہوں کیا آئی سکریم“
سعد نے محبت سے اپنے ہاتھ سے علیزے کو آئی سکریم کھلائی ی

علیزے سعد کی اتنی محبت پر خوش ہو گ ئی
تھی اور سعد کے ہاتھ سے بڑے مزے سے آئی سکریم کھا رہی تھی

دعا حیرت سے ان کو دیکھ رہی تھی انھیں آس پاس کے لوگوں کی کوئی ی پروا نہیں تھی

"دعا ان کو چھوڑو یہ ایسے ہی ہیں تم آئی سکریم کھاؤ"
ذایان نے دعا کا دھیان آئی سکریم کی طرف کیا

جی دعا نظریں جھکا کر آئی سکریم کھانے لگی

"تو دعا ہماری طرف سے آپ رشتہ پکا سمجھیں آپ جب کہو گی ہم رشتہ لے کر آ جائیں گے"
سعد آئی سکریم کھا چکا تھا اب اس کو یاد آیا تھا وہ اپنے بھائی کے لیے یہاں آیا تھا دعا نے شرما کر سر جھکا لیا تھا

"واؤ مطلب میں اب ان کو بھابی کہہ سکتی ہوں" دعا نے خوشی سے کہا

"یہ تم دعا سے پوچھو کیا وہ راضی ہے میری زندگی میں شامل ہونے کے لیے"
ذایان نے جواب علیزے کو دیا لیکن نظریں اس کی دعا پر تھی

"میں امی سے بات کر کے جواب دوں گی"
دعا نے آہستہ سے کہا

"دعا جیسے آپ کی مرضی لیکن میرے بھائی کا دل نہیں توڑنا بس"

سعد کو اپنے شیطان بھائی ی کا خیال آیا

”جی اب میں چلتی ہوں“

دعا نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا

”چلو میں چھوڑ دوں بائی یک پر“

ذایان نے آفر کی

”نہیں میں چلی جاؤں گی شکریہ“

”اچھا دروازے تک چھوڑ آتا ہوں“

ذایان کو پتا تھا دعا کبھی اس کے ساتھ نہیں جائے گی اس لیے اس نے دوبارہ نہیں

جی دعا سب کو خدا حافظ کہتی ذایان کے ساتھ چلدی

”اہم اہم“

سعد نے علیزے کا دھیان اپنی طرف کیا

For more visit (exponovels.com)

”کیا ہے“

علیزے کو اب یاد آیا تھا کہ وہ تو سعد سے ناراض تھی

”دن ہے تمھیں نظر نہیں آ رہا“

سعد نے مسکراہٹ دبا کر جواب دیا

”سب نظر آ رہا ہے مجھے آپ کو نظر نہیں آ رہا میں آپ سے ناراض ہوں“

علیزے نے منہ پھلا کر کہا

”زبان کچھ زیادہ نہیں چل رہی ہے تمھاری“ سعد نے سنجیدہ لہجے میں کہا

اتنے میں ذایان آ گیا

”بھائی ی آپ مجھے بتائیں گے آپ کو کیسے پتا چلا ہماری اس ملاقات کا“

ذایان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا

”کل رات کو میں علیزے کو لینے مما کے روم میں گیا تو معلوم ہوا وہ تمھارے روم میں ہے تو میں روم کے قریب پہنچا ہی تھا کہ تمھاری آواز آئی ی تم اپنی لو سٹوری سنا رہے تھے تو میں نے بھی سن لی“

ذایان سمجھ رہا تھا سعد کو صرف ملنے کا معلوم ہے لیکن سعد کو تو پوری کہانی معلوم تھی

”بھائی ی پلیز مما کو کچھ نہیں بتانا“

ذایان نے التجا کی

”نہیں بتا رہا یار پریشان نہیں ہو تم بس آج کے بعد مجھ سے کچھ نہیں چھپانا“

سعد نے تنبیہ کی

”اوکے بھائی ی نہیں چھپاؤ ں گا“

”اب تم گھر جاؤ مما پریشان ہو رہی ہوں گی اپنی بھابی بیگم کو یہی چھوڑ دو میں لے آؤ ں گا“

سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

For more visit (exponovels.com)

”نہیں ذایان بھائی ی میں آپ کے ساتھ ہی گھر جاؤں گی یہ مجھے ڈانٹے گے میں ان سے پوچھے بغیر آپ کے ساتھ جو آگ ئی“

علیزے نے ڈرتے ذرتے کہا

”تم نے مجھے سچ کا جن سمجھا ہوا ہے کیا نہیں ڈانٹ رہا میں تمھیں اب چلو میرے ساتھ“ سعد نے علیزے کی کلائی ی اپنے ہاتھ میں لی اور دروازے کی طرف چلدیا ذایان بھی پیچھے پیچھے تھا

باہر آ کر ذایان گھر کی طرف نکل گیا سعد علیزے کو لے کر دوسرے راستے پر نکل گیا

”ہم کہاں جارے ہیں“

علیزے کتنی بار پوچھ چکی تھی لیکن سعد کچھ بتا ہی نہیں رہا تھا بس خاموشی سے ڈرائی یو کر رہا تھا

”سعععععععععععععد“

علیزے سعد کے کان کے پاس زور سے چیخی

”افففففف میرے کان علیزے پاگل ہو گ ئی ہو کیا بھیرا کرو گی مجھے“

”اوہ تو سنائی دیتا ہے آپ کو کب سے پوچھ رہی ہوں کہاں جارہے ہیں آپ بتا ہی نہیں رہے“

”میری جان تھوڑا صبر کرو بس پہنچنے والے ہیں“
سعد نے پیار سے کہا تو علیزے خاموش ہو کر بیٹھ گ ئی

”کاش انیک آپ بھی مجھ سے اتنی محبت کرتے جتنی سعد بھائی ی علیزے سے اور ذایان بھائی ی دعا سے کرتے ہیں کیا میں ایسے ہی تڑپتی رہوں گی آپ کے پیار کے لیے میرے نصیب میں آپ کا پیار نہیں کیا“
ردا کے دماغ میں روز اسی قسم کے سوچیں آتی تھیں وہ روز اپنے کمرے میں بیٹھ کر محبت ہو جانے کا سوگ مناتی تھی اس کی محبت کی گواہی اس کا آنسوؤں سے بھیگا تکیہ دیتا تھا
ان سب سے انجان انیک ردا کے لیے اپنے دل میں ایک غلط فہمی کی دیوار کھڑی کر چکا تھا

"واؤ سعد آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا آپ مجھے ساحل پر لانے والے تھے میں بہت خوش ہوں میرا کتنا دل تھا یہاں آنے کا سعد میں آج بہت بہت خوش ہوں"

علیزے خوشی سے چھومتی ہوئی ی سعد کے سینے سے لگ گ ئی

سعد پہلے تو حیران ہوا کیوں کہ علیزے کبھی بھی اس طرح اس کے قریب نہیں آئی ی تھی پھر مسکرا کر علیزے کو اپنی پناہوں میں لے لیا

"اب تو ناراض نہیں ہونا مجھ سے"

"نہیں میں بہت خوش ہوں"

"تو پھر مجھے بھی خوش کر دو"

”کیا مطلب آپ خوش نہیں ہو گیا“

علیزے نے سعد کے سینے سے سر اٹھا کر پوچھا

”خوش ہوں لیکن تمھاری طرح بہت زیادہ خوش ہونا چاہتا ہوں“

”وہ کیسے ہونگے“

وہ دونوں ساحل کے کنارے کھڑے ایک دوسرے میں کھو گ ئے تھے

سورج کی روشنی اور دھوپ کی تپش سے بھی ان پر کوئی ی اثر نہیں ہو رہا تھا سمندر کی لہریں ان کے پاؤ ں کو چوم رہی تھیں دونوں کے پاؤ ں جوتوں سے آزاد تھے

سعد علیزے کو ساحل کے اس سائی یڈ لایا تھا جہاں کوئی ی نہیں تھا اسی لیے وہ دونوں لاپرواہ تھے ہر چیز سے

علیزے کی سوالیہ نظریں اب بھی سعد کے چہرے پر ٹکی تھیں

ذایان گھر پہنچ چکا تھا اس نے کوثر بیگم کو بتا دیا علیزے سعد کے ساتھ ہے کوثر بیگم کو بھی اطمینان ہو گیا تھا سعد علیزے کو منا لے گا

اب انیک بیٹھا ذایان کا سر کھا رہا تھا

"یار بھائی ی بتاؤ نہ کیسی ہے وہ اس کو تم پسند آئے یا نہیں"

"وہ بلکل موم کی گڑیا جیسی ہے دودھ جیسی سفید کانچ سی آنکھیں مخملی گال پتلے پتلے ہونٹ میرے کندھے پر آتی ہے وہ بات کرنے کا مہذب طریقہ جب وہ مسکراتی ہے تو اور خوبصورت لگتی ہے مجھے ایسا لگتا ہے مجھے اس دنیا میں ہی حور مل گ ئی ہو"

ذایان دعا کو اپنی سوچ میں مسکراتا دیکھ رہا تھا خود بھی مسکرا رہا تھا

"بھائی ی دعا گنجی ہے کیا" انیک کی بات پر ذایان کو جھٹکا لگا

"کیا بکواس کر رہا ہے یہ"

"تو تم نے سب کچھ بتایا یہ نہیں بتایا اس کے بال کیسے تھے"

"ہاں تو وہ سر پر چادر اوڑھی تھی کیسے دیکھتا اس کے بال"

ذایان نے انیک کو گھورتے ہوئے کہا

"اوہ اچھا" انیک مسکرا دیا

"مجھے میٹھا کھانا ہے پھر میں بھی تمھاری طرح خوش ہو جاؤں گا"
سعد نے علیزے کے ہونٹوں پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا

سعد کی بات کا مطلب سمجھ کر علیزے کی نظریں شرم سے جھک گ ئی

سعد نے علیزے ٹھوڑی انگلی سے اوپر کی علیزے کی آنکھیں ابھی بند تھیں مگر اس نے کوئی ی مزاحمت نہیں کی تھی نہ ہی وہ پیچھے ہٹی تھی

سعد کو اجازت مل گ ئی تھی اور سعد آہستہ آہستہ اس کے لبوں پر جھک رہا تھا علیزے کے ہاتھ سعد کے کندھوں پر تھے سعد کا لمس اپنے ہونٹوں پر محسوس کر کے اس نے سعد کی شرٹ اپنی مٹھی میں قید کر لی تھی

سعد نے اپنا منہ میٹھا کر کے علیزے کو زور سے اپنی بانہوں میں بھیچ لیا تھا

وہ بھی شرمائی ی سی سعد کے سینے میں منہ چھپا گ ئی وہ دونوں کچھ وقت وہاں گزار کر سمندر کو اپنی محبت کا گواہ بنا کر گھر آگ ئے تھے سعد علیزے کو گھر چھوڑ کر واپس آفس چلا گیا تھا

For more visit (exponovels.com)

"کہاں لے کر گ ئے تھے بھائی ی تمھیں"

انیک نے اس طرح پوچھا جیسے علیزے کی کوئی ی پکی سہیلی ہو

"انیک بھائی ی پوچھیں نہیں بس آج تو وہ مجھے میری فیوریٹ جگہ لے کر گ ئے تھے ساحل پر"

علیزے نے چہکتے ہوئے کہا

"واہ بھ ئی میری گڑیا کے تو مزے آگ ئے"

ذایان نے بھی ان کی باتوں میں حصہ لیا

"مزے تو آپ کے بھی آئے ہیں بھابی سے جو ملاقات ہوئی ی ہے"

علیزے نے ذایان کو چھیڑا

"ارے چپ پگلی مما نے سن لیا تو ابھی جھاڑو سے ستائی ی کر دیں گی میری"

ذایان نے علیزے کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا

انیک نے قہقہ لگایا علیزے نے بھی ذایان کا ہاتھ ہٹایا اور ہسنے لگی ذایان بھی ان دونوں کو دیکھ کر ہنسنے لگا

For more visit (exponovels.com)

”ارے سعد کہاں رہ گیا ہے میرا بچہ ابھی تک نہیں آیا“

کوثر بیگم پریشان سی ادھر اُدھر چکر لگا رہیں تھیں

”آج علیزے بیگم کو منانے کے چکر میں بھائی ی نے جو ٹائی م خراب کیا ہے اس کی بھرپائی ی کر رہے ہو نگے وہ“

انیک نے کہا

”چپ کرو تم خبردار جو تم نے نظر رکھی ان کی محبت پر میرے بچوں کی محبت ہمیشہ قائی م رہے“

کوثر بیگم نے انیک کو جھاڑا

”آمیییین میری پیاری مما میری گڑیا اور میرا بھائی ی ہمیشہ خوش رہیں“

ذایان نے ماں خود سے لگاتے ہوئے کہا

”آمین مجھے بھی گلے لگا لیں مما“

انیک کو بھی ماں سے لاڈ اٹھوانے کا خیال آیا

”آ جاؤ تم تمھیں کس نے منا کیا ہے“

For more visit (exponovels.com)

کوثر بیگم نے بانہیں پھیلائی ی
انیک بھی مسکراتا ہوا کوثر بیگم کے کندھے سے لگ گیا

”مما یہ آپ کی بیٹی کہاں غائی ب ہے اس نے میرے کپڑے بھی نہیں نکالے کہاں چھپی بیٹھی ہے یہ“
سعد ابھی گھر آیا تھا لیکن اپنی پیاری بیوی کو دیکھنے کے لیے تڑپ رہا تھا جو نا جانے کہاں چھپی بیٹھی تھی

”بیٹا میں نے اسے چھت پر کپڑے لینے بھیجا تھا ابھی تک نہیں آئی ی میں تو سمجھ رہی تھی آگ ئی ہو گی“
کوثر بیگم نے جواب دیا

”اچھا میں دیکھ کر آتا ہوں“
سعد چھت پر چلدیا

چھت پر اندھیرا تھا کپڑے ویسے ہی ٹنگے تھے ”علیزے کہاں گ ئی“ سعد بڑبڑایا
”علیزے میری جان کہاں ہو تم“

”سعد“
علیزے سعد کی آواز سن کر کسی کونے سے نکل کر آئی ی اور سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

سعد کا تو دل باہر آنے کو تھا

"کیا ہوا میری جان تمھیں ایسے کیوں رو رہی ہو"

علیزے بس روئے جا رہی تھی

"پلیز بتاؤ کیا ہوا ہے کیوں جان نکال رہی ہو میری بتاؤ نہ کیا ہوا"

سعد نے علیزے کا آنسوؤں سے بھیگا چہرا ہاتھوں میں لے کر پوچھا

"وہ سعد وہ وہ کالی بلی وہ وہاں وہ مجھے گھور رہی تھی اس کے پاس پتا نہیں کیا تھا وہ کھا رہی تھی اس نے میرا راستہ روک لیا تھا میں بہت ڈر گئی تھی"

علیزے دوبارہ رونے لگی

"نہیں نہیں میری جان ایسے نہیں روتے بلی تو ہے بس کہاں ہے مجھے بتاؤ کہاں ہے ابھی بتاتا ہوں میں اس کو اس نے میری جان کو رولایا" سعد نے پیار سے علیزے کو خود سے لگایا

"وہ وہاں ہے پہلے یہی بیٹھی تھی سیڑھیوں کے پاس آپ آئے تو وہاں بھاگ گئی"

علیزے نے ڈرتے ڈرتے بتایا

"اچھا ابھی دیکھتا ہوں میں"

سعد نے ٹاؤزر کی جیب سے موبائل نکالا اور ٹارچ اس طرف کی جہاں بلی تھی وہ سچ میں بہت ڈراؤنی بلی لگ رہی تھی اس کی آنکھیں اندھیرے میں چمک رہیں تھیں وہ کہی سے چوہا مار کر لائی ی تھی اور کھانے میں مصروف تھی

"سعد پلیز نیچے چلیں مجھے ڈر لگ رہا ہے"

"ٹھیک ہے چلتے ہیں"

"ذایان انیک جلدی چھت پر آؤ"

سعد کی آواز سنتے ہی ذایان انیک بھاگے بھاگے چھت پر آئے

"جی بھائی ی"

"وہ دیکھوں بلی اس کو بھگاؤ اور یہ کپڑے اتار کر لے آؤ"

"جی بھائی ی"

سعد علیزے کو خود سے لگائے نیچے لے گیا

"بھائی ی یہ بلی ہے یا بلی کے روپ میں چڑیل" انیک نے بلی کا معائی نہ کرتے ہوئے کہا

”آبے یار انیک کیوں ڈرا رہا ہے جاوہ ڈنڈی اٹھا بھاگا اس کو میں کپڑے اتارتا ہوں“

”ہمم ٹھیک ہے بھائی ی“

انیک ایک چھوٹی ڈنڈی اٹھا کر بلی کو ماری تو بلی بھاگنے کے بجائے غرانے لگی

”بھائی ی یہ تو سچ میں چڑیل ہے جا ہی نہیں رہی“ انیک نے ڈرتے ہوئے کہا

”وہ اٹھاؤ“

ذایان نے ایک ڈنڈے کی طرف اشارہ کیا

”اٹھالیا اب کیا کروں“

”اب لگاؤ اس کے ایک“

ذایان کے حکم دیا

انیک نے ڈنڈا مارنے کے لیے اٹھایا ہی تھا

بلی اپنا کھانا اٹھا کر بھاگ لی

"آہ بلا ٹلی اب چلیں نیچے بھائی ی"

"یہ کپڑے وہ بلی نہیں اتارے گی ہمیں اتارنے ہیں اترواؤ اب"

انیک منہ بناتا کپڑے اتارنے میں مصروف ہو گیا

"کیا ہوا میری بچی کو کیوں رو رہی ہے"

کوثر بیگم علیزے کی آواز کر کچن سے نکل آئی یں

"مما بلی سے ڈر گ ئی یہ بلی بھی سچ میں بہت خطرناک تھی"

سعد نے علیزے کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

"تم ابھی تک رو رہی ہو اب تو تمھارا کام ہم نے کر دیا اب کیوں رہ رہی ہو ہم سے کام کروانا تھا تو ایسے ہی بول دیتی"

انیک نے آتے ہی علیزے پر چڑھائی ی کر دی

"دیکھیں نہ سعد یہ کیا بول رہے ہیں میں سچ میں ڈر گ ئی تھی"

علیزے نے روتے روتے سعد سے شکایت کی

”اوئے میری جان کو کچھ نہیں بولو“

سعد نے مصنوعی غصہ دیکھایا

انیک مسکرانے لگا

”ارے میری پیاری گڑیا رونا تو بند کرو ہم یہ کپڑے طے کر کے الماری میں بھی رکھ دیں گے“ ذایان نے پیار سے کہا

”ہاں ذایان اور سعد بھائی ی کرے گے یہ کام میں تو پیپر کی تیاری کرونگا کل پیپر ہے میرا“

انیک نے ذایان کو گھورتے ہوئے دانت پیس کر کہا

”چلو تم لوگ یہ بحث ختم کرو کھانا کھالو“ کوثر بیگم نے سب چپ کروایا

سب نے ہنستے کھیلتے کھانا کھایا پھر سب اپنے کاموں پر لگ گ ئے

انیک پڑھائی ی کرنے چلا گیا روم میں

سعد ذایان علیزے ٹی وی دیکھ رہے تھے کوثر بیگم اپنے کمرے میں سونے چلی گ ئی یں تھیں

”اہم اہم کیا بات ہے بڑا چپک چپک کر بیٹھا جا رہا ہے“

ذایان نے علیزے کو سعد کے کندھے پر سر رکھے بیٹھا دیکھا تو بولے بغیر نہ رہ سکا

"کیوں میرے شوہر ہیں میں نہیں بیٹھ سکتی کیا ان کے ساتھ"
علیزے خالص بیوی والے انداز میں بولی

"بھائی ی کیا جادوں کر دیا آپ نے اس پر آپ کو چھوڑ ہی نہیں رہی آج"
ذایان نے اب سعد کو نشانہ بنایا

"توں نہیں سمجھے گا یہ میاں بیوی کی محبت ہے"
سعد نے علیزے کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا

"واہ بھ ئی میں بھی جلد بیوی والا ہو جاؤ ں گا پھر مجھے بھی پتا چلے گا میاں بیوی کا پیار کیا ہو تا ہے ہائے دعا جلدی سے آجاؤ میرے پاس"
ذایان نے دل پر ہاتھ رکھ آہ بھری

"پہلے رشتہ تو لے کر جانے دو بیو قوف دعا سے بات کی تم نے اس نے بات کی اپنی امی سے" سعد نے ذایان سے ہی سوال جواب شروع کر دیے

”میسیج تو کیا تھا میں نے اسے اس نے جواب نہیں دیا اس جلاد بھابی نے اس کو کام میں لگا رکھا ہو گا“

ذایان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا

”ہمم چلو پھر تم انتظار کرو ہم روم میں جا رہے ہیں“

سعد نے علیزے کا ہاتھ پکڑ کر کہا

”ہمم ٹھیک ہے گڈ نائی یٹ“

”یہ آپ لیپ ٹاپ کس خوشی میں لے کر بیٹھ رہے ہیں“

سعد نے لیپ ٹاپ کو ہاتھ ہی لگایا تھا علیزے کے ماتھے پر بل پڑ گئے

علیزے سے برداشت نہیں ہوا جو ٹائم اس کا تھا وہ لیپ ٹاپ کو دینے کے چکر میں تھا

”اب تم کس وس تو دیتی نہیں باتوں پر ٹرکاتی ہو اس سے اچھا میں لیپ ٹاپ لے کر نا بیٹھ جاؤں جو میری انگلیوں پر چلتا ہے“

سعد نے بیڈ پر نیم دراز ہو کر کہا لیپ ٹاپ اس نے پیٹ پر رکھا تھا اور اس میں کچھ ٹائپ کرنے میں مصروف ہو گیا تھا

علیزے سعد کو چھوٹی آنکھیں کر کے گھور رہی تھی

ماتھے پر بکھرے بال شہزادوں جیسا نین نقش کٹاؤ دار ہونٹ اس کی آستینوں سے جھانکتے اس کے کسرتی بازوں سہی معنوں میں علیزے نے اپنے ہینڈسم شوہر پر نظرِ کرم فرمایا تھا علیزے کو آج اپنے اوپر رشک ہوا تھا

"اتنا خوبصورت شخص اس کو ملا ہے بنا مانگے اس کو ایک بہترین جیون ساتھی مل گیا تھا"

سعد علیزے کی نظریں خود پر محسوس کر رہا تھا لیکن خود ہی لاپرواہ بنا بیٹھا رہا

علیزے بے خود سی اس کے پاس گ ئی اور لیپ ٹاپ اس کے ہاتھ سے لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا سعد خاموشی سے اسکا بدلہ بدلہ روپ دیکھ رہا تھا

علیزے نے آگے بڑھ کر سعد کا چہرا اپنے ہاتھوں میں لیا جو بامشکل اس کے ہاتھوں میں آیا اور پھر باری باری سعد کے دونوں گالوں پر اپنے لب رکھے پھر شرما کر سعد کی سینے میں منہ چھپا لیا

"میری جان کو شرم آگ ئی"

سعد نے محبت سے علیزے کو خود میں بھینچ لیا

"زندگی کہاں ہو پلیز جواب تو دو جب سے مل کر گئی ہو بات ہی نہیں کی تم نے مجھ سے" ذایان نے دکھی دل کے ساتھ دعا کو میسیج کیا

"آئی ایم سوری ذایان میں بزی تھی آج کپڑے دھوئے تھے تو اسی میں پورا دن ہو گیا امی سے بھی بات نہیں کر پائی ی"
ذایان کو دعا کا میسیج موصول ہوا

"میسیج دیکھ کر ذایان کا دل جھوم اٹھا
"میری جان تو بتا دیتی تم جانتی ہو میں کتنا ڈر گیا تھا مجھے لگا تمھیں میں اچھا نہیں لگا"

"سوری ذایان مجھے یاد نہیں رہا آپ پریشان نہیں ہوا کریں میں آپ کی محبت کی عزت کرتی ہوں میں نے آپ کے چہرے سے نہیں آپ کے دل سے پیار کیا ہے آپ کی شرارتوں سے پیار کیا ہے آپ کے مذاق سے پیار کیا ہے"

"ارے واہ میری تو لاٹری لگ گئی تم نے آج بتا ہی دیا کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو"

"آہ یہ میں نے کیا کیا"

دعا نے ماتھے پر ہاتھ مارا اور خود کلامی کی

”جی زبان سلپ ہو گ ئی“

دعا نے بے چارگی سے کیا

”کوئی ی بات نہیں مجھے بہت اچھا لگا“

ذایان خوش ہوا

”اچھا آپ مجھے اپنے بھائی ی بھابی کے بارے میں بتائیں آپ کی بھابی اتنی چھوٹی اور بھائی ی اتنے بڑے پھر بھی دونوں میں اتنی محبت ہے“

دعا کو بہت تجسس تھا آخر کیسے ذایان کے بڑے بھائی ی نے اتنی چھوٹی لڑکی سے شادی کی ان کی زندگی میں سب کچھ اتنا اچھا کیسے ہے

”ہاں کیوں نہیں تو سنو“

ذایان نے شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی دعا کے گوش گزار کی

”واؤ بلکل مووی جیسا ہوا ہے ان کے ساتھ تو ذایان آپ کتنے لکی ہیں آپ کے آس پاس کتنے پیار کرنے والے لوگ رہتے ہیں“

دعا دل سے خوش ہوئی ی تھی

”زندگی تم بھی بہت جلد ان پیار کرنے والے لوگوں کے بیچ آنے والی ہو“

ذایان نے دعا کو چھیڑا

”اچھا میں سو رہی ہوں تھک گ ئی ہوں“

بہت دعا سچ میں بہت تھک گ ئی تھی

For more visit (exponovels.com)

"اچھاٹھیک ہے سو جاؤ خواب میں آ کر تنگ کروں گا"

"ٹھیک ہے اللہ حافظ"

"اللہ حافظ زندگی"

اور پھر دونوں اپنی آگے کی زندگی کے خواب بنتے نیندوں کی وادیوں میں کھو گ ئے

"چھوڑو مجھے کہاں لے جا رہے ہو سعد آپ کہاں ہیں دیکھیں نہ یہ مجھے اپنے ساتھ لے جا رہا ہے سعد پلیز مجھے بچا لیں ذایان بھائی ی مما انیک بھائی ی کوئی ی کیوں نہیں سن رہا میری آواز پلیز میری مدد کریں چھوڑو مجھے"

ہر طرف اندھیرا تھا علیزے کو کچھ نہیں نظر آ رہا تھا سامنے کون ہے بس اس اتنا محسوس ہو رہا تھا کوئی ی اس کی کلائی ی پکڑے اسے کھینچ رہا ہے

”چھوڑو مجھے سععععد پلیز آجائی یں“

علیزے کی چیخو پکار جاری تھی کہ اتنے میں علیزے کے خوبصورت چہرے پر کسی نے زور دار تھپڑ مارا علیزے زمین پر کر گ ئی اور پھر کوئی ی اس کی کلائی ی پکڑ اسے پھر کھینچ رہا تھا

”چھوڑو مجھے سعد بچاؤ ذایان بھائی ی بچاؤ“ علیزے نیند میں بڑبڑا رہی تھی

سعد علیزے کے برابر میں بیٹھا تھا وہ علیزے کو سولا کر اپنے کام میں لگ گیا تھا

علیزے کو بڑبڑاتے دیکھا تو اس کے قریب آ کر اس کو ہلایا

”علیزے علیزے اٹھو کیا ہوا ہے علیزے ہوش میں آؤ“

سعد نے علیزے کے دونوں کندھے پکڑ کر زور سے جھنجوڑا

علیزے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی

”کیا ہوا میری جان“

سعد نے فکر مندی سے پوچھا

”سعد“

علیزے سعد کے گلے لگ گ ئی

”سعد وہ مجھے لے جا رہا تھا اس نے مجھے مارا میں نے آپ کو کتنا بلایا آپ نہیں آئے“

”کس نے مارا تمھیں“

سعد نے علیزے کو خود سے دور کر کے اپنے سامنے کیا

”وہ وہ مجھے نہیں پتا آپ نہیں آئے“

”میری جان سنبھالو خود کو کیا ہو گیا ہے“

سعد نے پیار سے علیزے کے چہرے پر بکھرے بال پیچھے کیے سعد کو ایک دم سے جھٹکا لگا

علیزے کے دائیں رخسار پر انگلیوں کے نشان چھپے ہوئے تھے

سعد نے علیزے کے گال پر ہاتھ پھیرا تو علیزے کی زبان سی کی آواز نکلی یعنی اس کو درد ہو رہا تھا

”درد ہو رہا ہیں یہاں“

سعد نے اپنی پھول سی بیوی کی حالت دیکھ کر کرب سے پوچھا

”ہاں اور یہاں بھی ہو رہا ہے“

علیزے نے اپنی کلائی ی آگے کلائی ی دیکھ کر وہ خود بھی حیران رہ گ ئی کلائی ی پر بھی انگلیوں کے نشان تھے

”خواب میں کیا دیکھا تم نے“

سعد نے بے تاثر لہجے میں پوچھا

علیزے نے روتے روتے پورا خواب سعد کو سنا دیا

"اٹھو مما کے پاس چلتے ہیں"

سعد نے نرمی سے کہا اور علیزے کو کسی قیمتی شے کی طرح سنبھال کر روم سے باہر لے گیا

"یہاں بیٹھو تم"

سعد نے علیزے کو صوفے پر بیٹھایا خود کوثر بیگم کے روم کے پاس جا کر انھیں آواز دینے لگا تا کہ وہ اٹھ جائیں

"کیا ہوا بیٹا اتنی رات کو کیا کام پڑ گیا تمھیں" کوثر بیگم نے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے دروازہ کھولا

"مما وہ علیزے دیکھیں اسے آ کر"

سعد کی آنکھوں میں دکھ صاف نظر آ رہا تھا

"کیا ہوا میری بچی کو"

کوثر بیگم نے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا اور صوفے پر بیٹھی علیزے کی طرف بھاگیں

لیکن علیزے کے چہرے پر نشان دیکھ کر وہ ٹھٹکی

"سعد تم جانور ہو گئے ہو یہ کیا کیا تم نے شرم نہیں آئی تمھیں یہ سب کرتے ہوئے میری بچی کا کیا حال کر دیا ہے تم نے"

کوثر بیگم کی آواز اور غصہ ساتویں آسمان کو چھو رہا تھا

شور سن کر ذایان انیک بھی کمرے سے نکل آئے

”مما میں نے کچھ نہیں کیا یہ تو“۔۔

سعد نے صفائی پیش کرنی چاہی

”بس کر دو تم سعد اسکی حالت دیکھو کیا کر دی تم نے ذرا ترس نہیں آیا تمھیں اس معصوم پر“

کوثر بیگم بولتی بولتی علیزے ساتھ ہی بیٹھ گ ئی یں

”مما سعد نے کچھ نہیں کیا سعد کو کچھ نہیں کہیں پلیز“

”علیزے تم اس کی غلطی پر پردہ مت ڈالو اس کا زیادہ دماغ خراب ہو گیا ہے“

ذایان انیک نے آگے بڑھ کر علیزے کا حال دیکھا تو ان کا بھی پارہ ہائی ی ہو گیا

”بھائی ی یہ کیا کیا آپ نے میری بہن کے ساتھ کیوں کیا آپ نے ایسا“

ذایان نے غصے میں کہا

”بھائی ی آپ نے بہت غلط کیا مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی“

انیک بھی آج پیچھے نہ رہا

سعد مجرموں کی طرح سب کی باتیں سن رہا تھا کوئی ی اس کی بات سننے کو تیار نہیں تھا

"بس کریں آپ لوگ میرے سعد نے کچھ نہیں کیا"

علیزے صوفے سے کھڑے ہو کر سب کو چپ کروایا

سب ایکدم چپ ہو گ ئے

علیزے سعد کے پاس گ ئی اور پیار سے اسکا ہاتھ میں تھاما

"سعد نے کچھ نہیں کیا آپ سب کو غلط فہمی ہوئی ی ہے"

اس کے بعد علیزے نے خواب والا سارا واقع سب کو بتا دیا

سب اپنی اپنی جگہ پر شرمندہ سے ہو گ ئے

"بیٹا خواب میں ایسا کیسے ہو سکتا ہے میرے تو سمجھ نہیں آ رہا"

کوثر بیگم نے حیرانگی سے کہا

"میں کب سے سب کو یہ ہی سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کوئی ی میری سن ہی نہیں رہا تھا"

سعد نے بھی غصہ نکالا

"بیٹا معاف کر دو ہمیں غلطی ہو گ ئی"

کوثر بیگم نے آگے بڑھ کر سعد چہرا اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا

"کوئی ی بات نہیں مما آپ پلیز علیزے کو دیکھیں کیا ہوا ہے کچھ کریں"

پلیز سعد نے بے چارگی سے کہا

”ذایان بیٹا تم جاؤ مولوی صاحب کو بلا کر لاؤ مجھے کوئی ی اثرات لگ رہے ہیں چھت پر یہ ڈر گ ئی تھی نہ کالی بلی سے“
کوثر بیگم نے ذایان کو حکم دیا

ذایان نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور نکل گیا گھر سے
”علیزے یہاں آؤ بیٹھو تم“
سعد نے علیزے کو کندھے سے پکڑ کر صوفے پر بیٹھایا خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا

”سوری بھائی ی“
انیک سعد کے قدموں میں بیٹھ گیا سعد کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر شرمندہ ہوا

”کوئی ی بات نیہں چھوٹے“
سعد نے پیار سے انیک کا گال تھپتھپایا

”بھائی ی گڑیا ٹھیک ہو جائے گی آپ ایسے اداس نہ ہو“

انیک نے اپنے بھائی ی کو دیکھا جس کے چہرے پر اداسی اپنا ڈیرا جمائے بیٹھی تھی

"ہم ٹھیک ہو جائے گی"

سعد بامشکل مسکرایہ

کوثر بیگم بھی پریشان سی صوفے پر بیٹھی تھیں

کچھ دیر میں ذایان مولوی کو لے آیا جو ایک گلی چھوڑ کر ہی رہتے تھے

مولوی صاحب سے سلام دعا کے بعد سعد نے علیزے کے بارے میں بتایا

مولوی صاحب نے تھوڑی پڑھائی ی کی اور علیزے پر دم کیا

"آپ اس بچی کو کمرے میں لے جائی یں آرام کروائی یں"

"سعد بیٹا تم مجھے اپنا کمرہ دیکھاؤ"

سعد مولوی صاحب کو کمرے میں لے گیا

مولوی صاحب نے کمرے کا اچھی طرح جائی زہ لیا پھر کچھ پڑھ کر کمرے پر پھونک دیا

"بیٹا سعد علیزے بٹیاں پر کسی نے کالا علم کروایا ہے اور اس کمرے میں بھی اب تم اس کو اس کمرے میں نہیں لانا تم بس اپنا اور اپنی بیوی کا ضرورت کا سامان لے لو پھر اس کمرے کو دم کر کے بند کر دوں گا"

"جی مولوی صاحب"

سعد نے اپنا ضروری سامان جمع کرنا شروع کر دیا لیکن جیسے ہی سعد نے علیزے کی الماری کھولی تو سعد کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی یں

علیزے کے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے جگہ جگہ سعد نے مولوی صاحب بتایا تو انھوں نے سعد کو ہدایت کی کہ علیزے کا سامان چھوڑ کر صرف اپنا لو اور یہاں سے نکلو

سعد نے اپنا سامان لیا اور باہر آ گیا

مولوی صاحب نے دم کر کے دروازہ بند کر دیا اور ایک ڈوری پڑھ کر دروازے پر باندھ دی

"سعد بیٹا یہ کمرا نہیں کھولنا نہ اپنی بیوی کو یہاں آنے دینا یہ کام میرے بس کا نہیں میں اسے روک سکتا ہوں ختم نہیں کر سکتا میرے ایک دوست ہیں وہ عامل ہیں وہ شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں وہ جیسے ہی آئے گے میں ان کو لے کر آؤں گا تب تک تم اس بچی کو یٰس کا پانی پلاؤ"

مولوی صاحب نے سعد کو آگاہ کیا

"ٹھیک ہے مولوی صاحب شکریہ آپ کا بہت بہت"

مولوی صاحب واپس چلے گئے سعد کوثر بیگم کے کمرے میں چلا گیا جہاں علیزے تھی

"اب کیسی ہو تم"

سعد نے علیزے کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا

"ٹھیک ہوں لیکن درد اب بھی ہو رہا ہے"

"کوئی ی بات نہیں ٹھیک ہو جائے گا تم آرام کرو" سعد نے علیزے کو لیٹا دیا

"مما میں ذایان کے روم میں ہوں آپ اس کا خیال رکھیے گا"

"ٹھیک ہے بیٹا تم جاؤ"

سعد ذایان کے روم میں آگیا

"علیزے بیٹا سو جاؤ کب سے کرواٹیں بدل رہی ہو"

کوثر بیگم کب سے دیکھ رہی تھیں علیزے سو نہیں پا رہی تھی

"وہ مما وہ سعد کو بلا دیں مجھے نیند نہیں آتی ان کے بغیر"

علیزے نے ہیچکچاتے ہوئے کہا

کوثر بیگم کو بہت خوشی ہوئی ی وہ ایسا ہی تو چاہتی تھی اس رشتے کو قبول کر لیں اور ان کے درمیان محبت کی ایک مضبوط ڈور بندھ جائے

"اچھا میں بلاتی ہوں اس کو"

کوثر بیگم اٹھ کر روم سے باہر چلی گ ئی یں

"سعد بیٹا"

کوثر بیگم نے ذایان کے روم میں داخل ہوتے ہی سعد کو آواز دی

"جی مما" سعد ایکدم اٹھ گیا

"وہ بیٹا تم علیزے کے پاس سو جاؤ میں سو جاؤں گی ذایان کے پاس اس کو نیند نہیں آرہی تمھارے بنا"

"ہاں تو ان کو کونسی نیند آرہی ہے اتنی دیر ہو گ ئی نہ خود سو رہے ہیں نہ مجھے سونے دے رہے ہیں"

ذایان کب سے سعد کی حرکتیں برداشت کر رہا تھا

سعد کبھی اٹھ کر بیٹھ جاتا کبھی کمبل اوڑتا کبھی اتار دیتا کبھی اٹھ کر ٹہلنے لگ جاتا

"ہاں ہاں جا رہا ہوں مرو تم یہاں"

سعد ذایان کو جھاڑ تا روم سے نکل گیا

"علیزے"

سعد نے روم میں قدم رکھتے ہی علیزے کو پکارا جو بیڈ پر اس کے انتظار میں بیٹھی تھی

"آپ آگ ئے میں آپ کا انتظار کر رہی تھی"

علیزے کو مسکراتا دیکھ کر سعد کے بے چین دل کو قرار آیا

وہ مسکراتا ہوا اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا

"ٹھیک ہو نہ تم"

سعد نے علیزے کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا

"میں ٹھیک ہوں آپ پریشان نہیں ہو"

علیزے نے مسکراتے ہوئے کہا

"سو جاؤ اب رات بہت ہو گ ئی ہے"

سعد نے علیزے کا ماتھا چوما اور علیزے کو اپنی بانہوں میں بھر کر لیٹ گیا

علیزے سعد کے سینے پر سر رکھے آنکھیں موند گ ئی

"ایک ن ئے دن کی شرواعات ہوئی ی تھی اور علیزے کے لیے ایک ن ئی مصیبت بھی آگ ئی تھی"

علیزے نے آنکھ کھولی تو خود کو کوثر بیگم کے روم میں پایا

"میں یہاں کیا کر رہی ہوں یہ تو مما کا روم ہے مما کہاں ہیں"

علیزے نے سوچا

پھر وہ اپنے روم میں جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی ی

اپنے روم کے پاس پہنچی تو اسے دروازے پر آیک ڈوری بندھی نظر آئی ی

"افففف یہ ذایان بھائی ی انیک بھائی ی تو کوئی ی موقع ہاتھ سے نہیں چھوڑتے دروازے پر ڈوری ہی باندھ دی اور کچھ نہیں تو"

علیزے نے خود کلامی کرتے ہوئے دروازہ کھولا اور روم میں داخل ہو گ ئی

علیزے نے کپڑوں کی الماری کھولی تو اپنے کپڑوں کا حال دیکھ کر گھبرا گ ئی وہ کمرے کے دروازے تک بھاگی لیکن روم کا دروازہ دھڑام سے بند ہوا علیزے نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن نہیں کھولا علیزے کے اوسان خطا ہونے لگے

"سعععد سعععععد ذایان بھائی ی انیک بھائی ی مما دروازہ کھولیں"

علیزے کمرے سے آوازیں لگا رہی تھی لیکن کوئی ی آواز نہیں سن رہا تھا

"سعععد دروازہ کھولیں"

کمرے میں لائی ٹ ایکدم سے بندھ ہو گ ئی یں تھی "سعععد مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پلیز آ جائی یں سعععد"

علیزے بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہی تھی دروازہ پیٹ رہی تھی

سعد کی آنکھ کھولی تو علیزے نیند کی حالت میں سر کو دائی یں بائی یں گھوما رہی اپنے ہاتھ بیڈ پر مار رہی تھی سعد مجھے بچا لیں مجھے بچا لیں سعد سعد

سعد علیزے کی طرف لپکا

”علیزے اٹھو میری جان علیزے اٹھو کیا ہوا تمھیں اٹھو آنکھیں کھولو“

لیکن علیزے اٹھ ہی نہیں رہی تھی

سعد نے جگ میں سے پانی لیا اور علیزے کے چہرے پر پانی چھڑکا

علیزے ہڑبڑا کر اٹھ گ ئی

”کیا ہوا“ سعد نے پوچھا

”سعد وہ“

علیزے سے کچھ بولا ہی نہیں گیا اور روتے سعد کے گلے لگ گ ئی

علیزے کی حالت دیکھ کر سعد کا دل چاہا علیزے کو اپنے دل کے کسی کونے میں چھپا لے

”علیزے بس میری جان سب ٹھیک ہو جائے گا ایسے نہیں روتے“

سعد علیزے کی پشت سہلا رہا تھا

”سعد مجھے ڈر لگ رہا ہے بہت پلیز آپ کہی نہیں جایے گا مجھے چھوڑ کر“

علیزے نے سعد کے سینے میں منہ چھپائے روتے روتے کہا

”نہیں جا رہا میں کہی یہی ہوں تم رونا بند کرو اٹھو فریش ہو پھر ساتھ ناشتہ کرتے ہیں“

سعد نے پیار سے کہا اور علیزے کو نرمی سے خود سے دور کیا

"ہمم ٹھیک ہے"

علیزے بیڈ سے اٹھ گ ئی فریش ہونے واشروم گ ئی

علیزے نے نلکا کھولا اور منہ دھونے لگی لیکن جب اس نے شیشے میں دیکھا تو اس کے چہرے پر خون لگا تھا

"سعد خون سعد خون"

علیزے بھاگی بھاگی واشروم سے باہر آگ ئی

"کیا ہوا"

سعد نے علیزے کے دونوں بازوں پکڑ کر پوچھا

"سعد خون میرے چہرے پر خون لگا ہے" علیزے نے چہرا ہاتھوں سے رگڑتے ہوئے کہا

"پاگل ہوگ ئی ہو کیا کچھ بھی نہیں ہے"

"سعد لگا ہے میں نے ابھی دیکھا"

"اچھا ادھر آؤ"

سعد نے علیزے کو لے جا کر شیشے کے سامنے کھڑا کر دیا

"دیکھو کہاں ہے خون صاف ہے تمھارا چہرا"

"ابھی نہیں ہے پہلے تھا"

علیزے نے سر جھکا کر کہا

”اچھا آ جاؤ پہلے ناشتہ کرو“

سعد علیزے کو خود سے لگائے روم سے باہر نکلا

آج یہ لوگ لیٹ اٹھے تھے انیک اور ذایان اپنے اپنے کاموں پر جا چکے تھے

”بچوں تم اٹھ گئے آ جاؤ ناشتہ کرو“

کوثر بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

”مما آپ رہنے دیں آج میں اپنی جان کو باہر سے ناشتہ کرواؤں گا اور شوپینگ بھی“

سعد نے پیار سے علیزے کو دیکھتے ہوئے کہا

”چلو اچھی بات ہے تم لے جاؤ اس باہر ذرا ذہن فریش ہو گا اس کا“

سعد علیزے کو لے کر باہر نکل گیا

باہر اس نے ناشتہ کروایا علیزے کو شوپینگ کروائی علیزے پر سکون تھی اسے اب ڈر نہیں لگ رہا تھا

لیکن کسی کی نظروں نے ان دونوں کو ساتھ خوش دیکھ کر اپنے شیطانی دماغ میں نیا پلین بنایا تھا

”امی مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے“

دعا ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی اپنے دل کی بات بتانے رفعت بیگم کے پاس آ کر بیٹھ گئی تھی

For more visit (exponovels.com)

”وہ امی وہ مجھے وہ“

”اری بول کیا ہو گیا ہے اتنا گھبرا کیوں رہی ہے“ رفعت بیگم نے گھبرائی ہوئی دعا کو دیکھا

”وہ امی وہ“

دعا مسلسل اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی

”اری کیا بات کرنی ہے انگلیاں مروڑنا تو بند کر اپنی توڑے گی کیا“

”امی کیسے بتاؤ سمجھ نہیں آرہا آپ غصہ تو نہیں کریں گی نہ“

دعا نے ہچکچاتے ہوئے کہا

”کہی کوئی لڑکا وڑ کا تو پسند نہیں کر لیا توں نے“

رفعت بیگم نے پر سوچ انداز میں کہا

”جی امی“

دعا کی زبان سے صرف یہ ہی نکلا

”آئے میری بچی شکر ہے توں نے کوئی لڑکیوں والا کام تو کیا ہر وقت تو مردوں والے کام کرتی تھی میری دوائی یاں لانا روزی کمانا آج تجھے یاد آہی گیا توں لڑکی ہے“

For more visit (exponovels.com)

رفعت بیگم کا ایسا ردِ عمل دیکھ کر تو دعا حیران رہ گئی

"ایسے کیا دیکھ رہی ہے مجھے جیسے ہمارے حالات ہیں کوئی اچھا رشتہ آتا نہیں آیا تو اس منحوس عاسم کا جو کہ سے بھی تیرے لائق نہیں ہے اور پھر مجھے اپنی بچی پر پورا بھروسہ ہے میری بچی کبھی کوئی غلط فیصلہ نہیں کر سکتی اور پھر اسلام میں بھی تو حکم ہے لڑکی کی پسند جاننے کا"

رفعت بیگم نے سرعت سے سمجھایا

"امی شکریہ مجھ پر اتنا بھروسہ کرنے کے لیے" دعا نے آگے بڑھ کر رفعت بیگم کے ہاتھ چومے

"چل اب بتا مجھے لڑکے کے بارے میں کیا نام ہے کیا کرتا ہے"

رفعت بیگم نے لڑکے کے مطالق پوچھا

"امی ان کا نام ذایان ہے آفس میں جاب کرتے ہیں اچھی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں"

"ملی کہاں توں اس سے"

"ملی تو کبھی نہیں موبائل پر دوستی ہوئی تھی میری"

"کیا موبائل پر دوستی کرنے والے لڑکے کوئی اچھے تھوڑی ہوتے ہیں وہ وقت گزاری کرتے ہیں بس"

رفعت بیگم نے تھوڑا سختی سے جواب دیا

For more visit (exponovels.com)

”نہیں امی وہ ایسے نہیں ہیں آپ کو یاد ہے میں اس عاسم سے کتنا ڈرتی تھی“

”ہاں یاد ہے لیکن اب تو نہیں ڈرتی توں توں نے تو اس کو تھپڑ تک مارا تھا“

For more visit (exponovels.com)

”آپ کو پتا ہے اتنا حوصلہ مجھ میں کہاں سے آیا ذایان سے ذایان ہیں میری ہمت امی وہ دوسروں جیسے نہیں ہیں جو لڑکی کو بس کام کرنے کی مشین سمجھیں وہ بہت الگ ہیں وہ کہتے ہیں لڑکیوں کو بہادر ہونا چاہیے ڈرپوک نہیں انھوں نے ہی مجھے بہادر بنایا ہے“

دعا نے ذایان کی تعریف کی جو لوگ مشکل سے ہی کرتے ہیں

”اچھا چل یہ بتا دیکھا ہے توں نے اس کو کیسا ہے وہ“

رفعت بیگم نے پیار سے بیٹی کا چہرا ہاتھ میں لیا

”امی وہ بلکل شہزادے جیسے ہیں جیسے آپ نے اس دن کہا تھا شہزادہ آئے گا مجھے بیاہنے“ دعا نے مسکراتے ہوئے کہا

رفعت بیگم نے اپنی جان سے پیاری بیٹی کو کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا تھا وہ بیٹی کو اسطرح خوش دیکھ کر نہال ہوگ ئی یں تھیں

”اچھا یہ بتاؤ توں اس سے ملی کب اور مجھے بھی نہیں بتایا“

رفعت بیگم نے خفگی سے کہا

امی وہ میں نے سوچا پہلے میں مل لوں اگر وہ سچ میں اچھے ہوئے تو میں آپ کو بتا دوں گی ان کے بارے میں اور میں ان سے اکیلے میں نہیں ملی پبلک پلیس میں ملی تھی ایک آئی سکریم پالر میں انھوں نے مجھے ان کے بھائی ی بھابی سے بھی ملوایا تھا"

"کیا پہلی ملاقات میں اس نے تجھے بھائی ی بھابی سے ملوا دیا"
رفعت بیگم کو حیرانگی ہوئی ی

"جی امی میں اسی شرط پر تو ان سے ملنے کے لیے راضی ہوئی ی تھی کہ وہ اپنی بھابی سے ملوائی یں گے مجھے امی ان کی بھابی اتنی پیاری کیوٹ سی ہیں"
دعا نے چہکتے ہوئے کہا

"اری توں اس کی بھابی کا بتا رہی ہے یا اس کے بھائی ی کی بچی کا بتا رہی ہے"

"امی ان کی بھابی بچی تو ہے کیوٹ سی کم عمر ہے وہ 16 سال کی ہے بس اور ان کے بھائی ی 26 سال کے ہیں"

"کیا اس کے بھائی ی کو شرم نہ آئی ی اتنی چھوٹی بچی سے شادی کرتے ہوئے"
رفعت بیگم کے دل میں ہمدردی جاگی

”امی ان کی شادی کی ایک الگ کہانی ہے مگر امی آپ ان دونوں کو دیکھو گی نہ لگے گا ہی نہیں شادی شدہ جوڑا ہے سعد کے بھائی ی بھابی سے انھیں کے انداز میں بات کرتے ہیں مطلب وہ ایسے نہیں کرتے کہ شادی ہو گ ئی ہے بڑی ہو جاؤ بچپنہ چھوڑ دو وہ بھابی کو ایسے ٹریٹ کرتے ہیں جیسے ان کے سامنے ان کی بیوی نہیں کوئی ی بچی بیٹھی ہے وہ دونوں بہت خوش ہیں اپنی زندگی میں“

دعا نے اپنی ماں کو مطمعن کیا

”چل اچھی بات ہے اللہ انھیں خوش اور آباد رکھے آمین“

رفعت بیگم نے دل سے دعا کی

”اچھا اب توں ایسا کر اس لڑکے سے بول پہلے اپنی ماں سے بات کروائے میری پھر میں تیرے بھائی ی سے بات کروں گی“

”اچھا امی ٹھیک ہے وہ ابھی تو آفس میں بزی ہوں گے رات کو بات کروں گی“

ان سے دعا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

”چل ٹھیک ہے اب آرام کرنے دے مجھے اور توں بھی کر لے“

For more visit (exponovels.com)

رفعت بیگم نے لیٹتے ہوئے کہا

جی امی دعا بھی لیٹ گ ئی

"یہ کہاں ہیں آپ کی بیگم"

فون سے ردا کی سخت آواز آئی ی

"وہ نیند کے مزے لیں رہی ہیں آپ اتنی کیوں تپی ہوئی ی ہیں میڈم"

سعد نے ہنستے ہوئے کہا

"سعد بھائی ی آپ کو ہنسی آرہی ہے مجھے اتنا غصہ آرہا ہے اس کی وجہ سے آج اتنی ڈانٹ پڑی ہے میری ٹیچر سے"

ردا نے تپ کر کہا

"کیا میری بیگم کی وجہ سے کیوں"

سعد نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا

"آپ کی وہ بیگم ہیں نہ کل ان کے بیگ میں نہ غلطی سے میرا پریکٹیکل چلا گیا تھا میں نے سوچا آج آئے گی تو لے لوں گی لیکن وہ نہیں آئی ی اور آج پریکٹیکل کا پریڈ تھا مس نے مجھے اتنا ڈانٹا اور کلاس سے باہر نکال دیا"

ردا روہانسی ہوگ ئی تھی

”اس کی طرف سے میں سوری کہتا ہوں علیزے کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس کی وجہ سے آج میں نے آفس کی بھی چھٹی کی ہے“

سعد نے ردا کو چھٹی کی وجہ بتائی ی

”کیاااااکیاہوامیری پیاری دوست کو“

رداسب کچھ بھول کر علیزے کی طبیعت کا پوچھنے لگی

”خود آکر دیکھ لو پریکٹیکل بھی لے جانا اپنا“ سعد نے ردا کو گھر آنے کی دعوت دی

رداتو ویسے ہی تیار بیٹھی رہتی تھی ان کے گھر جانے کے لیے اس نے فوراًہاں کر دی

”اوکے بھائی ی آتی ہوں میں کھانا آپ کے ساتھ کھاؤں گی“

”ہاں کھالینا میں مما سے دس روٹیاں ایکسٹرا پکوالوں گا“

سعد نے شرارت سے کہا

”بھائی میں اتنا تو نہیں کھاتی جو آپ ایسے کہہ رہے ہیں“

ردا نے صدمے سے کہا

”رہنے دو بھوکی ہو پوری تم دیکھا میں نے تمہیں کھاتے ہوئے کھانا کھاتی کم ہو ٹھوستی زیادہ ہو“

سعد نے ردا کو تنگ کرنا شروع کر دیا

”آ آ آ بھائی آپ میرے کھانے پر نظر رکھتے ہیں آپ کتنے برے ہیں جائیں میں نہیں آتی آپ کے گھر“

ردا نے نروٹھے پن سے کہا

”ارے ارے میری گڑیا ناراض ہو گئی میں مزاق کر رہا تھا تم تو میری پیاری بہن ہو چلو جلدی سے گھر آؤ میں انتظار کر رہا ہوں“

سعد نے مان سے کہا

”اب آئے نہ لائن پر آتی ہوں ابھی“

ردا نے ہنستے ہوئے کہا

”اوکے خدا حافظ“

”خدا حافظ“

ردا موبائل رکھ کر تیار ہونے چلی گ ئی

”یار بھائی ی یہ کتنا سوئے گی اٹھائی یں نہ اسے “ انیک کو علیزے کا ایسا سونا برا لگ رہا تھا کیونکہ وہ اپنی گڑیا کو آج ذرا بھی تنگ نہیں کر سکا تھا نہ ہی اس سے باتیں کی نہ ہنسی مزاق کیا

”چھوٹے سونے دیں یار تھک گ ئی ہے رات کو بھی سہی سے سو نہیں پاتی برے برے خواب آتے ہیں اس کو“ سعد نے انیک کو پیار سے سمجھایا

”اچھا بھ ئی“
انیک منہ لٹکا تا روم سے باہر نکل گیا

”کیا ہوا چھوٹے منہ کیوں لٹکایا ہوا ہے“
ذایان صوفے پر بیٹھا تھا انیک کا لٹکا منہ اس کی نظروں سے چھپ نہیں سکا

”یار بھائی ی گڑیا کب ٹھیک ہو گی دل نہیں لگ رہا اس کے بنا“

”آج بڑی فکر ہو رہی ہے اسکی ویسے اس کو تنگ کرتے رہتے ہو“

ذایان نے انیک کو چھیڑا

"ہاں کرتا ہوں لیکن پیار بھی بہت کرتا ہوں اس سے وہ ایسی سوتی ہوئی ڈرتی ہوئی اچھی نہیں لگتی خوش خوش کھیلتی ہوئی اچھی لگتی ہے"

انیک نے اداسی سے کہا

"اچھا چل اداس نہ ہو میرے بھائی ٹھیک ہو جائے گی وہ"

ذایان نے دلاسہ دیا انیک دیا

اتنے میں ڈور بیل بجی

میں دیکھتا ہوں انیک اٹھ کر کھڑا ہو گیا

دروازہ کھولتے ہی سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر انیک کی آنکھوں میں غصہ اتر آیا

جبکہ سامنے والی شخصیت کی آنکھوں میں چمک تھی یہ چمک انیک کو اور زیادہ غصہ دلا گئی تھی

"آپ کو اپنے گھر میں چین نہیں ہے جب دیکھو منہ اٹھائے چلیں آتی ہیں ہمارے گھر کوئی تمیز ہے بھی یا نہیں بس منہ اٹھاتی ہیں اور چلی جاتی ہیں کوئی بندہ پریشان ہے کوئی مسئلہ ہے بس آپ کو کیا"

انیک کے الفاظ ردا کے دل کو چھلنی کر گئے تھے اور ردا کی برداشت یہی ختم ہوئی تھی

”آپ سمجھتے کیا ہیں اپنے آپ کو ہاں میں یہاں آپ سے ملنے نہیں اپنی دوست سے ملنے آئی ہوں جو اس وقت بیمار ہے سمجھے آپ“
ردا نے سختی سے کہا

”بیمار دوست سے ملنے آئی ہو بہانہ ملنا چاہیے بس تمھیں ہمارے گھر آنے کا ہم آتے ہیں تمھارے گھر جو منہ اٹھا کے آ جاتی ہو ہمارے گھر“ انیک نے تپ کر کہا

”یہ آپ میرے منہ کے پیچھے کیوں لگ گئے ہیں آپ منہ گھر چھوڑ کر دھڑ ساتھ لے کر جاتے ہیں کیا“ ردا غصے میں پھنکاری

”یہ تم کیوں ہنس رہے ہو اور شور کیسا ہے یہ“ ذایان انیک اور ردا کی لڑائی کے مزے لے رہا تھا سعد نے آ کر اس کے مزے میں خلل ڈالا

”وہ بھائی دروازے پر پتا نہیں کون آیا ہے انیک اس سے لڑ رہا ہے“
ذایان نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا

"تو تم سے یہ نہیں ہو رہا اٹھ کر دیکھ لو یہاں بیٹھے مزے لے رہے ہو"

سعد نے ذایان کو آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا

"یار بھائی اتنے دنوں بعد تو لڑائی سنی ہے کسی کی یقین کریں کانوں کو سکون مل رہا ہے بہت" ذایان نے آہ بھرتے ہوئے کہا

"ذایان تم کب بڑے ہو گے"

سعد ذایان کو صلواتیں سناتا دروازے کی طرف چل دیا

"انیک تم نے کس کے خلاف موہاز کھڑا کیا ہوا ہے"

سعد کی آواز سنتے ہی ردا انیک کو دھکا دیتی آگے آگئی

"بھائی اچھا ہوا آپ آگئے یہ مجھے اندر نہیں آنے دے رہے تھے کب سے لڑ رہے ہیں مجھ سے"

ردا نے آنکھوں سے آنسو جھلکاتے ہوئے اپنی بات پوری کی

انیک یہ کیا بدتمیزی مہمانوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں"

سعد نے انیک کو ڈانٹا

"مہمان روز روز آئی یں تو وہ زحمت بن جاتے ہیں" انیک بول نہ سکا سوچ کے رہ گیا

سعد ردا کو اپنے ساتھ اندر لے گیا

"ارے پرنسس آئی ی ہے ہماری لیکن یہ تمھاری آنکھیں دریا کیوں بنی ہوئی ی ہیں"
ردا کے رونے پر ذایان نے چوٹ کی

"وہ آپ کے کھڑوس بھائی ی مجھے اندر نہیں آنے دے رہے تھے"
ردا نے سوں سوں کرتے ہوئے کہا

اور تمھارے یہ مسخرے بھائی ی تمھاری مدد کرنے کے بجائے تمھاری اور انیک کی لڑائی کے مزے لے رہے تھے"
سعد نے ذایان کو بھی شرمندہ کرنا چاہا

"سوری پرنسس مجھے نہیں معلوم تھا تم ہو گیٹ پر ورنہ میں آ جاتا"
ذایان نے دانت دیکھاتے ہوئے کہا

”ذایان تم کب بڑے ہو گے“

سعد نے بے زاری سے کہا

”جب میں چاچو بن جاؤں گا“

ذایان نے بڑے مزے سے انگڑائی ی لیتے ہوئے کہا

ذایان کی بات پر ردا روتے روتے ہنس دی

”ذایان بھائی ی آپ کتنے فنی ہیں“

ردا نے قہقہ لگایا

”یس آئی ی ایم“

ذایان نے کالر پکڑ کر اترا کر کہا

سعد نے دائی یں بائی یں گردن ہلائی ی اور علیزے کو اٹھانے روم میں چلا گیا

اس بیچ انیک اپنے کمرے میں چلا گیا تھا

”تم اٹھ گ ئی یں میں تمھیں ہی اٹھانے آ رہا تھا تمھاری دوست آئی ی ہوئی ی ہے“

سعد نے بیڈ کے قریب کھڑے ہوئے ہی کہا

”علیزے اپنے دونوں ہاتھ سعد کے گلے میں ڈالے اور سعد کے ماتھے پر بوسہ دیا تھینک یو میرا اتنا خیال رکھنے کے لیے“

”میری جان یہ میرا فرض ہے تمھارا بھی شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے“
سعد نے بھی علیزے کے ماتھے پر بوسہ دیا

❤جستجو تھی تجھے پانے کی
اب تمنا ہے تو صرف
تیرے ساتھ جینے کی❤

”مما آج کھانا زیادہ پکایا ہے نہ بھوکی آئی ی ہوئی ی ہے ہمارے گھر ایک“
سعد نے ردا چھڑا
اس وقت سب کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تھے اور سعد نے ردا کی ٹانگ کھنیچنی شروع کی تھی
”آہ میں بھوکی نظر آتی ہوں آپ کو سعد بھائی ی

”نہیں تنگ کرو تم میری بیٹی کو سعد“ کوثر بیگم نے ردا کا ساتھ دیا

”میں کہاں تنگ کر رہا ہوں یہ تو خود ہی چڑ گ ئی میں نے تو سچ کہا تھا“

سعد اب بھی باز نہ آیا

”علیزے سمجھالو اپنے شوہر کو“

ردا نے علیزے کا سہارا لیا

”نہیں تنگ کریں نہ سعد“

علیزے نے اپنی دوست کا ساتھ دیا

”یار میں کہاں تنگ کر رہا ہوں جاؤ میں بولتا ہی نہیں“ سعد مصنوعی ناراضگی دیکھائی ی

سب مسکرا کر کھانے میں لگ گے

انیک برا سا منہ بنا کر رہ گیا

”پرنس تمھاری ایج کیا ہے“

ذایان کو سب کا خاموش بیٹھنا اچھا نہیں لگا

"میں 17 سال کی ہوں بھائی ی"

ردا نے جواب دیا

"ہم ہمارا انیک 22 کا ہے کچھ تو ہو ہی جائے گا" ذایان نے پر سوچ انداز میں کہا

"کیا ہو جائے گا کیا چل رہا ہے تمھارے دماغ میں" انیک نے غصے سے کہا

"کچھ نہیں یار تمھاری دوستی کے بارے میں کہہ رہا ہوں دوستی ہو سکتی ہے تم دونوں کی" ذایان نے بڑے آرام سے جواب دیا

ذایان کی بات پر تو ردا کھل اٹھی لیکن انیک کی بات سن کر منہ بنا گ ئی

"میں اور اس چڑیل سے دوستی کروں ایسا ہو ہی نہیں سکتا"

"ہاں تو مجھے کوئ ی شوق نہیں آپ جیسے کھڑوس اور بد تمیز سے دوستی کرنے کا"

ذایان ان دونوں کی لڑائی کروا کر اب بڑے مزے سے صوفے پر ٹانگے پھیلا کر ان کی لڑائی انجوائے کر رہا تھا

کوثر بیگم کا دل چاہا ایک تھپڑ لگائے ذایان کو

سعد خشمگین نگاہوں سے ذایان کو گھور رہا تھا

علیزے مسکراہٹ دبائے بیٹھی تھی

”میں بد تمیز اپنے بارے میں کیا خیال ہے تمھارا زبان دراز لڑکی“

انیک نے لڑاکا عورتوں کی طرح کہا

”میں نے کس سے زبان درازی کی“

ردا نے جل کر کہا

”مجھ سے مجھ سے زبان درازی کی تم نے“

”اوہو آپ بڑے میرے ابو لگے ہیں جو آپ کی بد تمیزیوں کا جواب نہ دوں میں“

ردا انیک پر بھاری پڑ رہی تھی

”افففف بھاڑ میں جاؤ تم“

انیک نے اپنی مٹھیاں بھینچی اور کمرے میں چلا گیا

"ہنہہ" ردا بھی منہ بنا کر بیٹھ گ ئی

"ذایان دل چاہتا ہے تمھارا سر پھوڑ دوں میں جس میں خرافاتی منصوبے بنتے ہیں"
سعد نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا

"ردا گڑیا چلو گھر چھوڑ دوں تمھیں کافی دیر ہو گ ئی ہے"
سعد نے اٹھتے ہوئے کہا
"اوکے بھائی ی چلیں"
ردا ذایان کی ڈانٹ پڑنے پر مسکراتی ہوئی ی سب سے مل کر چلی گ ئی

"سعد بھائی ی ذایان بھائی ی سچ میں آپ کے گھر کی رونق ہیں وہ نہ ہو تو گھر میں ہنسے بھی نہیں کوئی ی"
ردا نے ڈرائی یو کرتے سعد سے کہا

"ہاں سہی کہہ رہی ہو رونق ہے وہ ہمارے گھر کی بس شرارتی بہت ہے"
سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

"دعا بھابی آئی یں گی نہ سیدھا کر دے گی ان کو"

"ارے وہ بیچاری تو بہت سیدھی سادھی لڑکی ہے اس پہاڑ کو قابو کرنا اس معصوم کے بس میں نہیں اس کے بچے سدھاریں گے اس کو" سعد نے ذایان کے بچوں کا بھی سوچ لیا

ردا کھکھلا کر ہنس دی

"کہاں گ ئی یں تھیں بیٹا تم ہم کب سے ویٹ کر رہے ہیں تمھارا"

آئی لہ بیگم (ردا کی والدہ) نے ردا کو گھر داخل ہوتے دیکھا تو پوچھا

"میں اپنی فرینڈ کے گھر گ ئی تھی موم"

ردا نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا

"ایسی کونسی فرینڈ بنالی تم نے جو اس کے گھر جا کر تم اپنے گھر کو بھول جاتی ہو"

آئی لہ بیگم نے ردا کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا

"اپنے گھر یاد رکھوں کیوں میں یہاں پروا کس کو ہے میری"

ردا نے طنز کیا

”میری جان ایسی باتیں کیوں کرتی ہو تم ہم تمھارے ساتھ ہو یا نہیں لیکن ہم کبھی تمھیں بھولتے نہیں ہم تم سے بہت پیار کرتے ہیں بیٹا بس کام کی وجہ سے تمھیں ٹائم نہیں دے پاتے“
آئلہ بیگم نے ردا کو خود سے لگاتے ہوئے کہا

”تو چھوڑ دیں نہ ایسا کام جو اپنوں کو دور کر دیں مجھے کچھ نہیں چاہیے موم مجھے بس آپ کی اور ڈیڈ کی ضرورت ہے بس“
ردا روہانسی ہوگئی تھی

”بس بیٹا کچھ دن اور انتظار کر لو لاسٹ پروجیکٹ ہے کچھ مہینوں میں کمپلیٹ ہو جائے گا وہ ہو جائے پھر ہمارا سارا ٹائم تمھارا“
آئلہ بیگم نے ردا کو خوشی کی نوید سنائی

”سچی موم“
ردا خوشی کے مارے آئلہ بیگم کے گلے لگ گئی

”میری پیاری بیٹی“
آئلہ بیگم نے ردا کو اپنی ممتا کے آغوش میں لے لیا

”اب مجھے اپنی فرینڈ کے بارے میں بتاؤ کون ہے وہ اس کے گھر والے برا تو نہیں مانتے تم جاتی ہو تو“
آئی لہ بیگم نے ردا کے مطلب کی بات کی

اب ردا شروع ہو چکی تھی اپنی دوست اور اس کے گھر والوں کے بارے میں بتانا

آئی لہ بیگم اپنی لاڈلی بیٹی کو خوش دیکھ کر بہت خوش تھی اور علیزے اور اس کی فیملی کے بارے میں جان کر مطمعن بھی تھیں کہ انکی بیٹی کو اچھے لوگوں کی صحبت ملی ہے

ذایان بہت تھکا ہوا تھا اس کی نیند بھی پوری نہیں ہوئی ی تھی کل رات کو وہ روم میں آتے ہی سو گیا تھا دعا سے بات کرنا بھی یاد نہیں رہا اس کو
دعا بیچاری میسیج کرتی رہی لیکن جب ذایان کا رپلائے نہیں آیا تو وہ بھی سو گ ئی

سعد علیزے آج بھی کوثر بیگم کے کمرے میں سو رہے تھے اور کوثر بیگم ذایان کے کمرے میں

انیک ردا کو چڑیل بندر یا جنگلی بلی جیسے لقب سے نوازتا اپنے پیپر کی تیاری کر کے سو گیا تھا

”مجھے علیزے کو سعد سے دور کرنا ہے لیکن میں نے آج ہی دیکھا وہ تو بڑے مزے سے اس کے ساتھ شوپینگ کر رہی تھی وہ بھی سہی سلامت مجھے تو یقین نہیں ہو رہا چڑیا سی دل رکھنے والی لڑکی کے ساتھ اتنا سب کچھ ہو گیا اس ہارٹ اٹیک کیوں نہیں آیا“

”ٹھیک ہے میں اس لڑکی کو اس لڑکے سے دور کر دوں گا تم مجھے اس لڑکے کی کوئی ی تصویر دو“

”ہاں بابا کیوں نہیں میں کل لا دوں گی میرے موبائل میں ہے اس کی تصویر کل پرینٹ کروا کر لا دوں گی لیکن میرے سعد کو کچھ نہیں ہونا چاہیے“

”بے فکر رہ لڑکے کو کچھ نہیں ہو گا اب توں جا یہاں سے کام کرنے دے مجھے“

”مجھے کونسا شوق ہے یہاں رو کنے کا جا ہی رہی ہوں“

صبح ہوتے ہی کوثر بیگم کے گھر کی رونقیں اپنے اپنے کام پر نکل گ ئی یں تھی لیکن علیزے ابھی گھر میں ہی تھی اس کے ساتھ وقفے وقفے سے جو واقعات پیش آرہے تھے سعد نے فلحال اسے گھر رکھنا ہی بہتر سمجھا

”علیزے بیٹا تم تھوڑی دیر گھر میں رہ لو گی میں بس آٹا لے کر آ رہی ہوں ختم ہو گیا ہے لڑکوں سے منگوانا بھول گئی میں“

کوثر بیگم نے علیزے سے کہا جو کچن میں برتن دھو رہی تھی

”نہیں نہیں مما پلیز مجھے اکیلا چھوڑ کر مت جایے گا مجھے ڈر لگتا ہے“

علیزے رونے کو تیار تھی

”اچھا اچھا تم رونا نہیں میں نہیں جا رہی کہیں تمھارے پاس ہوں میں“

کوثر بیگم نے علیزے کو پیار سے خود کے ساتھ لگایا

”ذایان کو کیا ہو گیا ہے بات کیوں نہیں کر رہے مجھ سے کہی ناراض تو نہیں لیکن وہ تو مجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوتے مصروف ہونگے ضرور“

دعا خود سے ہی سوال جواب کر رہی تھی

انیک کے پیپر چل رہے تھے وہ جلدی گھر آ گیا تھا

”ہیلو گڑیا آج تو دورہ نہیں پڑا تمھیں“

انیک فریش ہو کر روم سے نکلا تھا

علیزے کو صوفے پر بیٹھے دیکھا تو چھیڑے بنا نہ رہ سکا

"مجھے کوئی ی دورے نہیں پڑتے سمجھے آپ" علیزے نے معصوم سا جواب دیا

"اوہو دورے نہیں پڑتے تو کیا پاگل پن کے جھٹکے لگتے ہیں"

انیک علیزے کے سر پر آ کر کھڑا ہوا

"آپ مجھے پاگل کہہ رہے ہیں"

علیزے نے صوفے پر کھڑے ہوتے انیک کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا

"ہاں تو پاگل کو پاگل نہیں تو سمجھدار کہوں گا"

انیک نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور علیزے سے دو قدم پیچھے ہوا

"انیک بھاااائی ی میں آپ کو چھوڑوں گی نہیں" علیزے چلاتے ہوئے انیک کی طرف بھاگی اس سے پہلے انیک آگے بھاگ لیا

"روکیں میں آپ کو چھوڑوں گی نہیں آپ نے مجھے پاگل کہا"

For more visit (exponovels.com)

علیزے انیک کے پیچھے تھی دونوں کی آوازیں پوریں گھر میں سنائی دیں رہیں تھیں

کوثر بیگم تو خاموشی سے اپنے کام میں لگی رہیں گھر کے اس شور کو وہ بھی بہت مس کر رہی تھیں

For more visit (exponovels.com)

”لو میں لے آئی ی سعد کی تصویر لیکن خبر دار اس کو کوئی ی نقصان پہنچایا تو“

”نہیں پہنچے گا اس کو نقصان تم میری رقم تیار رکھو بس“

”ہاں یہ لو آدھی رقم ابھی لو آدھی کام ہونے کے بعد“

اس لڑکی نے پیسے اس بابا کے ہاتھ میں تھمائے

”ہمم ٹھیک ہے لڑکی ہو جائے گا تیرا کام“

”ہمم ٹھیک ہے“

وہ اپنا پرس سنبھالتی وہاں سے نکل آئی ی

”سب آجاؤ کھانا تیار ہے“

کوثر بیگم نے سب کو آواز لگائی ی

”آرہے ہیں“

سب نے ایک ساتھ آواز لگائی ی

سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا

انیک تھوڑی باتوں کے بعد اپنی پیپر کی تیاری کرنے چلا گیا تھا

"ذایان"

"جی بھائی ی"

ذایان اپنی گڑیا کے ساتھ لوڈو کھیلنے میں مصروف تھا

"مولوی صاحب کے پاس جاؤ ان سے پوچھ کر آؤ ان کے دوست کب تک آئے گے"

"بھائی ی گیم ختم ہو جائے پھر جاتا ہوں"

ذایان نے گوٹے چلاتے ہوئے کہا

"ذایاااان ابھی اسی وقت جاؤ"

سعد نے سختی سے کہا

"افعف جارہا ہوں آپ میرے بدلے کھیلیں"

ذایان نے سعد کو کندھوں سے پکڑ کر اپنی جگہ پر بیٹھایا

”یار کیا ہے تمھیں پتا ہے نہ میں نہیں کھیلتا یہ بکواس کھیل“

سعد نے منہ بنایا

”آپ ڈرتے ہیں کیا مجھ سے ہارنے سے“

علیزے نے سعد کو کھیلنے پر مجبور کر دیا

”اوہ تو بیگم صاحبہ یہ بات ہے چلیں آئی یں دیکھاتا ہوں آپ کو میں کتنا ڈرتا ہوں“

سعد نے دلچسپی سے اپنی چھوٹی سی بیوی کو نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا

علیزے شرم سے نظریں جھکا گ ئی

”اب شرماتی رہو گی کھیلو گی نہیں“

سعد نے علیزے کا ہاتھ پکڑ کے کہا

”آپ اپنی چھچھوریائی ی بند کریں“

علیزے نے سعد کے ہاتھ پکڑنے کو چھیچھوریائی ی کا نام دے دیا

”ابھی چھپیچو رپائی ی کی کہاں ہے میں نے“

سعد نے علیزے کو ایک ہی جھٹکا دیا وہ سعد کے سینے سے آ گے لگی

ان دونوں کے بیچ میں رکھے لوڈو کی کمر ٹوٹ گ ئی ی تھی علیزے آدھی لوڈو پر تھی تو آدھی سعد کی گود میں

دونوں کی نظریں ملیں تھیں اور پھر وہی ٹھیر گ ئی یں تھی دونوں ایک دوسرے میں کھو گ ئے تھے

چائے پینے کے ارادے سے کمرے سے نکلنے والے انیک نے چپکے سے یہ منظر اپنے موبائل میں قید کیا تھا اب وہ ان دونوں کی درگت بنوانے کے ارادے سے کوثر بیگم کے پاس آیا تھا اور ان کو کھینچ کے کمرے سے باہر لے آیا تھا

کوثر بیگم کی آنکھیں اور منہ ان دونوں کو دیکھ کر کھلا کا کھلا رہ گیا تھا

”تم دونوں کو کوئی ی شرم حیا ہے کہ نہیں“

کوثر بیگم کی غصے سے بھری آواز دونوں کی سماعتوں سے ٹکرائی ی تو دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئے

”میں آئی ی“

علیزے تو اٹھ کر اپنے کمرے میں بھاگ آئی ی

”وہ بچی ہے تم تو شرم کرلو اس گھر میں تمھارے دو جوان بھائی ی بھی ہیں ان پر کیا اثر پڑے گا“

”ان شیطانوں پر کوئی ی اثر نہیں پڑھنے والا مجھ سے دو ہاتھ آگے نکلے گے یہ“
سعد بھی آخر ذایان انیک کا بڑا بھائی ی تھا شر مندہ کیسے ہو جاتا

”کیا کروں میں تم تینوں کا ایک سے بڑھ کر ایک ہو تم“
کوثر بیگم صلواتیں سناتی ذایان کے کمرے میں چلیں گ ئی یں
جو علیزے کے ٹھیک ہونے تک ان کا ٹھکانا تھا

”یہ سب تم نے کیا نا“
سعد نے انیک کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا

”ہاں تو اپنے کمرے کے بجائے لاؤ نج میں بیٹھ کر یہ سب کرو گے تو یہ ہی ہو گا نہ“
انیک لاپرواہی ی سے کہتا آگے بڑھا

”اگلے ہی پل انیک کی گدی سعد کے ہاتھ میں تھی کیا کہہ رہے تھے تم“

سعد نے انیک کو گدی سے پکڑے پکڑے ہی اپنی طرف موڑا

”نہیں نہیں بھائی ی میں تو بس یہ کہہ رہا تھا اچھی بات نہیں ہوتی نہ ایسے نظر بھی لگ جاتی ہے محبت کو“
انیک نے جلدی سے بیان بدلہ

”اوہ اچھا چلو چھوڑ دیتا ہوں کیا یاد کرو گے تم“
سعد نے احسان کرنے والے انداز میں کہا
انیک چھٹتے ہی اپنے روم میں بھاگا

”بھائی ی مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کل آجائیں گے ان کے دوست ذایان خوشی کی خبر سنائی“

”شکر خدا کا اب میری علیزے ٹھیک ہو جائے گی“
سعد نے شکر کیا

”جی بھائی ی میری گڑیا ٹھیک ہو جائے گی“
دونوں بھائی ی بغلگیر ہوئے
”بھائی ی لوڈو کون جیتا“

For more visit (exponovels.com)

ذایان نے سعد سے الگ ہوتے ہوئے پوچھا

"یار تم اپنے لوڈو کو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ" سعد کہہ کر روم میں چلا گیا

"ذایان نے جب صوفے پر پڑے لوڈو کو دیکھا تو اس کا منہ اتر گیا ہائے ظالموں نے میرے لوڈو کا کیا کیا ہے"
ذایان نے لوڈو کی لاش اٹھا کر دکھی دل کے ساتھ ڈسٹبین میں ڈال دی خود سونے چلا گیا

کوثر بیگم کی موجودگی کی وجہ سے ذایان دعا سے بات نہیں کر سکا اور وہاں دعا پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی دعا کے بھائی ی نے اپنی بیوی کی باتوں میں آکر دو دن بعد دعا کا سادگی سے نکاح کرنے کا فیصلہ کر دیا تھا

"نہ رو میری بچی اوپر والا سب ٹھیک کرے گا" رفعت بیگم دعا کو تسلیاں دے رہی تھیں

"امی کچھ کریں بھائی ی کو سمجھائی یں میں اس عیاش آدمی سے شادی نہیں کروں گی"
دعا اپنی ماں کی گود میں سر رکھے رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی

"بیٹا توں ذایان سے بات کر"
رفعت بیگم نے دعا کا سر تھپتھپاتے ہوئے کہا

"امی وہ پتا نہیں کہاں مصروف ہیں میرے میسج کالز کا رپلائے بھی نہیں دے رہے"

دعا نے روتے روتے کہا

"ہائے میری بچی تو رو نہیں میں کروں گی دوبارہ بات تیرے بھائی سے میں آج تک تیرے لیے کچھ نہ کر سکی لیکن اب چاہے کچھ بھی ہو جائے میں تیری زندگی خراب نہیں ہونے دوں گی"

رفعت بیگم نے ایک عزم سے کہا

"امی آپ کیا کریں گی"

"میری بچی تو پریشان نہیں ہو جو بھی کروں گی تیرے حق میں بہتر ہی کروں گی چل اب سو جا رات بہت ہو گئی ہے"

دونوں ماں بیٹیاں اپنے اپنے دکھ سے پیچھا چھڑاتی سو گئی یں

ذایان صبح اٹھا تو دعا کے کافی سارے میسج آئے ہوئے تھے

سب میں یہ ہی تھا

For more visit (exponovels.com)

"ذایان آپ ٹھیک ہیں مجھے آپ کی فکر ہو رہی ہے پلیز مجھے جواب دیں"

ذایان کے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ آئی ی تھی

"میری زندگی لویوں"

"زندگی تم پریشان نہیں ہو میں بلکل ٹھیک ہوں بس گھر میں تھوڑی پرابلم ہے اسی لیے تم سے بات نہیں کر پارہا جیسے ہی موقع ملے گا میں خود میسیج کر دوں گا اور سوری میں نے تمھیں پریشان کر دیا"

ذایان نے میسیج سینڈ کر دیا

اٹھ کر واشروم میں چلا گیا

"سعد کہاں لے جا رہے ہیں مجھے"

سعد علیزے کا ہاتھ پکڑ کر ایک گھنے جنگل میں چلیں جا رہا تھا اور اس کے ساتھ علیزے بھی کھیچتی چلی جا رہی تھی

"سعد بتائیں نہ ہم کہاں جا رہے ہیں"

علیزے نے دوبارہ پوچھا

لیکن سعد نے ابھی بھی کوئی ی جواب نہیں دیا

"سعد مجھے درد ہو رہا ہے پلیز میرا ہاتھ چھوڑیں"

"سعد آہستہ چلیں میں گر جاؤں گی"

علیزے کی آواز تو سعد کو سنائی ہی نہیں دے رہی تھی

وہ بس پاگلوں کی طرح خار دارے پتھریلے جنگل سے علیزے کو کھینچتا ہوا لے جا رہا تھا آہ علیزے کے پاؤں پر

نوکیلا پتھر لگا اور خون علیزے کے پیر کو بھیگونے لگا

علیزے وہی بیٹھ کر رونے لگی

سعد نے پیچھے مڑ کر علیزے کو دیکھا تو علیزے کو وہ سعد نہ لگا جو اس کا شوہر تھا اس کے سعد کی آنکھوں میں ہمیشہ

محبت نظر آتی تھی لیکن اس سعد کی آنکھوں میں تو سوائے نفرت کے کچھ نہیں وہ کوئی وحشی لگ رہا تھا

آنکھیں ضرورت سے زیادہ لال تھیں جیسے اس کا سارا خون آنکھوں میں جما ہو گیا ہو

علیزے سعد کو دیکھ کر خوف سے کپکپانے لگی

"س س سعد آ آپ کو کیا ہوا ہے"

علیزے نے لرزتے ہوئے کہا

سعد نے ایک جھٹکے سے علیزے کو کھڑا کیا پھر سے اپنے ساتھ کھینچنے لگا

""""سعد کیا کر رہے ہیں مجھے درد ہو رہا ہے"

سعد پلیز روک جائیں

”آؤ چ آہ“

علیزے کے جسم میں خاردار پتے اپنے نشان چھوڑ رہے تھے لیکن
سعد کو کوئی ی اثر نہیں ہو رہا تھا

آخر ایک گہری کھائی ی پر جنگل ختم ہوا سعد نے وہ کھائی ی دیکھی پھر روتی بلکتی علیزے کو اس کے چہرے پر پُراسرا سی مسکراہٹ پھیلی اور اگلے ہی لمحے سعد نے علیزے کو اس کھائی ی میں پھینک دیا تھا علیزے کی چیخوں کے ساتھ سعد کی خوفناک سی ہنسی جنگل میں گونجی تھی

ایک چیخ کے ساتھ علیزے کی آنکھیں کھولیں تھی
سعد بال بنا رہا تھا علیزے کی چیخ کی آواز سن کر بھاگتا ہوا علیزے کے پاس آیا

”کیا ہوا میری جان“

”دور رہیں مجھ سے آپ میرے سعد نہیں ہیں دور رہیں“
علیزے پاگلوں کی طرح چیخ رہی تھی

”علیزے میں سعد ہوں تمھارا“

”نہیں نہیں دور رہو مجھ سے تم میرے سعد نہیں ہو شیطان ہو تم شیطان مما!!!!!!!ذایان بھا!!!!!ئی ی بچائی یں مجھے“

کوثر بیگم ذایان علیزے کی چیخیں سن کر کمرے کی طرف ہی آرہے تھے وہ دونوں روم میں داخل ہوئے تو علیزے کو چیخو پکار کرتے پایا

سعد علیزے کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن علیزے سعد سے ہی ڈر کر بھاگ رہی تھی

”مما مما یہ سعد نہیں ہیں یہ شیطان ہیں جانور ہیں یہ مجھے مارنے آیا ہے یہ مجھے مار دے گا مجھے بچائی یں مما“

”بیٹا یہ سعد ہے کیا ہو گیا ہے“
کوثر بیگم نے نرمی سے کہا

”آپ سمجھ کیوں نہیں رہیں مما یہ شیطان ہے“ سعد کا روپ لے کر آیا ہے

”ذایان بھائی ی مما کو سمجھائی یں یہ شیطان ہے یہ مجھے لے جائے گا مجھے کھائی ی میں پھینک دے گا“

اب وہ ذایان کے سامنے کھڑی رو رہی تھی

"اچھا اچھا گڑیا میں سمجھ گیا"

ذایان نرمی سے علیزے کو سر سے پکڑ اپنے سینے ے لگا لیا

وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کے رو دی

"ذایان میں اس کو ایسی حالت میں چھوڑ کر کیسے چلا جاؤں"

سعد نے افسوس سے کہا

"بھائی ی پلیز میں ہوں اس کے پاس یہ بہت ڈری ہوئی ی ہے اس نے شاید آپ کے متعلق کوئی ی برا خواب دیکھ لیا ہے اس لیے یہ آپ سے ڈر رہی ہے آپ ابھی چلیں جائی یں پلیز"

"ہاں بیٹا ذایان ٹھیک کہہ رہا ہے تم کمرے سے باہر چلے جاؤ"

کوثر بیگم نے بھی سعد کو جانے کا کہا

سعد دل میں دکھ آنکھوں میں نمی لیے روم سے باہر نکل گیا

ذایان علیزے کو لیے بیڈ پر بیٹھ گیا

”میری گڑیا میری طرف دیکھو سب ٹھیک ہے“ ذایان نے محبت سے علیزے کا چہرا اپنے ہاتھوں میں لیا

”بھائی ی آپ کہی نہیں جایے گا وہ شیطان پھر آ جائے گا“

علیزے نے ذایان کے سینے پر سر رکھ کر کہا

”نہیں میری جان ابھی تمھارا بھائی ی زندہ ہے میں کسی شیطان کو نہیں آنے دوں گا اپنی گڑیا کے پاس“

ذایان نے علیزے کو بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے کہا

کوثر بیگم سعد کے پاس باہر چلیں گ ئی تھیں

”سعد بیٹا سب ٹھیک ہو جائے گا تم پریشان نہیں ہو“

کوثر بیگم نے سعد کو دلاسا دیا

”مما وہ میری بیوی ہے محبت کرتا ہوں میں اس سے اس کو نقصان پہں چانے کا تو سوچ بھی نہیں سکتا وہ کیسے مجھ پر اتنا بڑا الزام لگا سکتی ہے“

سعد کو سچ میں بہت دکھ ہوا تھا

"بیٹا وہ اپنے ہوش میں نہیں ہے تم جانتے تو ہو اس پر کالا علم ہوا ہے بیٹا ایسا نہیں سوچو وہ بھی تم سے بہت محبت کرتی ہے بیٹا آج عامل صاحب آجائی یں گے سب ٹھیک کر دے گے وہ تم سنبھالو خود کو تم ایسا کرو ناشتا کرو آفس چلے جاؤ تم اس کے سامنے رہو گے تو وہ اور ڈرے گی میں ذایان سے کہوں گی وہ روک جائے گا اس کے پاس"
کوثر بیگم نے پیار سے سعد کو سمجھایا

"مما میں اس کو چھوڑوں گا نہیں جس نے میری جان کے ساتھ یہ سب کیا ہے بس پتا چل جائے مجھے ایک بار اس کا"
سعد نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا اور آفس کے لیے نکل گیا

انیک پیپر دے کر گھر جا رہا تھا جب اسے ردا اپنی کار سے نکل کر بیوٹی سیلون میں داخل ہوتی نظر آئی ی

"ہمم چڑیل اپنی خوبصورتی میں اضافہ کروانے کے لیے سیلون آئی ی ہے"
انیک نے مسکراتے ہوئے اپنے شیطانی دماغ کو کام پر لگایا

"میں بدتمیز ہوں نہ ابھی بتاتا ہوں چڑیل کو" انیک بڑبڑایا
پھر ایک پیپر لے کر اس پر کچھ لکھا اور ڈرائی یور سے بچ کر اس نے وہ پیپر علیزے کی کار کے پیچھے چپکا دیا اور خود ایک کونے میں کھڑا ہو کر ردا کا انتظار کرنے لگا

ردا سیلون سے آئی ی تو اس کاہ ئی راسٹائی ل چینج تھا مطلب وہ ہ ئی رسیٹ کروانے آئی ی تھی

”چڑیل اپنی خوبصورتی بڑھانے کے لیے سیلون آئی ی ہے آج کیا کوئی ی چڑیلوں کا فیشن شو ہے جس میں تمھیں ڈاین کے ایوارڈ سے نوازہ جائے گا میری دعائی یں تمھارے ساتھ ہیں تم ہی یہ شو جیتو گی“

اپنی گاڑی پر لگے پیپر پر لکھی تحریر پڑھ کر ردا کے ماتھے پر بل پڑگ ئے لیکن جب ردا کو یاد آیا چڑیل تو اسے انیک کہتا ہے کسی اور میں تو اتنی ہمت نہیں تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گ ئی
اس نے جلدی سے آس پاس نظریں گھمائی ی لیکن اسے کوئی ی نظر نہ آیا
اس نے وہ پیپر گاڑی سے ہٹایا اور اسے چوم کر اپنے پرس میں رکھ لیا

انیک ردا کا ردِعمل دیکھ کر شوکٹ ہو گیا اسے لگا تھا وہ غصے میں پیپر پھاڑ دے گی لیکن یہاں تو الٹا ہی ہو گیا تھا انیک جو ردا کو تنگ کرنے کے ارادے سے وہاں کھڑا تھا اب خود غصے میں جلا بھونا گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا
دعا نے ذایان کا میسیج پڑھا تو وہ اور پریشان ہو گ ئی
”کہیں میری وجہ سے تو ان کے گھر میں کوئی ی پرابلم نہیں ہوئی ی ہو سکتا ہے ذایان کی مما راضی نہ ہو ذایان ان کو منا رہے ہو کہی میری وجہ سے ان کے گھر لڑائی جھگڑا نہیں ہو جائے نہیں نہیں میں اب ذایان کو تنگ نہیں کروں گی ان سے بات نہیں کروں گی میں اپنا فیصلہ رب پر چھوڑتی ہوں“

دعا ہاتھوں میں منہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کے رو دی

علیزے پورے دن ذایان سے چپکی رہی وہ روم سے باہر نکلنے تک کو راضی نہیں تھی اور نہ ہی ذایان کو اپنے پاس سے اٹھنے دے رہی تھی ذایان نے اسے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا اپنے ہاتھوں سے ہی ناشتہ کروایا ڈر کی وجہ سے علیزے کو تھوڑا بخار بھی ہو گیا تھا سارا دن وہ اس کے لاڈ اٹھاتا رہا اس کی تیمارداری میں لگا رہا نہ وہ آفس جا سکا نہ دعا سے بات کر سکا

انیک گھر آیا تو کھانا کھا کر وہ بھی روم میں بند ہو گیا اسے بار بار ردا کی اس حرکت کا خیال آ رہا تھا آخر ردا نے غصہ کیوں نہیں کیا اس پیپر کو پھاڑا کیوں نہیں انیک یہ ہی سوچتا سوچتا نیند کی وادیوں میں کھو گیا تھا

شام کا وقت ہو گیا تھا سعد گھر آیا تو اس کا دل علیزے کو دیکھنے کو چاہا وہ کوثر بیگم سے مل کر علیزے کے پاس گیا علیزے ذایان کا ایک ہاتھ پکڑے سو رہی تھی ذایان علیزے سے کچھ دور بیڈ پر آنکھیں موندیں نیم دراز تھا دروازے کی آواز پر اس نے آنکھیں کھولیں تو سعد سامنے کھڑا تھا

”مجھے ایسا لگ رہا ہے میرے بے بی کی پیدائش ہوئی ہے جس کو میں صبح سے سنبھال رہا ہوں“

ذایان نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا سعد کو بیٹھنے کی جگہ دی

سعد ہلکا سا مسکرا دیا

"اب کیسی طبیعت ہے اس کی ٹھیک ہے پر ڈر رہی ہے بہت اٹھنے بھی نہیں دے رہی مجھے اس کو بخار بھی ہو گیا تھا دوائی کھلا کر سولایا ہے میں نے"
ذایان نے علیزے کی طبیعت سے سعد کو آگاہ کیا

"مولوی صاحب نہیں آئے عالم کو لے کر"

"نہیں مماگ ئی یں تھیں مولوی صاحب کے پاس وہ عالم کل آئے گے آج کسی وجہ سے آ نہیں سکے"

"ٹھیک ہے تم جاؤ آرام کر لو میں ہوں یہاں"

"ٹھیک ہے بھائی ی"
ذایان نے علیزے کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نکالنا چاہا تو وہ اٹھ گ ئی
"آپ کہاں جا رہے ہیں مجھے چھوڑ کر ذایان بھائی ی"
علیزے نے ذایان کا ہاتھ اور مضبوطی سے پکڑ لیا

"گڑیا بھائی ی ہیں یہاں میں آرام کر آؤ ں تھوڑا سا" ذایان نے نرمی سے اپنا ہاتھ چھڑوایا

سعد کی طرف دیکھتے ہی علیزے کی آنکھوں میں نمکین پانی جما ہو گیا اس کو اب بھی سعد میں وہ خواب والا سعد نظر آرہا تھا

For more visit (exponovels.com)

”نہیں نہیں یہ میرے سعد نہیں ہیں یہ شیطان ہیں“

سعد علیزے کو دیکھ کر مسکرا رہا علیزے کے رد عمل پر سعد کی مسکراہٹ معدوم پڑھ گ ئی

”میں تمھارا ہی سعد ہوں تم مجھ سے ڈر کیوں رہی ہو“ سعد نے نرمی سے کہا

”نہیں ذایان بھائی ی یہ شیطان ہے اس کو بھگائی یں“

علیزے چیختی چلاتی ذایان کے پیچھے چھپ گ ئی

کوثر بیگم اور انیک بھی روم میں آگ ئے کیا ہو رہا ہے

انیک کو صبح والے واقع کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا اس لیے اس نے ناسمجھی سے سب کو دیکھ کر پوچھا

سعد بنا کچھ کہے روم سے نکل گیا کوثر بیگم بھی سعد کے پیچھے نکل گ ئی یں

انیک ذایان علیزے کے پاس بیٹھ گیا کیا ہوا ہے مجھے کوئی ی کچھ بتائے گا

ذایان نے صبح والا اور ابھی والا سارا قصہ انیک کے گوش گزار کیا

علیزے ڈری سہمی ذایان سے چپکی بیٹھی تھی

”سعد بیٹا تم ٹھیک ہو“

کوثر بیگم نے سعد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا

”میں کیسے ٹھیک ہو سکتا ہوں مما علیزے کی ایسی حالت دیکھ کر وہ کتنا ڈر رہی ہے مجھ سے کتنا برداشت کروں میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں اس کے ساتھ اس کا دکھ بانٹنا چاہتا ہوں اسے سینے سے لگانا چاہتا ہوں لیکن وہ تو مجھے دیکھتے ہی ڈر جاتی ہے مما“

”بیٹا ہمت رکھو میری جان بس آج کی بات اور ہے کل مولوی صاحب عالم کو لے آئے گے سب ٹھیک ہو جائے گا“

کوثر بیگم نے پیار سے سعد کا ماتھا چوما
ہممم سعد خاموشی سے اپنے روم میں چلا گیا

”فیض تجھے سمجھ کیوں نہیں آرہی وہ لڑکا اچھا نہیں ہماری دعا اس کے ساتھ کبھی خوش نہیں رہ پائے گی بیٹا دماغ سے نہیں دل سے سوچ“
رفعت بیگم اپنی بیٹی کے لیے اپنے بیٹے سے الجھ رہیں تھیں

”امی کیا ہو گیا ہے اچھا لڑکا ہے دیکھا بھالا ہے پھر قریب میں ہے وہ جہیز کا بھی خواہش مند نہیں اور قریب بھی رہتا ہے جب تمھارا دل چاہے ملنے چلی جانا اور کیا چاہیے تمھیں“فیض نے بے زاری سے کہا

”توں جانتا نہیں اس کو عیاش کو چہرے پر اچھائی ی کا موکھوٹ سجائے گھومتا ہے وہ اس کے نظروں میں دعا کے لیے ہوس کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا تجھے کہاں سے اچھا لگتا ہے وہ“

رفعت بیگم نے سختی سے کہا

”امی کیا کہا آپ نے میرا بھائی ی عیاش خدا کا خوف کریں امی میرا بھائی ی باکردار انسان ہے دعا سے محبت کرتا ہے بہت خوش رکھے گا اسے ارے آپ کو تو میرے بھائی ی کے پاؤں دھو دھو کر پینے چاہیے جو بنا جہیز بنا کسی شرط کے دو جوڑوں میں آپ کی بیٹی کو بیاہ لے جا رہا ہے“

سمرین سے اپنے بھائی ی کی برائی سنی نہ گئی

دعا اپنے کمرے میں بیٹھی سب کی آوازیں سن رہی تھی اور آنسوں بہا رہی تھی

”آئے تیرا بھائی ی ہے وہ توں تو پردہ ہی ڈالے گی نہ اپنے بھائی ی کی برائیوں پر“

رفعت بیگم نے بھی سمرین کو نہیں بخشا

”امی بس کریں بس میں نے فیصلہ کر دیا ہے کل سادگی سے دعا کا نکاح ہو گا عاسم سے بس اور بحث نہیں سننی مجھے“

فیض اپنی کہتا گھر سے باہر نکل گیا

دعا کا انتظام ہو جائے پھر کرواتی ہوں میں آپ کا بھی کوئی انتظام"

سمرین بد تمیزے سے کہتی اپنے کمرے میں چلی گ ئی

رفعت بیگم منہ لٹکائے اپنے کمرے میں آگ ئی یں

"نہ رو میری بچی میں ہوں نہ میں تیری شادی کبھی اس خبیث سے نہیں ہونے دوں گی"

رفعت بیگم ابھی بھی اپنے فیصلے پر آڑی تھیں

"امی آپ کیا کریں گی"

دعا نے روتے ہوئے پوچھا

"میری بچی تو رو نہیں تیری ماں ہے نہ وہ تیری زندگی برباد ہونے نہیں دے گی"

رفعت بیگم نے پیار سے کہا

دعا اپنی ماں کے گلے لگ گ ئی

"انیک کے ہاتھ کا لکھا پیپر میرے ہاتھ میں ہے واؤ ان کی ہینڈ رائیٹنگ کتنی اچھی ہے"

ردا جب سے گھر آئی ی تھی پاگلوں کی طرح اس پیپر کو چومے جا رہی تھی

"بس وہ دن جلدی سے آجائے انیک جب آپ کی یہ چھیڑ چھاڑ محبت میں بدل جائے گی"

ردا نے پیپر کو اپنے سینے سے لگائے دعائے محبت مانگی

میں دیوانی ہوں تیری

تجھے دیوانہ بنانا باقی ہے 🖤🖤

"علیزے گڑیا کھالو ضد نہیں کرتے میری جان" ذایان علیزے کو دلیہ کھلا رہا تھا لیکن علیزے کا دلیہ کھانے کا کوئی ی موڈ نہیں تھا

"کیا ہو رہا ہے"

انیک نے روم میں داخل ہوتے ہی پوچھا

"یار دیکھ گڑیا کو بخار ہے میں کب سے دلیہ کھلانے کی کوشش کر رہا ہوں کھا نہیں رہی کہہ رہی ہے چاول کھانے ہیں"

ذایان نے بے زاری سے کہا

"اوہ تو یہ بات ہے"

انیک کو وہ دن یاد آگیا جب وہ بیمار تھا اور علیزے نے زبردستی اسے کھیچڑی کھلائی ی تھی

"اتنی سی بات لاؤ میں کھلاؤں"

انیک نے ذایان کے ہاتھ سے دلیہ کی پلیٹ لے لی

اور خود علیزے کے سامنے بیٹھ گیا

"کھلا میں بھی دیکھوں ذرا"

ذایان بھی ٹھوڑی ہاتھ پر ٹکائے بیٹھ گیا

"گڑیا تمھیں پاگل پن کے دورے پڑنے کب ختم ہونگے"

"کیا آ،،،،،،،"

"یہ لگا نشانے پر تیر"

علیزے نے کچھ بولنے کے لیے منہ کھلا ہی تھا انیک نے علیزے کا منہ کھلا تا دیکھا تو جلدی سے دلیہ سے بھرا چمچہ علیزے کے منہ میں ڈال دیا

ذایان نے قہقہ لگایا تھا

علیزے برا سا منہ بنا کر دلیہ ہلک سے اتار رہی تھی

"اب مزا آیا اس دن کیسے کھلائی ی تھی مجھے کھیچڑی اب سارے بدلے لوں گا میں"

انیک نے علیزے کا تمسخر اڑایا
اب وہ اسی طرح بہانے بہانے سے علیزے کو دلیہ کھلا رہا تھا

سعد ذایان کے روم میں لیٹا علیزے کی یادوں میں کھویا تھا اس کا وہ ہنسنا وہ بولنا سعد

"گندے ہیں آپ چھیچورے کہی کے"
سعد کے چہرے پر زخمی سے مسکراہٹ آئی ی تھی آج رات نیند سعد کی آنکھوں سے روٹھ گ ئی تھی
علیزے نے ساری رات ذایان کو جگایا تھا
"سر دبا دو درد ہو رہا ہے نیند نہیں آ رہی مجھے سعد کہاں ہیں میرے"

"یار گڑیا سو جاؤ مجھے نیند آ رہی ہے"
ذایان نے اونگتے ہوئے کہا
ذایان کی حالت بلکل ایسی تھی جیسی اس ماں کی ہوتی ہے جو ن ئی ن ئی ماں بنی ہو رات کو بچہ نہ سونے دیتا نہ دن کو آرام کرنے دیتا ہے

"بھائی ی سعد کو بلائی یں نہ"

"گڑیا بھائی ی ضروری کام سے گ ئے ہوئے ہیں"

وہ جانتا تھا سعد کو دیکھے گی تو پھر ڈر جائے اس لیے اس نے جھوٹ بولا

ساری رات ایسے ہی گزر گ ئی

صبح انیک یونیورسٹی کے لیے نکل ہی رہا تھا کہ ڈور بیل بجی وہ اپنی بائیک کی چابی اور ایکزیم فائل اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا

انیک نے دروازہ کھولا تو ردا کا مسکراتا چہرا نظر آیا

"اَلسَلامُ عَلَیکُم" ردا نے سلام کیا

"ہٹو سامنے سے دیر ہو رہی ہے مجھے" انیک نے ماتھے پر بل لاتے ہوئے کہا

"ہو ہی کھڑوس بد تمیز"

ردا بڑبڑاتی ہوئی ی آگے بڑھ گ ئی

انیک ردا کی بڑبڑاھٹ سن چکا تھا

ردا کے آگے بڑھنے سے پہلے ہی انیک نے ردا کی کلائی ی پکڑ کر دوبارہ اپنے سامنے کھڑا کیا تھا

For more visit (exponovels.com)

"آؤچ جنگلی چھوڑو میرا ہاتھ"

ردا نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی ناکام سی کوشش کی

"میں کھڑوس بدتمیز جنگلی میری بات نہ تم اپنے چھوٹے سے دماغ میں فٹ کرلو" انیک نے ردا کی کلائی ی چھوڑ کر اپنی ایک انگلی ردا کی کے ماتھے پر رکھی

1. "تم جو میرے متعلق خواب دیکھ رہی ہو نہ وہ کبھی پورے نہیں ہونگے سمجھی تم میں تم جیسی بدزبان بدتمیز لڑکی کو منہ لگانا بھی پسند نہیں کرتا اس لیے تمھارے لیے اچھا یہ ہی ہوگا تم میرے سامنے نہ ہی آیا کرو"

انیک ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتا دروازے سے باہر نکل گیا تھا

ردا کو اپنے دل پر زخم سا محسوس ہوا تھا وہ آنسوں پونچتی اندر کی طرف بڑھ گ ئی تھی

ذایان نے ردا کو بلایا تھا تا کہ وہ علیزے کے ساتھ رہے اور علیزے کا دھیان بٹے اسی لیے ردا صبح صبح ہی چلی آئی ی علیزے کی کنڈیشن ذایان ردا کو فون پر بتا چکا تھا

"اَلسَلامُ عَلَیکُم آنٹی"

ردا نے خود کو نارمل کر کے مسکراتے ہوئے کہا

"وَعَلَیکُم السَّلام میری بیٹی"

کوثر بیگم نے پیار سے ردا کا ماتھا چوما

"آج کالج نہیں گ ئی تم"

"نہیں آنٹی علیزے کے بغیر بور ہوتی ہوں میں تو بس میں نے سوچا میں خود جا کر علیزے کی تیمار داری کروں تاکہ وہ جلدی ٹھیک ہو جائے"

"اچھا ہوا آگ ئی ں بیٹا تم وہ ذایان کو چھوڑ ہی نہیں رہی پتا نہیں کیا ہو گیا ہے اسے سعد کو دیکھتے ہی شور مچانے لگ جاتی ہے تم آگ ئی ہو تو اب ذرا دل بہل جائے گا اس کا"

"اوکے آنٹی میں دیکھتی ہوں اس کو"

ردا کمرے میں گ ئی تو ذایان اونگھتا ہوا علیزے کا سر دبا رہا تھا علیزے آنکھیں موندے لیٹی تھی

"ذایان بھائی ی" ردا نے ذایان کا کندھا ہلایا

ہمم ذایان نے چونک کر آنکھیں کھولیں

"پرنسیس تم آگ ئی یں چلو سنبھالو اپنی سہیلی کو مجھے تو بڑی زور کی نیند آئی ی ہے"

ذایان بیڈ سے اٹھا اور جہاں خود بیٹھا تھا وہاں ردا کو بیٹھا دیا

علیزے غنودگی میں تھی ردا اس کے پاس بیٹھ گئی ذایان اپنے کمرے میں سونے چلا گیا

ذایان روم میں آیا تو سعد آنکھیں میچے لیٹا تھا

"بھائی آپ آفس نہیں گئے"

""""نہیں یار"

سعد نے اپنی نیند سے بھری سرخ آنکھیں کھولی

"علیزے کیسی ہے" سعد اٹھ کر بیٹھ گیا

"بھائی اسے بخار ہے لیکن ابھی سو رہی ہے آپ چاہے تو دیکھ لیں اسے جا کے"

ذایان کو سعد کی حالت پر ترس آیا

"ہمم ٹھیک ہے" سعد ہلکا سا مسکرایا

سعد نے علیزے کے کمرے کا دروازہ کھولا تو ردا کو دیکھ کر حیران ہو گیا

"ردا تم صبح صبح یہاں کیا کر رہی ہو"

"وہ بھائی ذایان بھائی نے بلایا تھا مجھے علیزے کی وجہ سے"

ردا نے جواب دیا

”تم برا نہ مانو تو میں تھوڑی دیر کے لیے روک جاؤں علیزے کے پاس“
سعد نے دلی خواہش ظاہر کی

”جی بھائی ی لیکن یہ اٹھ گ ئی تو آپ سے ڈر جائے گی ذایان بھائی ی نے مجھے بتایا تھا یہ ڈر رہی ہے آپ سے“
ردا نے ٹھیر ٹھیر کے کہا کہی برا ہی نہ لگ جائے سعد کو

”میں جانتا ہوں یہ ڈر جائے گی مجھے یہاں دیکھ کر لیکن یہ جیسی اٹھے گی میں روم سے باہر آجاؤ ں گا“
سعد نے نرمی سے کہا

”ٹھیک ہے بھائی ی آپ بیٹھیں میں باہر ہوں“
ردا روم سے باہر آگ ئی

ردا کے جاتے ہی سعد نے علیزے کے پورے چہرے پر محبت کی مہر لگائی یں پھر علیزے کو خود میں سمیٹ کر آنکھیں موند لیں دونوں ہی رات بھر کے جاگے ہوئے تھے اس لیے ایک دوسرے کی پناہ میں پر سکون ہو کر سو گ ئے

ردا باہر کوثر بیگم سے باتوں میں مصروف ہو گئی

دعا کا آج نکاح تھا دعا کا رو رو کر برا حال تھا
"امی میں نہیں کروں گی شادی کچھ کریں پلیز"
دعا اپنی ماں کے قدموں میں بیٹھی تھی

"میری بچی تو کیوں رو رو کے ہلکان ہو رہی ہے میں نے کہا نہ تیری شادی نہیں ہو گی اس سے تو رو مت بس جیسا تیرے بھائی بھابی کہہ رہے ہیں ویسا کرتی جا"
رفعت بیگم نے دعا کو دلاسا دیا

"امی آپ کیا سوچ کر بیٹھی ہیں آخر مجھے بھی بتائیں"
رفعت بیگم کے چہرے پر اطمینان دیکھ کر دعا کو تشویش ہوئی

"وقت آنے پر بتا دوں گی ابھی جا توں مہندی لگوا لے نہیں تو وہ تیری جلاد بھابی پھر آ جائے گی"
رفعت بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا
"جی امی"

دعا سر جھٹک کر مہندی لگوانے چلی گ ئی

ذایان علیزے سعد ابھی تک اپنی نیند پوری کر رہے تھے 1 بجے قریب انیک گھر آیا تو گھر میں صرف ردا کی آواز آرہی تھی جو کچن میں کوثر بیگم کے ساتھ کھانا بھی پکوا رہی تھی

"اففف یہ چڑیل کتنا بولتی ہے گھر کیوں نہیں گ ئی یہ ابھی تک"

انیک جلتا کڑھتا اپنے روم میں چلا گیا

"کیا پک رہا ہے مما"

انیک فریش ہو کر کچن میں ہی آگیا

"بیٹا فرائی ی چکن بنائی ی ہے"

"اوہ ویسے یہ میڈم ابھی تک یہاں کیوں ہیں آج بھی کھانا کھا کر ہی جائی یں گی کیا"

انیک نے بڑے مہذب انداذ میں ردا کو طعنہ مارا

"انیک بری بات ایسے نہیں بولتے چلو جاؤ میں کھانا لے کر آتی ہوں"

ردا انیک کو نظر انداز کرتی سالن میں چمچہ جلاتی رہی لیکن چور نظروں سے انیک کو دیکھ بھی رہی تھی جو بلیک شلوار قمیض میں نکھرا نکھرا سا بلا کا حسین لگ رہا تھا

”نہیں مما میں سب کے ساتھ کھانا کھاؤں گا“ انیک کہہ کر ردا پر ایک سخت نظر ڈالتا روم میں چلا گیا

”آنٹی اب میں بھی چلتی ہوں صبح سے آئی ہوئی ہوں“
ردا بھی گھر جانے کو تیار تھی اس کا دل تو نہیں تھا جانے کا لیکن وہ انیک کے سامنے نہیں جانا چاہتی تھی اس کی صبح والی باتیں ابھی بھی ردا کے دماغ میں گردش کر رہیں تھیں

”ایسے کیسے بیٹا کھانا تو کھاؤ“

”نہیں نہیں مما آپ کا بہت شکریہ میں گھر پر کھانا کھاؤں گی آج موم ڈیڈ کے ساتھ وہ میرا ویٹ کر رہے ہوں گے“
ردا نے جھوٹ بولا کیوں کہ کوثر بیگم ایسے تو اس کو جانے نہیں دیتیں

”اچھا چلو ٹھیک ہے بیٹا“

کوثر بیگم نے پیار سے کہا

ردا نے کال کر کے اپنے ڈرائی یور کو بلایا اور گھر آگ ئی

گھر آتے ہی اسے سرپرائی ز ملا اس پیرینڈ سیچ میں اس کا کھانے پر انتظار کر رہے تھے

”بیٹا تم آگ ئی یں ہم تمھارا ہی ویٹ کر رہے تھے آجاؤ ں سب ساتھ کھانا کھاتے ہیں آج میں نے ساری تمھاری فیوریٹ ڈشیز بنوائی ی ہیں“

ردا کی والدہ نے محبت بھرے لہجے میں کہا

ردا تو خوشی سے جھوم اٹھی

”سچی موم ہم ساتھ کھانا کھائی یں گے“

ردا نے اپنی موم کے دونوں ہاتھ پکڑ کر بے یقینی سے پوچھا

”ہاں بھ ئی تمھاری موم سچ کہہ رہی ہیں آج ہم اپنی سویٹ اینجل کے ساتھ کھانا کھائی یں گے“ یوسف صاحب (ردا کے والد) نے ردا کو خود سے لگاتے ہوئے کہا

”ہمم ٹھیک ہے موم ڈیڈ چلیں پھر جلدی سے کھانا لگوائی یں مجھے بڑے زوروں کی بھوک لگی ہے“

ردا نے پیٹ پکڑتے ہوئے کہا

پھر سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا اور خوب باتیں بھی کیں

ردا آج دل سے خوش تھی بہت خوش

"اپنوں کا ساتھ پا کر خوش ہوں

تیری ہونے کے لیے بے قرار ہوں"

علیزے سعد کی باہوں میں ذرا سی کسمائی ی تھی وہ شاید اٹھنا چاہ رہی تھی

سعد نے فوراً آنکھیں کھولیں تھی علیزے نے بھی پوری آنکھیں کھول کر اپنے پہلو میں نظر ڈالی تو آنکھوں میں

ڈر خوف پھیل گیا

سعد جلدی سے اٹھ بیٹھا

"ڈرو نہیں میں جا رہا ہوں"

سعد نے ہارے ہوئے مرد کے انداز میں کہاں اور روم سے باہر آ گیا

ذایان کوثر بیگم کے کندھے سے چپکا ٹی وی دیکھ رہا تھا

"اہم اہم جاؤ امی تمھاری بیٹی اٹھ گ ئی ہے" سعد نے برا سا منہ بنا کر ذایان کو کہا

"یار بھائی ی ایسے تو نہیں بولیں آپ جانتے ہیں اس کی حالت اب وہ ایسے میں مجھے نہیں چھوڑ رہی تو میں کیا

کروں"

ذایان نے آئی ینہ دیکھایا سعد کو

"اچھا بھ ئی کچھ نہیں کہتا جاؤ"

سعد چڑہی گیا تھا

"جی" ذایان کمرے میں چلا گیا تھا

"ذایان بھائی ی آپ کہاں چلیں گ ہے تھے وہ شیطان پھر آ گیا تھا"

علیزے روہانسی ہوئی ی

"میرا بچہ میں یہی تھا اب تم فریش ہو جاؤ پھر ہم کھانا کھائی یں گے تمہارا بخار بھی اتر گیا ہے اب تمھیں دلیہ نہیں کھانا پڑے گا"

ذایان نے پیار سے علیزے کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے بھائی ی"

علیزے واشروم میں چلی گ ئی

ذایان علیزے نے روم میں کھانا کھایا باقی سب نے کھانے کی میز پر ہی کھایا کھانا

شام کا وقت تھا دروازے پر دستک ہوئی ی تھی

سعد نے دروازہ کھولا تھا سامنے مولوی صاحب تھے اور کے ہری قمیض اور سفید شلوار میں مولوی صاحب جیسی عمر کے بزرگ موجود تھے

سعد کے چہرے پر خوشی کی مسکراہٹ پھیلی

"اَلسَلامُ عَلَیکُم" سعد نے آدب سے سلام کیا

"وَعَلَیکُم السّلام وَرَحمَۃُ اَللہِ وَبَرکاتُہُ"

ان بزرگ نے جواب دیا

سعد تھوڑا شرمندہ سا ہو گیا کیوں کہ اس نے پورا سلام نہیں کیا تھا

"آئی یں اندر

سعد نے شرمندگی چھپاتے ہوئے کہا

"آؤ ابراہیم"

مولوی صاحب نے اپنے دوست کو اپنے ساتھ اندر آنے کی دعوت دی

وہ دونوں اندر گ ۓ مولوی صاحب اور ان کے ساتھ آۓ بزرگ کو دیکھ کر سب کی کھوئی ی ہوئی ی مسکراہٹ ان کے چہروں کی چمک بن کر واپس آگ ئی

کوثر بیگم نے آدب سے دوپٹہ اڑا اور دونوں بزرگ کو سلام کیا

سلام دعا کے بعد سعد علیزے کے سعد ہوئے سارے واقعات مولانا ابراہیم کے غوش گزار کیے

”مجھے بچی سے ملوائو“

مولانا ابرہیم نے نرمی سے کہا

”جی ذایان جاؤ علیزے کو لے کر آئو“

”جی بھائی ی“

ذایان کمرے میں گیا اور آدب سے علیزے کو دوپٹہ اڑایا اور روم سے باہر لے آیا

سعد کو دیکھ کر علیزے سب کچھ بھول گ ئی

”ذایان بھائی ی اس شیطان کو بھگاؤ مجھے مار دے گا یہ بھائی ی اس کو بھگاؤ“

علیزے سعد کو دیکھ کر ذایان کے پیچھے چھپ گ ئی تھی

مولانا ابرہیم نے سعد کو اپنے پاس بلایا اور سعد کے سر پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں بند کیں اور کچھ پڑھنا شروع کر دیا پھر ایک پھونک سعد کے پورے جسم پر ماری سعد کو اپنا وجود ہلکا ہوتا ہوا محسوس ہوا جیسے اس کے کندھوں پر سے بہت سارا وزن اتارا گیا ہو

”تم پر جادوں ہوا تھا تمھیں تمھاری بیوی سے دور رکھنے کے لیے“

مولانا ابراہیم نے سب کا جھٹکا دیا

”کیا اس وجہ سے میری بیوی مجھ سے ڈر رہی تھی“

سعد نے تصدیق چاہی

”بلکل بیٹا تمھارے اندر تمھاری بیوی کو تم نہیں ایک شیطان نظر آ رہا تھا“

مولانا ابراہیم نے سب کو تفصیل بتائی

”کیا تمھیں اپنے اندر بدلاؤ محسوس نہیں ہو رہا“

”جی ہو رہا ہے ایسا لگ رہا میرے اوپر سے منو بوج اترا ہو“

سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

”اب جاؤ اپنی بیوی کے پاس“

مولانا ابراہیم نے سعد کو حکم دیا

علیزے ابھی بھی ڈری سہمی سی ذایان کے لمبے چوڑے وجود کے پیچھے چھپی تھی

سعد آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ذایان کے پاس گیا اور محبت بھرے لہجے میں گویا ہوا

”علیزے باہر آؤ میں آگیا“

علیزے نے پہلے ڈرتے ڈرتے ذایان کے پیچھے سے تھوڑا جھانکا اور سعد کو سامنے کھڑا دیکھ کر بنا کسی کی پرواکیے سعد کے چوڑے سینے سے جالگی

”سعد آپ کہاں چلے گ ئے تھے“

علیزے سعد کے سینے میں چھپی روئے جا رہی تھی

”اچھا بس میں آگیا ہوں رونا تو بند کرو اب“ سعد نے نرمی سے علیزے کو خود سے دور کیا اور اس کے آنسو پونچے

”وہ دیکھوں سامنے کون آیا ہے“

سعد نے ابراہیم صاحب کی طرف اشارہ کیا

"کون ہے یہ"

علیزے نے ابراہیم صاحب کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا

"یہ مولانا ابراہیم ہیں یہ تمھارا علاج کرنے آئی یں ہیں"

سعد نے نرمی سے جواب دیا

"میرے پاس آؤ"

مولانا ابرہیم نے علیزے کو اپنے پاس بلایا

سعد علیزے کا ہاتھ پکڑ کر مولانا ابراہیم کے پاس لے آیا

مولانا ابراہیم نے علیزے کے سر پر ہاتھ رکھا اور آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھنے لگ گۓ کافی دیر پڑھنے کے بعد مولانا ابراہیم نے علیزے پر دم کیا

"سعد بیٹا مجھے اس بچی کے تھوڑے سے بال کاٹ کے دو"

مولانا ابرہیم کی بات سن کر سعد پہلے تو حیران ہوا پھر علیزے کی چوٹی میں سے تھوڑے سے بال کاٹ کے مولانا ابرہیم کو دیے تھے

مولانا ابراہیم نے کچھ پڑھ کر بالوں پر پھونکا اور بال زمین پر رکھ دیے

For more visit (exponovels.com)

دیکھتے ہی دیکھتے بالوں میں آگ بڑھک اٹھی اور جل کر خاک ہو گ ئے

یہ منظر دیکھنے والے سب نفوس اپنی اپنی جگہ جامد ہو گ ئے

ہر سوں خاموشی پھیل گ ئی تھی اس خاموشی میں مولانا ابرہیم کی آواز نے توڑا

"سعد مجھے اپنا کمرا دیکھاؤ"

"جی آئی یں"

مولانا صاحب سعد مولانا ابرہیم کو کمرے میں لے گیا

انھوں نے وہاں بھی دم درود کیا اور باہر آگ ئے

"بیٹا اب تمھیں تمھاری بیوی کو کوئی ی خطرہ نہیں میں نے ہر بلا اس مالک کے حکم سے اس گھر سے دور کر دیں ہیں"

"کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں یہ سب کس نے کیا" سعد نے ضبط سے پوچھا

"بیٹا میں صرف اتنا بتاؤں گا وہ دشمن ہے تمھاری بیوی کی اس نے یہ سب تمھیں حاصل کرنے کے لیے کیا تھا جتنا ہو سکے اس معصوم بچی کو اس سے دور رکھو اس نے اس کے بالوں پر کالا علم کروایا تھا اسی وجہ سے اس کو برے خواب آتے تھے اب کوشش کرنا اس کی کوئی ی بھی شے اس کے ہاتھ نہ لگے"

مولانا ابر ہیم کی بات سنتے ہی سعد کو صرف علیزے کی ایک ہی دشمن نظر آئی ی

"صائی مہ "سعد کی زبان سے ادا ہوا

"مولانا صاحب صائی مہ ہے نہ وہ مجھے بتائیں صائی مہ ہے نہ "

سعد نے آگے بڑھ کر پوچھا

"ہاں بیٹا لیکن تمھیں کیسے معلوم ہوا"

"اس پوری دنیا میں میری بیوی کی ایک ہی دشمن ہے صائی مہ "

سعد ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا

"بیٹا غصہ نہیں کرو غصہ حرام ہے تحمل سے کام لو"

مولانا صاحب نے سعد کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا

سعد مولانا صاحب کے احترام میں چپ ہو گیا لیکن اس کے دل میں آگ لگی تھی

کچھ دیر میں مولانا ابراہیم اور مولوی صاحب رخصت ہو گ ئے تھے

”میری پیاری گڑیا تم ٹھیک ہو گ ئی یں کتنا مس کیا میں نے تمھارا یہ ہنستا مسکراتا چہرا“ انیک نے علیزے کے دونوں رخسار بچوں کی طرح کھینچتے ہوئے کہا

”آہ انیک بھائی ی کیا کر رہے ہیں اتنی زور سے پکڑتا ہے کیا کوئی ی گال“
علیزے نے اپنے سرخ ہوئے رخسار سہلاتے ہوئے کہا

”آج سب باہر کھانا کھائی یں گے علیزے کے ٹھیک ہونے کی خوشی میں میری طرف سے ٹریٹ“ سعد نے سب کو خوش دیکھا تو سب کی خوشی میں اضافہ کیا
سب نے شام کو خوب انجوائے کیا
سعد اور علیزے پھر سے ایک دوسرے کا ساتھ پا کر خوش تھے کوثر بیگم اپنے گھر کی خوشیاں لوٹتے دیکھ خدا کے حضور دعا گو تھیں
سعد اور علیزے کا امتحان تو پورا ہو چکا تھا لیکن محبت کا رشتہ صرف سعد اور علیزے کا نہیں تھا ذایان اور دعا کا بھی تھا ان کو بھی ہجر کی راتیں گزارنی تھیں اپنی سچی محبت کا امتحان دینا تھا

رات دس بجے کے قریب سب گھر لوٹے تھے ذایان کو دعا کا خیال آیا اس نے بنا سوچے سمجھے دعا کو کال کر دی دوسری طرف سے کال اٹھالی گ ئی تھا

"زندگی کیسی ہو"

ذایان نے محبت سے پوچھا

"میں ٹھیک ہوں آپ بتائیں گھر میں سب ٹھیک ہے"

"ہاں زندگی وہ بھابی بیمار تھی بس اسی وجہ سے تم سے بات نہیں کر پاتا تھا وہ بھابی ہونے کے ساتھ ساتھ میری بہن بھی تو ہے بس اسی وجہ سے تم سے بات نہیں کر سکا سوری زندگی مجھے معاف کر دو میں کل ہی رشتہ لے کر آجاؤں گا"

دعا بیوٹی پارلر میں بیٹھی خود کو رونے سے روک رہی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا وہ پھوٹ پھوٹ کے روئے چیخے چلائے سب کو بتائے "دیکھو محبت کرنے والے ایسے بھی بچھڑتے ہیں"

لیکن وہ سسکیوں کا گلا گھوٹتی صرف اتنا ہی کہہ پائی ی

"ذایان آپ نے بہت دیر کر دی آج شادی ہے میری پلیز آئندہ مجھے کال نہیں کریے گا"

دعا نے کال کاٹ دی ذایان صدمے کی حالت میں بیٹھا موبائل کو تکتا رہا

ذایان نے خود کو سنبھالا اور دوبارہ کال کی ایک بار دو بار تین بار لیکن کال نہیں اٹھائی ی گ ئی

دعا بار بار آتی کال کو دیکھتی اور اپنے بہتے آنسو کو صاف کرتی لیکن اب اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کال اٹھا کر ذایان کا درد سنتی وہ بے آواز رو رہی تھی اتنے میں رفعت بیگم آگ ئی یں

"بیٹا چل تیار ہو گ ئی"

رفعت بیگم نے دعا کا سجا سنوارہ روپ کالی چادر میں چھپایا اور اپنے ساتھ لے گ ئی یں

”نہیں نہیں دعا تم ایسا نہیں کر سکتی میری ساتھ فون اٹھاؤ پلیز فون اٹھاؤ“

ذایان بار بار کال کر رہا تھا لیکن دوسری طرف سے کوئی ی جواب نہیں مل رہا تھا

اگلے ہی پل ذایان کا موبائل زمین کی زینت بن گیا تھا ذایان نے پوری قوت سے موبائل زمین پر مارا تھا اور موبائل ذایان کے دل کی طرح ک ئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکا تھا

”نہیں دعا نہیں واپس آ جاؤ میرے پاس“

کمرے کے دروں دیوار ذایان کی چیخوں سے لرز اٹھے تھے

”دعا میری زندگی واپس آ جاؤ پلیز دعا میں مر جاؤں گا“

ذایان کی چیخو پکار سن کر سب گھر والے ذایان کے کمرے میں آگ ئے تھے سعد نے زمین پر بیٹھے روتے بلکتے ذایان کو سنبھالا

”کیا ہوا میری جان یہ کیا حالت کر لی تم نے کیا ہوا ہے“

سعد بوکھلایا ہوا سا گویا ہوا

”بھائی ی وہ چھوڑ کر چلی گ ئی مجھے بھائی ی دعا چلی گ ئی“

ذایان نے ہارے ہوئے لہجے میں کہا

”کہاں چلی گ ئی وہ“

سعد نے ذایان کا چہرا اٹھا کر پوچھا

”وہ کسی اور کی ہو گ ئی بھائی ی اس کی شادی ہے آج“

ذایان نے ٹوٹے بکھرے لہجے میں کہا

”تم فون کرو اسے ہم ابھی چلتے ہیں اس کے پاس میں رکوادوں گا اس کی شادی“

سعد سے اپنے شرارتی بھائی ی کی ایسی حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی

کوثر بیگم تو اپنی جگہ ساکت ہو گ ئی یں تھیں انکا ذایان جو محبت جیسے جذبوں سے دور بھاگتا تھا ہنسنا کھیلنا کھانا پینا اور عیش کرنا جس کی زندگی کا مقصد تھا وہ ایک لڑکی سے اتنی محبت کر بیٹھا تھا

علیزے بھی ذایان کی حالت دیکھ کر اپنے آنسوں نہیں روک پائی ی تھی کچھ ہی پل میں اس کا چہرا آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا

”بھائی ی وہ فون نہیں اٹھا رہی کیا کروں میں کیسے رابطہ کروں اس سے“

ذایان نے سعد کے دونوں بازوں پکڑ کر ہلائے

For more visit (exponovels.com)

”ذایان سنبھالو خود کو بیٹا“

کوثر بیگم نے آگے بڑھ کر ذایان کو کندھوں سے تھاما تھا

”بھائی ی ہمت رکھو ایسے تو نہیں کرو میں بھی رو دوں گا“

انیک نے بھی آگے بڑھ کر ذایان کو ہمت دلائی ی انیک کی آنکھوں میں نمی اتر آئی ی تھی

”یار انیک میں نے تجھے بتایا تھا نہ میں کتنا پیار کرتا ہوں اس سے میں نہیں رہ سکتا اس کے بناہ پھر کیوں ہوا میرے ساتھ ایسا“

ذایان نے دیوانوں کی طرح کہا

”ذایان بھائی ی میں دعا کرونگی کہتے ہیں دعاؤں سے قسمتیں بدل جاتی ہیں میں بہت دعا کرونگی آپ کے لیے دعا بھابی واپس آجائیں گی“

علیزے نے ذایان کو دعا کی واپسی کا راستہ دیکھایا

”اور میں دعا کرونگا تمھاری یہ دعا جلد سے جلد پوری ہو“

انیک نے بھی علیزے کا ساتھ دیا

وہ رات سعد اور اس کے گھر والوں کی سب سے دردناک رات تھی ساری رات کوئی ی نہیں سو پایا تھا سب ہی ذایان کو اپنی اپنی طرف سے ہمت دلا رہے تھے

”ہجر کی راتیں گزارنی ہے ابھی ہمیں
جب تک الوداع کہتا ہوں تجھ کو میں“

ذایان کی زندگی سے زندگی کو گ ئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا آہستہ آہستہ سب ہی اپنی زندگی کی طرف لوٹ آئے تھے سوائے ذایان کے ذایان نے آفس جانا ہنسنا بولنا شرارتیں کرنا سب چھوڑ دیا تھا سارا دن روم میں بیٹھا رہتا اور دعا کو یاد کرتا رہتا کھانا بھی سہی سے نہیں کھاتا سب کے کہنے پر زبردستی تھوڑا بہت کھالیتا بس ذایان کچھ ہی دنوں میں بیمار نظر آنے لگا تھا دعا کی یادیں راتوں کو اس کو سونے نہیں دیتی تھیں اس کے آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے پیدا ہو گ ئے تھے
اس کے کسرتی جسم میں کافی کمی آئی ی تھی اس کے چہرے کی چمک شرارت سے بھرپور آنکھیں اس سے روٹھ گ ئی ں تھی

علیزے نے بھی کالج جانا شروع کر دیا تھا ردا علیزے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی ی تھی لیکن جب اسے ذایان کے بارے میں معلوم ہوا تو اس کی آنکھیں بھی نمکین پانی سے بھر گ ئی یں تھی ردا بھی اس سے ملنے آئی ی تھی لیکن اس میں پہلے جیسی زندگی کی رمتک نہ دیکھ کر ردا کی ہمت نہیں ہوئی ی کہ وہ اس کو دلاسہ بھی دے سکے

گھر کا ہر فرد ذایان کی خوشیاں اور گھر کی رونق واپس لانے کے لیے دعا گو تھا

”ذایان بھائی ی“
علیزے ذایان کے بیڈ پر بیٹھی اس سے باتیں کر رہی تھی لیکن وہ ہر بات کا جواب ہوں ہاں میں دیتا اور خاموش ہو جاتا
”ذایان بھائی ی“
”ہمم“
”یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے نہ نہ میں بیمار پڑتی نہ سب میرے لیے پریشان ہوتے نہ دعا بھابی آپ سے دور ہوتیں مجھے معاف کر دیں ذایان بھائی ی پلیز“
علیزے روتے ہوئے ذایان کے آگے ہاتھ جوڑ گ ئی تھی

”نہیں نہیں میری جان ایسا نہیں بولو تم تمھاری وجہ سے کچھ نہیں ہوا“

”یہ سب ایسا ہی ھونا لکھا تھا دعا کو ایسے ہی جانا تھا میری زندگی سے تو وہ چلی گ ئی تمھارا کوئی ی قصور نہیں“
ذایان نے اپنی گڑیا کے جوڑے ہاتھ پکڑ کر نیچے کر دیے

”بھائی پھر آپ پہلے جیسے ہو جائیں نہ نہیں تو مجھے ایسا لگتا رہے گا کہ آپ کی اس حالت کی ذمہ دار میں ہوں بھائی پلیز زندگی کی طرف لوٹ آئیں پلیز میرے پہلے والے ذایان بھائی بن جائیں“

علیزے نے ذایان سے التجا کی

”گڑیا جیسا تم کہو گی میں ویسا کروں گا بس جو میرے ساتھ ہوا اس کا قصوروار تم خود کو نہیں ٹھراؤ گی“

ذایان نے علیزے نے وارن کرنے والے انداز میں کہا

”ٹھیک ہے پھر آپ جلدی سے اٹھیں اور کھانا کھائیں سب کے ساتھ“

”ٹھیک ہے چلو کھانا کھاتے ہیں“

ذایان زبردستی مسکرایا

سب ذایان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے لیکن ذایان کی پہلے والی شرارتیں باتیں ذایان کے دل کے کسی کونے میں چھپ گئیں تھیں

جاری ہے۔۔۔

علیزے تو ٹھیک ہو گئی اب ذایان کا امتحان شروع ہوا ہے پلیز زیادہ اداس نہیں ہونا آپ لوگ۔

”سعد آج میں بہت خوش ہوں“

علیزے سعد کے سینے پر سر رکھ کر اس سے اپنی خوشی کا اظہار کر رہی تھی

”کیوں خوش ہے آج میری جان اتنی“

سعد نے علیزے کو خود میں سمیٹتے ہوئے کہا

”ذایان بھائی ی کی وجہ سے انھوں نے آج ہم سب کے ساتھ کھانا کھایا باتیں کیں“

For more visit (exponovels.com)

”خوش تو میں بھی ہوں لیکن وہ ابھی بھی پہلے والا ذایان نہیں بنا اس کے آنکھوں کی چمک درد میں بدل گ ئی ہے اس کی مسکراہٹ کھو کلی ہے بہت اس کی مسکراہٹ اس کا دکھ چھپانے میں ساتھ نہیں دیتی وہ بہت تکلیف میں ہے علیزے اگر دعا کی شادی نہ ہوئی ی ہوتی تو میں اسے کہی سے بھی ڈھونڈ نکالتا لیکن اپنے بھائی ی کی خوشی کے لیے اسے واپس لاتا لیکن افسوس میں اپنے بھائی ی کے لیے کچھ نہیں کر سکا“

”ہمم اس بات کا دکھ تو مجھے بھی ہے لیکن مجھے اتنا ضرور معلوم ہے اوپر والا جو بھی کرتا ہے نہ ہماری بہتری کے لیے کرتا ہے اب دیکھیں نہ مجھ سے میرے ماما بابا لے لیے مگر اس کے بعد کتنے ہی رشتے نواز دیے اور سب سے بڑی بات میرا جیون ساتھی اس کو بنایا جس نے میری آدھی پرورش کی ہے“

”کیا بات ہے بیگم بڑی سمجھداری کی باتیں کر رہی ہو“
سعد نے کبھی علیزے سے اتنی گہری باتیں نہیں سنی تھیں

”ہاں تو کیا ہوا میں نہیں کر سکتی کیا سمجھداری کی باتیں“
علیزے نے سعد کے سینے سے سر اٹھا کر کہا

”اچھا چھوڑو بہت دن ہو گ ئے میں نے میٹھا نہیں کھایا“

"ہاں چلیں آئی سکریم کھانے"

علیزے اٹھ کر بیٹھ گ ئی علیزے ہمیشہ کی معصوم سعد کی بات کا مطلب نہیں سمجھ پائی ی

سعد گہری مسکراتی آنکھوں سے علیزے کے ملائی م ہونٹ دیکھ رہا تھا

"سعد اٹھیں نہ چلیں"

علیزے نے سعد کو ہلایا

سعد نے علیزے کا ہاتھ پکڑ کر اس کو خود پر گرا لیا

"آہ سعد کیا کر رہے ہیں"

سعد نے ایک ہی کروٹ لی اور علیزے کو بیڈ پر لیٹا کر خود اوپر آگیا

علیزے کو اب علم ہوا تھا سعد کے ارادوں کا جو بلکل بھی نیک نہیں تھے

"سعد دیکھیں آ آپ نے کو کچھ بھی کیا نہ می میں آپ سے بات نہیں کروں گی"

علیزے گھبراتے ہوئے کہا

"میں منالوں گا تمھیں"

For more visit (exponovels.com)

سعد نے علیزے کے لبوں پر اپنے لب رکھ دیے تھے سعد نے علیزے کے دونوں ہاتھ اس کے سر کے اوپر کر کے مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے علیزے کی فرار کا کوئی ی راستہ نہیں تھا

”سعد آپ بہت گندے ہیں جائیں میں آپ سے بات نہیں کرتی“

علیزے نے رونے کی ایکٹینگ کی اور رخ موڑ کر لیٹ گ ئی

”ارے جان میری بیوی ہو تم رونے والی کیا بات ہے اس میں حق ہے میرا تم پر“

سعد نے بچوں کی طرح علیزے کو پچکارا

”اچھا سوری اب نہیں کروں گا دیکھوں میں نے کان پکڑ لیے“

سعد نے با قاعدہ کان پکڑ لیے تھے

”ایک شرط پر راضی ہو نگی میں“

علیزے نے رخ موڑ کر کہا

”جی مجھے میری جان کی ساری شرط منظور ہیں“

علیزے کھکھلا کر ہنس دی

”اچھا پھر آپ مجھے بتائیں آپ کو مجھ سے محبت کب ہوئی ی“

For more visit (exponovels.com)

"ہمم تو میڈم آپ کے اس شوہر کو آپ سے محبت اس دن ہوئی ی تھی جب میلاد کے بعد آپ میرے روم میں سوگ ئی تھیں اس دن جب میں تمھیں اٹھانے کے ارادے سے آگے بڑھا تو تمھاری معصومیت کا آسیر ہو گیا تمھیں پتا نہیں یاد ہے کہ نہیں لیکن میں نے تمھارے قریب آکر تمھارے چہرے کو چومتے بال اپنے ہاتھ سے کان کے پیچھے کیے تھے اس کے بعد بھی ہر رات میں اپنے بیڈ پر سونے لیٹتا تو چھن سے تمھارا یہ چاند سا چہرا میری نظروں کے سامنے آجاتا اس وقت مجھے پتا چلا میری دل میں علیزے کے نام کی کونپل پھوٹ چکی ہے
پھر میں نے تم سے دور بھاگنا شروع کر دیا کیونکہ تمھیں دیکھنے کا میرا نظریہ بدل چکا تھا مجھے ڈر لگتا تھا میں اپنے جذبات پر قابو نہ کر پایا اور کوئی ی غلطی ہو گ ئی مجھ سے تو تم مجھ سے دور ہو جاؤ گی پھر اس دن تم میرے پیچھے ہی لگ گ ئی یں مجھے کالج آپ کے ساتھ ہی جانا ہے مجھے مجبوراً تمھیں لے جانا پڑھا اس کے بعد جو ہوا میرے لیے بھی وہ سب کسی شوکٹ سے کم نہیں تھا میں تمھیں اپنانا چاہتا تھا پر اسطرح نہیں جس طرح تم میری ہوئی یں خیر نکاح کے بعد میرے دل میں تمھاری محبت ایک مضبوط درخت بن چکا تھا جو میرے دل سے میرے مرنے کے بعد نکلے گا"
سعد نے لیٹی ہوئی ی علیزے کو اپنی بانہوں میں بھر کے اپنے سینے سے لگا لیا

"سعد میں بھی آپ سے بہت محبت کرتی ہوں مجھے نہیں معلوم مجھے آپ سے محبت کب اور کیسے ہوئی ی لیکن مجھے یہ ضرور معلوم ہے آپ کے بنا زندگی گزارنے کا تصور ہی مجھے مار دے گا"
علیزے کی آنکھیں بھیگ گ ئی یں تھیں

"میری جان بس اب رو نہیں تم ہم ہمیشہ ساتھ رہے گے ہمارے بچے ہوں گے بہت سارے کرکٹ ٹیم بنائے گے ہم"

"سعد کیا ہو گیا ہے"

علیزے نے سعد کے سینے پر مکا مارا

"آہ شرم نہیں آتی اپنے شوہر کو مارتی ہو"

"ہاں نہیں آتی"

دونوں ایک دوسرے کی بانہوں میں نیند کی وادی میں کھو گ ئے تھے

"دعا کہاں ہو تم کیوں چھوڑ گ ئی مجھے بہت یاد آتی ہے تمھاری"

ذایان آج بھی دعا کی یادوں میں آشک بہا رہا تھا

"یہ میڈم یہاں عیاشیاں کر رہی ہے میری پھول سی جان کے ساتھ اتنا برا کر کے ابھی عقل ٹھکانے لگاتا ہوں"

سعد نے آفس سے آتے ہوئے راستے میں صائمہ کو کسی لڑکے کے ساتھ دیکھا تو سعد کو یاد آیا اس نے علیزے کے ساتھ کیا تھا

"کیا کروں میں اس کے ساتھ جس سے اس کی عقل ٹھکانے آجائے ہمم آئی یڈیا"

سعد کی آنکھیں چمکیں

"ہائے صائی مہ"

سعد نے صائی مہ کے آگے کار روکی

سعد کے اتنے اچھے انداز پر صائی مہ تو خوشی سے پھولے نہیں سماں رہی تھی

"ہیلو سعد کیسے ہو تم"

صائی مہ اس لڑکے کو سائی یڈ پر کر کے بھاگی چلی آئی ی

"میں ٹھیک ہوں صائی مہ کیا تم میرے ساتھ کھانا کھانا پسند کرو گی"

سعد نے بڑے میٹھے لہجے میں کہا

"ہاں کیوں نہیں سعد"

صائی مہ کار کا دروازہ کھول کر کار میں بیٹھ گ ئی

"اوکے بائے تم جاؤ کل ملتے ہیں"

صائی مہ نے اس لڑکے کو بھگایا

"چلو سعد"

سعد نے زن سے گاڑی دوڑا دی

کچھ دیر بعد سعد نے ایک شوپ کے سامنے کار روکی اور رسی خرید لایا

سعد کے ہاتھ میں رسی دیکھ کر صائمہ گھبرا گئی

"یہ رسی کا کیا کرو گے"

"تمھیں باندوں گا" سعد نے دل میں کہا

"کچھ نہیں بس وہ ذایان انیک کو تو تم جانتی ہی ہو دونوں پیچھے لگے تھے جھولا ڈالیں گے گھر میں علیزے کے لیے تو بس اسی کے لیے رسی لی ہے" سعد نے بات بنائی

"اوہ اچھا"

سعد کا جواب سن کر صائمہ مطمئن ہو گئی

"ویسے کہاں جا رہے ہیں ہم ڈنر پر"

صائمہ نے سعد کی طرف رخ کر کے پوچھا

"ایک نیا ریستوران کھلا ہے یہاں سے کچھ دور ہے لیکن وہاں کا کھانا بہت اچھا ہے"

سعد نے دوبارہ جھوٹ بولا

"ہمم ٹھیک ہے ویسے بھی میں تو دس بجے تک کا کہہ کر آئی تھی ابھی تو سات ہی بجے ہیں"

صائی مہ نے کلائی ی میں بندھی گھڑی دیکھ کر کہا
ہمم سعد خاموشی سے ڈرائی یو کرتا رہا
ایک سنسان سڑک پر سعد نے گاڑی روک دی اس سے آگے ایک جنگل تھا

"سعد یہ کہاں لے آئے ہو یہاں کوئی ی ریستوران نہیں" صائی مہ نے گھبراتے ہوئے کہا

"ہاں نہیں ہے"
سعد کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی آگ ئی

"س سعد یہاں کی کیوں لائے ہو"
صائی مہ نے گھبراتے ہوئے کہا

"گاڑی سے تو نکلو بتاتا ہوں"
سعد نے صائی مہ کو بازوں سے پکڑ کر کھینچ کر نکالا
"آہ سعد یہ کیا کر رہے ہو پلیز چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے"
صائی مہ نے کراہتے ہوئے کہا

”چپ چپ بلکل خبر دار ایک لفظ اور بھی اپنی گھٹیا زبان سے ادا کیا ہو تو زبان کاٹ کر پھینک دوں گا“ سعد دھاڑا

صائی مہ سہم کر چپ ہو گ ئی

سعد صائی مہ کو جنگل کے اندر لے گیا اور ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا

”ہمم ایسے بہت اچھی لگ رہی ہو تم“

سعد نے بندھی ہوئ ی صائی مہ کا تمسخر اڑایا

”سعد تم اچھا نہیں کر رہے میں ڈیڈ سے کہہ کر تمھاری درگت بنواؤ ں گی“

”ہاں کہہ دینا پہلے یہ بتاؤ علیزے کے ساتھ ایسا کیوں کیا“

سعد نے غصے سے کہا

”میں نے کیا کیا کچھ بھی تو نہیں کیا“

صائی مہ نے لاعلمی ظاہر کی

چٹاخ اس گھنے جنگل میں صائی مہ کے خوبصورت چہرے پر پڑنے والے تھپڑ کی آواز گونجی

”اب بکو جلدی“

سعد نے صائی مہ کے بال مٹھی میں جکڑتے ہوئے کہا

”میں میں بہت غصے میں تھی مجھے بہت برا لگتا تھا جب جب تم مجھے علیزے کی وجہ سے بے عزت کرتے تھے باتیں سناتے تھے پھر پھر تمھاری شادی بھی ہو گ ئی اس سے میرا غصہ اور بڑھ گیا اس دن جب میں آئی سکریم پارلر میں ملی تب بھی تم نے بہت بے عزت کیا مجھے میں تمھیں حاصل کرنا چاہتی تھی اسی لیے میں نے اسے پاگل کرنے کے لیے اس پر جادوں کروا دیا تا کہ تنگ آ کر تم اسے چھوڑ دو لیکن تم اس سے دور نہیں ہوئے پھر میں نے تم پر بھی جادوں کروا دیا تا کہ علیزے تم سے خود دور ہو جائے“

صائمہ ساری بات سنانے کے بعد پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

”پلیز سعد اب تو کھول دو مجھے“

”اب میری بات غور سے سنو جس شخص سے تم نے غلط کام کروایا اس کو تم خود پولیس کے حوالے کرو گی تا کہ وہ پھر سے کسی کی زندگی خراب نہ کر سکے“

سعد نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا

”میں ایسا نہیں کروں گی تمھیں سچ جاننا تھا میں نے بتا دیا“

صائمہ نے سعد کی بات کی نفی کی

”ہمم ٹھیک یہ سنو“

سعد نے مسکراتے ہوئے اپنے موبائل میں ریکارڈینگ چلائی ی صائی مہ کی ساری باتیں وہ اپنے موبائل میں ریکارٹ کر چکا تھا

"یہ یہ کیوں کیا تم نے ڈیلیٹ کرو اس کو" صائی مہ چلائی ی
"چلاؤ جتنا چلانا اس جنگل میں تمھاری آواز سننے والا کوئی ی نہیں تم رہو یہی میں چلتا ہوں یہ ریکاڈینگ مجھے پولیس کو بھی دینی ہے" سعد مسکراتا ہوا آگے بڑھا

"نہیں نہیں سعد مجھے یہاں چھوڑ کر نہیں جاؤ جو تم کہو گے میں وہی کروں گی"
صائی مہ مان ہی گ ئی

"ٹھیک ہے ابھی میرا موڈ نہیں تمھیں آزاد کرنے کا جب موڈ ہو گا آجاؤ گا"
سعد نے دل جلانے والی مسکراہٹ چہرے پر سجائی ی
"نہیں سعد نہیں تم مجھے یہاں چھوڑ کر نہیں جاسکتے پلیز کھولو مجھے"
صائی مہ نے چیخو پکار شروع کردی

"چیخو چیخو جتنا چلانا ہے یہاں بہت سے جنگلی جانور ہیں جن کو تم دعوت دے رہی ہو" سعد کہتا ہوا وہاں سے نکل گیا

”سعد پلیز آئی ی ایم سوری پلیز سعد میں اب نہیں کروں گی کچھ کبھی علیزے کو تنگ نہیں کروں گی“
صائی مہ مسلسل رو رہی تھی

لیکن سعد گاڑی اسٹارٹ کر کے جا چکا تھا
صائی مہ گھنے جنگل میں تنہارہ گ ئی تھی جنگلی جانوروں کی آواز سن کر صائی مہ کی بولتی بند ہو گ ئی تھی

”موم ڈیڈ پلیز آ جائی یں“
صائی مہ رو رو کر دعائی یں مانگ رہی تھی
سعد گھر پہنچ کر بہت خوش تھا اس نے کھانا کھایا سب سے باتیں کیں پھر کام کا کہہ کر واپس اسی جنگل گیا
صائی مہ روتے روتے نڈھال ہو چکی تھی سعد دو گھنٹے بعد واپس آیا تھا
صائی مہ کا سر ایک طرف ڈھلک گیا تھا وہ بے ہوش ہو گ ئی تھی
سعد نے پانی سے بھری بوتل صائی مہ کے چہرے پر ڈال دی
صائی مہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی ی

”کو کون ہے دور ہٹو مجھ سے“

”کوئی ی نہیں میں ہوں چلو گھر چھوڑ دوں تمھیں تمھاری عقل ٹھکانے آگ ئی ہو گی“
سعد نے رسیاں کھولتے ہوئے کہا

”ہاں ہاں آگ ئی ہے میں اب کبھی کوئی ی غلط کام نہیں کروں گی اور اور اس بابا کو بھی پکڑوادوں گی“
صائی مہ نے خوف سے کہا

”ہمم گڈ“ سعد نے صائی مہ کا گال تھپتھپایا
صائی مہ کے پیروں میں شدید درد تھا وہ آہستہ چل رہی تھی
سعد نے گھر سے کچھ دور گاڑی روکی اور صائی مہ کو اتار دیا
صائی مہ اپنے گھر چلی گ ئی صائی مہ نے طوبہ کرلی تھی اب کبھی غلط کام نہیں کرے گی
سعد بھی سکون میں آگیا تھا صائی مہ کو سیدھے راستے پر لا کر

(”ایک سال بعد“)

”علیزے آجاؤ یار کہاں رہ گ ئی ہو“
سعد دروازے پر کھڑا علیزے کو پکار رہا تھا علیزے کا آج فرسٹ ای ئی رکا رزلٹ آنا تھا وہ سب سے دعائیں وصول کررہی تھی

”ذایان بھائی ی آپ مجھے تو دعا دے گے نہ انیک بھائی ی کے جیسے یہ دعا تو نہیں کرے گے نہ میں فیل ہو جاؤ ں“

”ارے نہیں میری گڑیا زندگی کے ہر امتحان میں پاس ہو“
ذایان نے علیزے کے لیے دعا کی

”میری بھی دعا ہے میرے بھائی ی کی روٹھی ہوئی ی خوشیاں واپس لوٹ آئی یں“
علیزے نے دل میں ہی اپنے ذایان بھائی ی کے لیے دعا مانگی
جس کے چہرے پر تو مسکراہٹ ہوتی تھی لیکن آنکھیں ویران ہوتی تھیں
ذایان ٹھیک تو ہو گیا تھا لیکن وہ پہلے کی طرح شرارتی شوخ چنچل نہیں رہا تھا وہ اب زیادہ بولتا بھی نہیں تھا سنجدہ مزاج ہو گیا تھا
انیک کی بہت اچھی جاب لگ گ ئی تھی وہ اسی میں خوش تھا
رداا اور انیک کی بات چیت نہ ہونے کے برابر ہوتی تھی
لیکن ردا کے دل میں اب بھی انیک کی محبت تھی ابھی بھی اسے پانے کی چاہ تھی
ردا کے والدین بھی اب اسے ٹائی م دیتے تھے وہ بہت خوش تھی
کوثر بیگم اپنے بچوں کی خوشی میں س خوش تھیں لیکن ذایان کو دیکھ کر ان کا دل کٹتا تھا وہ اپنے بچے کو سنجیدہ دیکھنا چاہتی تھیں لیکن اسطرح نہیں.

”چھوڑیں انکل کیا کر رہے ہیں چھوڑیں میرا ہاتھ پلیز انکل“

وہ روتی بلکتی اپنی عزت بچانے کی تقدو کر رہی تھی

”رانی بہت عرصے سے موقع کی تلاش میں ہوں تیرے جیسی حسین پری کے لیکن توں ہاتھ آج لگی ہے میرے
“

”آنٹی آنٹی انکل کو روکیں دیکھیں یہ کیا کر رہے ہیں“

”چھوڑیں پلیز میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں“

”کیا کر رہے ہو تم چھوڑو بچی کو دروازہ کھولو“

”توں جا کر سو جا آج میں اس حور پری کے ساتھ مزے کروں گا“

”انکل چھوڑے مجھے“

اس پری پیکر لڑکی نے اپنی پوری قوت سے اپنے سامنے کھڑے ابلیس کو دھکا دیا اور جلدی سے دروازے کا لاک کھول کر باہر نکل گ ئی

”میری بچی“

اس کی آنٹی نے اس معصوم کو اپنے ماتا بھرے آنچل میں میں چھپا لیا

”سالی مجھے دھکا دیتی ہے بتاتا ہوں تجھے ابھی میں“

وہ نشے میں دھت آدمی دوبارہ اس معصوم کی طرف بڑھا

”خبر دار تم جو بچی کے قریب بھی آئے تو“

وہ ڈری سہمی لڑکی اپنی آنٹی کے پیچھے چھپ گ ئی تھی

”توں ہٹ سامنے سے آج اسے مجھے خوش کرنا ہو گا یہ یہاں رہتی ہے کھاتی ہے پیتی ہے ہم کرایہ مانگتے ہیں کیا اس سے“

وہ آدمی دوبارہ آگے بڑھا اور اس کا بازوں پکڑ کر زور سے کھینچا

”آنٹی بچا لے پلیز مجھے“

”دور ہٹو اس بچی سے“

اس عورت نے اس آدمی کو دھکا دیا اور اس لڑکی کو اپنے پیچھے کھڑا کر لیا

”یہ جاب کرتی ہے خود کماتی ہے اپنا کھاتی ہے یہ اور تمھیں کس بات کا کی پرواتم تو خود میری کمائی ی پر عیاشیاں کرتے ہو ہماری بیٹی کی عمر کی ہے یہ لڑکی اس کے بارے میں ایسا سوچنے سے پہلے ہماری بیٹی کا ہی خیال کر لیتے میں اب تم جیسے شخص کو اس گھر میں اور برداشت نہیں کروں گی نکلو میرے گھر سے“

اس عورت نے اس آدمی کو دھکے مار کے گھر سے باہر نکال کر دروازہ بند کر دیا

”اے دروازہ کھول توں خود کو سمجھتی کیا ہے کھول دروازہ ابھی بتاتا ہوں میں تجھے کھول“

وہ آدمی اپنی بولتا دروازے پر کھڑا چیخ رہا تھا

”آنٹی مجھے معاف کر دیں میری وجہ سے آپ لوگوں کی لڑائی ی ہو گ ئی“

”میری بچی رو نہیں توں تیری وجہ سے کچھ نہیں ہوا توں دفع کر وہ واپس آجائے گے خود ہی جب نشا اترے گا توں اب ایسا کر اپنے گھر چلی جا تیرے گھر والوں نے تو گھر بھی بدل لیا ہے توں اپنی ماں سے بات کر اور گھر چلی جا اس آدمی کا کوئی ی پتا نہیں میری بچی توں چلی جا واپس گھر تیری ماں تجھے سہارا دے گی“

”ٹھیک ہے آنٹی میں واپس گھر چلی جاؤں گی“

”ٹھیک ہے میری بچی میں بٹھا دوں گی تجھے ٹرین میں اب توں سو جا رات بہت ہو گ ئی ہے“

”جی آنٹی“ اور پھر وہ سونے لیٹ گ ئی

"اَلسَلامُ عَلَیکُم"

ردا آج علیزے کے گھر سب کو مٹھائی کھلانے آئی تھی کیوں کہ وہ اچھے نمبروں سے پاس ہو گئی تھی

"وَعَلَیکُم السّلَام میری بیٹی تمھیں بہت بہت مبارک ہو"

"شکریہ آنٹی"

"کس بات کی مٹھائی کھلائی جا رہی ہے پرنسیس"

ذایان آفس سے ابھی گھر آیا تھا

For more visit (exponovels.com)

"ذایان بھائی ی آپ بھی کھائی یں مٹھائی ی"

ردانے ایک گلاب جامن اٹھا کر پورا ذایان کے منہ میں ٹھوس دیا تھا

"مجھے کیا حبشی سمجھ رکھا ہے گلاب جامن ہی پورا منہ میں ٹھوس دیا"

ذایان نے منہ خالی ہوتے ہی ردا کو ڈانٹا

"سوری بھائی ی وہ بس میں بہت خوش ہوں نہ اس لیے میر ارزلٹ بہت اچھا آیا ہے موم ڈیڈ سے بھی ڈانٹ نہیں پڑی اس دفع تو نہیں س تو ہر دفع تو نمبر کم آنے پر ڈانٹ پڑتی تھی"

ردانے آپبیتی سنائی

"نمبر تو اچھے آنے تھے تمھارے تمھیں ٹیوشن جو سعد بھائی ی نے دیا تھا"

For more visit (exponovels.com)

”جی بھائی ی یہ تو آپ سہی کہہ رہے ہیں اتنا سنجیدہ ہوتے تھے وہ مجھے اور علیزے کو پڑھاتے وقت جیسے سچ میں ہمارے ٹیوشن ٹیچر ہو“

”ہمم وہ ایسے ہی پڑھاتے ہیں مجھے اور انیک کو بھی ایسے ہی پڑھاتے تھے“
ذایان نے مسکراتے ہوئے کہا“

”ویسے یہ آپ کی بھابی جان نظر نہیں آرہی کہاں ہیں“
ردا نے چاروں طرف نظریں دوڑائی ی

”وہ خوابِ خرگوش کے مزے لیں رہی ہیں“
ذایان نے مسکراتے ہوئے کہا

”یہ کونسے ٹائی م کا سونا منا رہی ہے چھے بجے“ ردا نے کلائی ی پر باندھی گھڑی میں ٹائی م دیکھتے ہوئے کہا
”ابھی اٹھا کر لاتی ہوں میں اس کو“
ردا بڑبڑاتی ہوئی ی علیزے کے روم میں چلی گ ئی

”تمھیں پتا ہے میرا دل نہیں کرتا تمھیں کھانے کا کیوں کہ لوگ تمھیں خوشی میں کھاتے ہیں اور میرے پاس خوش رہنے کا کوئی جواز نہیں میری خوشی تو روٹھ گئی ہے مجھ سے“

ذایان ٹیبل پر رکھے گلاب جامن کے ڈبے سے مخاطب تھا جو ابھی ردا رکھ کر گئی تھی

”علیزے علیزے اٹھو یار یہ کوئی سونے کا وقت ہے کیا اٹھو موٹی بھینس سو سو کر وزن بڑھا لیا ہے تم نے اپنا“

”ردا کے بھینس کہنے پر علیزے کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں

”تم نے مجھے بھینس کہا کہاں سے بھینس لگ رہی ہوں میں“

”یہ دیکھوں یہاں سے موٹی ہو“

ردا نے علیزے کے پیٹ پر انگلی رکھی

”یہاں سے موٹی ہو تم“

ردا نے علیزے کے ہاتھ پر انگلی رکھی پھر پیروں پر علیزے اب ردا کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی

”رو کو تم ابھی بتاتی ہوں“

علیزے ردا کی طرف لپکی ردا علیزے کے ارادے بھانپ گئی اس لیے جلدی سے بیڈ سے اتر گئی

”بچو گی نہیں آج تم مجھ سے“

علیزے ردا کے پیچھے بھاگی دونوں پورے کمرے میں دوڑ لگا رہی تھیں اتنے میں کوئی ی کمرے میں آیا اور ردا کا اس شخص سے زوردار تصادم ہوا

”آؤچ میرا سر“ ردا نے اپنا سر پکڑ لیا

”اندھی ہو کیا دیکھ کے نہیں چل سکتی تم“ انیک کڑے تیور لیے ردا کے سامنے کھڑا تھا

”آپ ہیں ہی بدتمیز کسی کے روم میں آتے ہیں ناتو ناک کر کے آتے ہیں“

ردا کہاں چپ رہنے والی تھی

”میرا گھر ہے یہ میرا جہاں جب جانے کا دل چاہے میں جاؤں گا سمجھی ہٹو اب میرے سامنے سے“

انیک نے ردا کو جھاڑا اور کندھے سے پکڑ کر سائیڈ کر دیا

”علیزے مما چائے کے لیے بولا رہی ہیں اپنی اس چڑیل دوست کو لے کر آجاؤ“

”جی بھائی ی میں فریش ہو کر آتی ہوں“

علیزے واشروم میں گھس گ ئی

انیک جانے کے لیے پیچھے مڑا تو ردا نے راستہ روک لیا
”آپ کو شرم آتی ہے اتنی پیاری لڑکی کو چڑیل کہتے ہیں اپنے آپ کو دیکھا ہے آپ نے کوہِ کاف کے جن سے کم نہیں ہیں آپ بھی“
ردا نے بھی حساب برابر کیا

”تم سمجھتی کیا ہو خود کو ہاں تم اپنی ان اداؤں سے مجھ سے لڑائی جھگڑا کر کے مجھے پھنسا لو گی تم جیسی امیر زادیوں کے پیتروں سے میں اچھی طرح واقف ہوں تم لوگ اپنے شوق کے لیے اچھے لڑکے پھنساتی ہو جب اس سے بھی اچھا لڑکا مل جائے تو تم پہلے والے لڑکے کو اپنی زندگی سے نکال باہر کرتی ہو شرم نہیں آتی تم لوگوں کو یہ سب کرتے ہوئے محبت کے نام پر دھوکا دیتے ہوئے اس دن جو تم نے میرا لیٹر پڑھ کر کس کیا تھا اس پر میں اسی دن ہی سمجھ گیا تھا تمھارا یہاں آنے کا مقصد سعد بھائی ی اور ذایان بھائی ی نے تو تمھیں بہن بنا لیا تھا وہاں تو تمھارے چانسس بنتے نہیں تھے تو تم میرے پیچھے پڑھ گ ئی ں کیوں سہی کہہ رہا ہوں نہ میں یہی بات ہے نہ“
انیک نے اپنے جذبات چھپانے کے لیے ردا کے جذبات پیروں تلے روند دیے
انیک کچھ دنوں سے ڈسٹرب تھا کیوں کہ ردا نے انیک سے بات چیت کرنا لڑائی جھگڑا کرنا بلکل ختم کر دیا تھا وہ اس کے سامنے کم ہی آتی تھی اور اس کے گھر پر آتے ہی وہ چلی جاتی تھی ردا کا ناراض ناراض سا رویہ انیک کو بلکل اچھا نہیں لگ رہا تھا وہ اپنے دل کی حالت خود نہیں سمجھ پا رہا تھا

ردا کا چہرا آنسوؤں سے تر ہو گیا تھا انیک کو بہت تکلیف ہوئی ی اس کے آنسو دیکھ کر لیکن وہ بولا کچھ نہیں

”ہاں کرتی ہوں میں آپ سے محبت لیکن ویسی نہیں جیسی آپ سوچتے ہیں سچی محبت کرتی ہوں میں آپ سے میری محبت کا میرا خدا گواہ ہے ہر نماز میں رو رو کر مانگتی ہوں اس خدا سے میں آپ کو اور یہ محبت مجھے آپ سے تب سے ہے جب میں آپ کو جانتی بھی نہیں تھی میں نے آپ کو ایک دن صبح کالج جاتے ہوئے آئی سکریم پالر میں ہنستے ہوئے دیکھا تھا میں نے اس وقت آپ کی پکز بھی لیں تھیں اس دن کے بعد اس آئی سکریم پالر کتنی دفع گ ئی لیکن آپ مجھے نہیں ملے اس کے بعد میری علیزے سے دوستی ہوئی ی میں اس کے ساتھ آپ کے گھر آئی ی اس دن آپ بیمار تھے جب میں نے دیکھا آپ کو میں آپ سے یہ نہیں کہتی میری محبت کے بدلے آپ بھی مجھ سے محبت کریں لیکن عزت تو کر ہی سکتے ہیں نہ میری اور میری محبت کی“

ردا خاموش ہو گ ئی لیکن اس کی آنکھیں

ابھی بھی اشک بہا رہیں تھیں وہ روتے روتے ہوئے وہی زمین پر بیٹھ گ ئی اور گردن جھکائے بے آواز رو رہی تھیں آج انیک نے اس کی محبت کی بہت تذلیل کی تھی

”آئی ی ایم سوری غصے میں جانے کیا کیا بول گیا تمھیں پلیز مجھے معاف کردو“

انیک ردا کی باتیں سن کر شرمندہ ہو گیا تھا اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا

انیک بھی ردا کے ساتھ زمین پر بیٹھ گیا تھا

ردا ابھی بھی سر جھکائے رو رہی تھی“

”ردا پلیز مجھے معاف کر دو میں جانتا ہوں میری باتوں سے تمھارا بہت دل دکھا ہے میں بہت پہلے سمجھ گیا تھا تم مجھ سے محبت کرتی ہو اس لیے میں تمہیں خود سے دور کر تا رہا میں محبت کے ”م“ سے واقف نہیں ہونا چاہتا تھا میں نے اپنے دونوں بھائیوں کا حال دیکھا سعد بھائی نے مما کی مرضی سے شادی کی وہ خوش ہیں ذایان بھائی نے محبت کی ان کا حال تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہو بس میں محبت کے انجام سے ڈرتا ہوں پلیز تم مجھے بھول جاؤ میری مما جہاں کہیں گی میں وہی شادی کروں گا اور اسی سے محبت کروں گا پلیز ردا بھول جاؤ مجھے پلیز“

انیک نے ردا کے آگے ہاتھ جوڑ دیے

”یہ ناممکن ہے اور مجھے اپنی محبت اور اس خدا پر پورا یقین ہے وہ اپنے کسی سوالی کو اپنے در سے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا مجھے انتظار رہے گا ہمیشہ آپ کا“

ردا نے اپنے آنسو صاف کیے اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی

انیک بنا کوئی جواب دیے روم سے باہر نکل گیا

علیزے واشروم سے نکلی تو ردا کو اپنا انتظار کرتا پایا

”علیزے آگئی ہیں تم چلو چائے پیتے ہیں“

ردا زبردستی مسکرائی

ردا کی آنکھیں اور ناک لال ہو رہی تھی

"کیا ہوا ردا تم ٹھیک ہو"

علیزے نے فکر مندی سے پوچھا

"ہاں میں ٹھیک ہوں بس تھوڑا سر میں درد ہے چائے پی کر بس گھر جا کر آرام کروں گی"

"ہمم ٹھیک ہے چلو"

وہ دونوں روم سے باہر چلی گ ئی یں

"اے اللہ میری مدد فرما میں تھک گ ئی ہوں بھاگتے بھاگتے اپنا آپ چھپاتے چھپاتے ان وحشی درندوں سے میں آخر کب تک بھاگتی رہوں کیا کوئی ی نیک مرد میرے نصیب میں نہیں ہے اگر نہیں ہے تو مجھ پر اتنا رحم کر دے مجھے عزت کی موت نصیب فرمانا"

وہ جائے نماز پر خدا کے حضور خود کے لیے دعا گو تھی

اس کی آنٹی نے ٹرین کے ٹکٹ کروا دیے تھے جو ایک دن بعد کے ملے تھے

"کیوں انیک کیوں میرا پیار تمھیں نظر نہیں آتا کیوں کرتے ہو میرے ساتھ ایسا"

ردا اپنے کمرے کی چیز تباہ کرنے کے درپے تھی

اس کی آنکھیں رو رو کے لال ہو گئی تھیں وہ جب سے انیک سے بات کر کے آئی تھی ایسے ہی کمرے میں بند تھی اس کی موم بھی آئی تو اس نے کہہ دیا میں اپنا کالج کا اسائیمنٹ بنا رہی ہوں کوئی مجھے تنگ نہ کرے

"میں کیا کروں ردا میں نہیں چاہتا ہمارا حال بھی ذایان اور دعا جیسا ہو تمھاری محبت کو میں پہلے جان گیا تھا لیکن پھر بھی دور بھاگتا رہا لیکن جب مقابل کی محبت اتنی سچی پاک ہو کہ اسے نظر انداز کرنا مشکل ہو جائے تو محبت خود ہی ہو جاتی ہے اور مجھے بھی تم سے ہو گئی تمھارے غصے تمھارے جھگڑوں سے تمھاری بیوقوں والی حرکتوں سے تمھاری ناراضگی سے"

انیک روم میں لیٹا اپنی سوچوں میں ردا سے ہمکلام تھا

"سعد"

"جی میری جان"

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے"

"ہمم کرو میں اپنی جان کی باتیں سننے کے لیے تو ہوں یہاں"

سعد نے شریر سے لہجے میں کہا

”سعد دیکھیں آپ ہر وقت مذاق نہیں کیا کریں سنجیدہ ہو جائیں بلکل بہت ضروری بات کرنی ہے مجھے آپ سے“

”اچھا بولو کیا ہوا“
سعد بھی سنجیدہ ہو گیا

”وہ مجھے انیک بھائی کے بارے میں بات کرنی ہے“
علیزے نے ہچکچاتے ہوئے کہا

”انیک کے بارے میں اس نے پھر کوئی شرارت کی تمھارے ساتھ بتاؤ مجھے کیا کیا اس نے“ سعد نے سختی سے پوچھا

”نہیں نہیں سعد انہوں نے کچھ نہیں کیا وہ اصل میں“

”اففف علیزے کیا ہوا اتنا سسپینس کرئیٹ کر رہی ہو“ سعد کا صبر ٹوٹا

”وہ میں سوچ رہی تھی کہ اگر ہم انیک بھائی اور ردا کی شادی“

”اوہ بیگم خدا کو مانو اس گھر کو مجھے جنگ کا میدان نہیں بنوانا ہر وقت لڑتے رہتے ہیں وہ دونوں“

سعد نے علیزے کی بات بھی پوری نہیں ہونے دی اور اپنی بات کہہ ڈالی

”سعد یہ لڑائی سب دیکھاوے کی ہے اصل میں تو یہ محبت ہے ان کی“

علیزے نے سنجیدگی سے جواب دیا

”ردا اور انیک محبت“

سعد پیٹ پکڑ ہنسنے لگا

”سعد آپ ہنس رہے ہیں میں سچ کہہ رہی ہوں“

”سنے نہ سعد“

”جائیں ہنستے رہیں آپ میں مما سے بات کرنے جا رہی ہوں“

علیزے منہ پھلائے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی ابھی دروازے کے پاس پہنچی تھی کہ سعد سامنے آ کھڑا ہوا

”تمھیں اتنا یقین کیوں ہے“

سعد سینے پر ہاتھ باندھے سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

"کیوں کہ میں نے ان دونوں کی باتیں سنی ہیں آج شام کو جب ردا آئی ی تھی وہ مجھے اٹھانے میرے روم میں آگ ئی تھی پھر انیک بھائی ی بھی ہمیں چائے کے لیے بولانے آگ ئے میں فریش ہونے واشروم میں چلی گ ئی اور پھر میں نے ان دونوں کی ساری باتیں سن لیں"

"اور انھوں نے ایسی کیا باتیں کی کہ تمھیں یقین ہو گیا وہ دونوں ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہیں"
سعد ابھی بھی سنجیدہ تھا

"کیا ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں"
علیزے نے سعد سے نظریں ملاتے ہوئے کہا
ٹھیک ہے سعد ہلکا سا مسکرایا

"چلو بولو اب کیا سنا تم نے"
سعد علیزے بیڈ پر بیٹھے تھے
علیزے نے انیک اور ردا کے بیچ ہوئی ی ساری بات چیت سعد کے غوش گزار کر دی

"جب ہی وہ دونوں چائے پیتے وقت اتنے گم صم تھے اور ردا تو چائے پیتے ہی چلی گ ئی تھی" سعد کو بات سمجھ آئی ی تھی

For more visit (exponovels.com)

"تو پھر اس بارے میں مجھے پہلے انیک سے بات کرنی چاہیے نہ کیوں کہ ان دونوں کے بیچ جو بھی بات ہوئی ی اس سے تو پتا ہی نہیں چلتا کہ انیک کے دل میں کیا ہے"

"نہیں انیک بھائی ی سے نہیں مما سے بات کریں انیک بھائی ی جب ہی راضی ہو گے جب مما راضی ہو نگی اور ردا تو محبت کرتی ہے نہ انیک بھائی ی سے آپ اپنی بہن کی خوشی کا ہی خیال کر لے انیک بھائی ی بھی کرتے ہیں محبت ردا سے بس وہ ذایان بھائی ی کا حال دیکھ کر ڈرے ہوئے ہیں کہی وہ محبت کریں اور ان کے ساتھ بھی ویسا ہی ہوا تو وہ کیا کرے گے"

"یار علیزے تم میرے ساتھ رہ کر کتنی سمجھدار ہو گ ئی ہو"
سعد نے علیزے کی اتنی سمجھداری کی باتیں سنی تو حیران ہی رہ گیا

"ہاں تو نہیں ہونا چاہیے تھا کیا"
علیزے نے کڑے تیوروں سے کہا

"لیکن پھر ابھی میرے جتنی سمجھدار نہیں ہوئی ی ہو تم"
سعد معنی خیزی سے کہتا علیزے کی کمر میں ہاتھ ڈال گیا تھا

"سعد پھپھو رپائی ی نہیں کریں مجھے بتائیں اب ہم کیا کریں گے"

علیزے نے سعد کے رومینس کا گلا گھونٹا

"سب کی فکر ہے تمھیں میری فکر نہیں ہے کتنے دن ہو گ ئے میں نے میٹھا بھی نہیں کھایا"

سعد نے چھوٹے بچوں کی طرح شکایت کی

"سعد جھوٹ مت بولیں پرسوں رات کو آپ نے سزا دینے کے نام پر اپنا منہ اچھی طرح میٹھا کیا تھا"

علیزے کو عادت ہو گ ئی تھی سعد کی ان حرکتوں کی اس لیے اب وہ زیادہ شرماتی نہیں تھی

"آج منہ میٹھا کروادوں گی تو کیا ہو جائے گا" سعد نے فرمائی ش کی

"افففف سعد میں کتنی سیریس بات کر رہی ہوں اور آپ ہیں کہ ہر بات مذاق میں لے جاتے ہیں" علیزے چڑ گ ئی تھی

""" افففف سعد میں کتنی سیریس بات کر رہی ہوں اور آپ ہیں کہ ہر بات مذاق میں لے جاتے ہیں" علیزے چڑ گ ئی تھی

"یار تم بات تو سہی کہہ رہی ہو لیکن ردا کو دیکھا ہے اس کی فیملی کو دیکھا ہے کتنے امیر لوگ ہیں ان کے گھر کا سارا کام نوکر کرتے ہیں جتنی ہماری تنخواہ ہیں اس سے زیادہ مہنگی تو شاپینگ ہوتی ہے ان کی ردا کے موبائی ل سے ہی

اندازہ لگالو کتنا مہنگا آئی ی فون ہے اس کے پاس کپڑے بھی برینڈیڈ پہنتی ہے وہ الکرم جنید جمشید کے برینڈ والے وہ ہمارے ساتھ کیسے رہے گی میر ابیچارا بھائی ی کما کما کر پورا ہو جائے گا"
سعد نے آخر میں افسوس سے کہا

"سعععد آپ کی سوچ پر مجھے افسوس ہو رہا ہے اگر ردا پیسوں مہنگے کپڑوں کے پیچھے بھاگنے والی لڑکی ہوتی نہ تو مجھ سے کبھی دوستی نہیں کرتی بلکہ اپنے جیسی امیر لڑکی سے دوستی کرتی اور انیک بھائی ی سے بھی کبھی محبت نہ کرتی لیکن سعد اسے یہ سب نہیں محبت چاہیے محبت کے رشتے چاہیے اسے آپ کو پتا ہے وہ مجھے ہمیشہ کہتی ہے میں چاہتی ہوں میری شادی بھی ایسی جگہ ہو جہاں سب محبت کرنے والے ہو بلکل تمھاری طرح جیسے تمھاری فیملی میں رہتے ہیں مجھے تمھاری طرح دیور نہیں بھائی ی ملیں ایک محبت کرنے والا شوہر مما جیسی پیاری سی ساس جو اسے بیٹی بنا کر رکھیں"

"یار علیزے چلو ٹھیک ہے تمھاری ساری بات اتنا تو میں بھی جانتا ہوں ردا کو وہ پیسوں کے آگے رشتوں کو اہمیت دیتی ہے لیکن اس کے ماں باپ اپنی اکلوتی لاڈلی بیٹی کا ہاتھ ایک معمولی سے آفس میں کام کرنے والے لڑکے کو کیوں دیں گے وہ اپنی بیٹی کا ہاتھ کسی اپنے جیسے خاندان میں دینا پسند نہیں کرے گے" سعد نے علیزے کو سمجھایا

"سعد آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں پر مجھے یقین ہے ردا منالے گی اپنے پیرینڈس کو ہم ذایان بھائی ی کے لیے تو کچھ نہیں کر سکے لیکن انیک بھائی ی کے لیے کوشش تو کر ہی سکتے ہیں نہ"

علیزے روہانسی ہوئی ی کہی نہ کہی ذایان کی حالت کا ذمہ دار وہ خود کو مانتی تھی

”ٹھیک ہے میں اپنے چھوٹے کی خوشیوں کے لیے ایک کوشش ضرور کرونگا“
سعد نے مسکراتے ہوئے علیزے کا ہاتھ تھاما

”ہمم صرف بھائی ی نہیں بہن کی خوشیوں کے لیے بھی“
علیزے نے اپنا دوسرا ہاتھ سعد کے ہاتھ پر رکھا

”ہمم ردا بھی تو میری بہن ہے بھول گیا میں تو“
سعد نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا“

”ہمم اب یاد رکھیے گا“علیزے نے تنبیہ کی

”جی جی بیگم صاحبہ ضرور“
سعد نے علیزے کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا موقع ملتے ہی سعد علیزے کے لبوں پر جھونکا تھا سعد نے
علیزے کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھے
علیزے نے اپنی آنکھیں بند کرلی تھیں جیسے وہ ہمیشہ کرتی تھی

”آہ سکون آگیا یار قسم سے“

سعد نے علیزے سے الگ ہوتے ہوئے بڑے مزے سے کہا

”آپ بہت چھیچھورے ہیں سعد“

علیزے نے شرم سے سرخ پڑتا چہرا جھکاتے ہوئے کہا

”ابھی چھیچھوراپن دیکھا کہا ہے تم نے بیگم ایک دفع یہ انیک کا مسل ئہ حل ہو جائے پھر تم سے اپنے سارے حق وصول کروں گا بہت وقت دیا ہے میں نے تمھیں اس رشتے کو سمجھنے کے لیے“

سعد نے معنی خیزی سے کہا

علیزے کا چہرا تو جھکا ہی تھا گردن بھی جھک گ ئی

سعد علیزے کی حالت کے مزے لیتا بیڈ پر سیدھے ہو کر لیٹ گیا

اور خاموش بیٹھی علیزے کی کلائی ی پکڑ کھینچا تو علیزے سیدھا اس کے سینے پر آ گری

سعد نے ہاتھ بڑھا کر سائی یڈ لیمپ بند کیا اور علیزے کا خود میں سنیٹا آنکھیں موند گیا علیزے بھی اپنے مجازی خدا کی پناہوں میں جاتے ہی آنکھیں موند گ ئی

صبح انیک ذایان آفس چلے گ ئے تھے سعد کو وہی موقع سہی لگا کوثر بیگم سے بات کرنے کا علیزے بھی ساتھ ہی تھی کالج کی چھٹی کی تھی اس نے آج

”وہ مما آپ نے انیک کے بارے میں کچھ سوچا ہے کوئی ی لڑکی نظر میں ہے کیا آپ کے انیک کے لیے“

سعد تمہید باندھ کر بات شروع کی

”نہیں بیٹا میرے تو کوئی ی لڑکی نظر میں نہیں کسی رشتے والی کو کہوں ذایان انیک کے لیے رشتہ ڈھونڈے کوئی ی اچھا سا“

کوثر بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

”اگر میں کہوں میں نے اور علیزے نے انیک کے لیے لڑکی دیکھ لی ہے تو آپ کیا کہے گی“

سعد نے ماں کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا

”ہاں دیکھ لی ہے تو بہت اچھی بات ہے مل لیتے ہے لڑکی سے مناسب لگی تو بات آگے بھی بڑھائی یں گے بتاؤ کون ہے لڑکی“

کوثر بیگم نے محبت سے کہا

”وہ مما اس لڑکی کو آپ بہت اچھی طرح جانتی ہیں“

سعد نے پھر سے ماں کے تاثرات دیکھے جو نارمل تھے ابھی بھی

”اچھا نام تو بتاؤ بیٹا“

”ردا علیزے کی دوست“

”بیٹا وہ بچی تو مجھے بھی بہت پسند ہے“ سعد نے تو جیسے کوثر بیگم کی دل کی بات کہہ دی ہو وہ بہت خوش ہوئی یں لیکن اگلے ہی پل ان کی خوشی معدوم پڑھ گ ئی

”لیکن بیٹا اس کے گھر والے نہیں مانے گے ان میں اور ہم میں زمین آسمان کا فرق ہے اور پھر ردا اینک لڑتے رہتے ہیں ہر وقت پوری زندگی کیسے گزاریں گے“

کوثر بیگم نے بھی سعد والی بات کہی

”مما ایک دفع کوشش کرنے میں کیا حرج ہے اور کیا سعد اور میرا سوچا تھا کبھی آپ نے شادی کا دیکھیں ہو گ ئی نہ ہم بھی خوش ہیں“ اس دفع جواب علیزے نے دیا تھا

”لیکن بیٹا تم دونوں لڑتے تو نہیں تھے نہ وہ تو ہر وقت ٹام اینڈ جیری بنے ہوتے ہیں ایک چڑیل بن جاتی ہے تو ایک کھڑوس“

کوثر بیگم نے بڑی ہی بے زاری سے کہا

"اچھاٹھیک ہے میں خود انیک سے بات کروں گا اس بارے میں اگر اس نے رضامندی دے دی تو ہم پھر بات کرے گے ردا کے گھر والوں سے "سعد نے کوثر بیگم اور علیزے کو باری باری دیکھا

"ردا کو کون منائے گا"

کوثر بیگم نے پھر سوال داغا

"وہ میری بہن ہے مجھے پورا یقین ہے وہ مان جائے گی" سعد نے ماں سے کہا

"ٹھیک ہے بھئی جیسا تم لوگوں کو ٹھیک لگے کرو" کوثر بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

سعد علیزے اتنا خوش ہوئے کہ دونوں صوفے سے اٹھ کر کوثر بیگم سے چپک گ ئے

"ارے بچوں کیا کر رہے ہو"

کوثر بیگم کی گھٹی گھٹی آواز نکلی

"اوہ سوری مما" دونوں پیچھے ہوئے

"میں آفس جا رہا ہوں اب شام کو آؤں گا تو اس کھڑوس سے بات کروں گا"

سعد مسکراتا ہوا کہتا باہر نکل گیا

”آنٹی میں نے امی سے تو بات کر لی ہے لیکن مجھے ڈر لگ رہا ہے پھر بھی میری وجہ سے میری امی کو کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گی“

”میری بچی تم پریشان نہ ہو تمھاری ماں بہت مضبوط خاتون ہے کچھ نہیں ہو گا انھیں تم ڈرو نہیں اس کی“

آنٹی نے اسے دلاسہ دیا اور وہ خاموش ہو گئی

لیکن ڈر اب بھی تھا دل میں

”انیک مجھے تم سے بات کرنی ہے تم فری ہو کیا“

انیک آفس سے آکر اپنے روم فریش ہو کر بیٹھا تھا تب ہی سعد بھی اس سے بات کرنے روم میں چلا گیا

”سعد بھائی ی کیسی بات کر رہے ہو آپ کے لیے تو میں اپنے سارے کام بھی چھوڑ دوں“

انیک نے بال بناتے ہوئے کہا

”میں جانتا ہوں میرے دونوں بھائی ی بہت فرمابردار ہیں“

سعد مسکراتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گیا

”ہمم میں ذایان سے زیادہ فرمابردار ہوں“

انیک نے اپنی تعریف کی

For more visit (exponovels.com)

"ہاں بھئی تم زیادہ فرمابردار ہو اب میرے پاس آکر بیٹھو"

سعد نے ہنستے ہوئے کہا

"شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے"

انیک کے بیٹھتے ہی سعد نے سیدھی مدعے کی بات کی

انیک نے حیرانی سے سعد کو دیکھا پھر نظریں جھکا گیا

"یہ سب سوچنے کے لیے میرے بڑے موجود ہیں میں کیوں سوچوں پھر"

انیک نے اپنے بڑے بھائی کو باپ کی جگہ سوچتے ہوئے جواب دیا

"تو میں اگر کہوں میں نے تمھارے لیے ایک لڑکی دیکھی ہے اور مما بھی راضی ہیں تو تم کیا کہو گے"

سعد نے انیک کو نرم لہجے میں کہا

انیک کی نظروں کے سامنے ردا کا آنسوؤں سے تر چہرا آگیا

انیک نے خود پر قابو کیا اور دونوں آنکھوں کو سختی سے بند کر کے دوبارہ کھولا

"بھائی مجھے آپ کا ہر فیصلہ منظور ہے" انیک کے دل میں ٹس اٹھی تھی

"مجھے یقین تھا میرا سب سے چھوٹا بیٹا مجھے کبھی مایوس نہیں کرے گا"

سعد نے پیار سے انیک کا ماتھا چوما اور اسے خود سے لگا لیا

انیک کی آنکھوں کے سامنے ابھی بھی روتی ہوئی ی ردا کھڑی تھی

"انیک آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ انیک نے سختی سے آنکھیں میچ لیں تھی

کچھ دیر بعد سعد کمرے سے نکل گیا

انیک خالی خالی نظروں سے دیواروں کو تک رہا تھا اس کو ہر جگہ روتی ہوئی ی ردا نظر آرہی تھی انیک ردا کی

یادوں سے پیچھا چھڑوانے کے لیے کمرے سے نکل گیا

سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا انیک آرام کرنے کے بہانے سے روم میں چلا گیا

ذایان کو بھی آفس کا کام تھا وہ بھی روم میں چلا گیا

بچے کوثر بیگم علیزے سعد

"بات کی تم نے انیک سے"

کوثر بیگم نے سوال کیا

"جی مما کرلی اور آپ کا لاڈلہ راضی ہے"

سعد نے خوشی سے کہا

"کیا وہ راضی ہے مجھے تو یقین نہیں ہو رہا" کوثر بیگم نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

"جی میری پیاری مما یقین کر لیں راضی ہے وہ" سعد نے کوثر بیگم کے رخسار بچوں کی طرح کھینچے
علیزے کھکھلا کر ہنس دی

"ہٹو پیچھے یہ حرکتیں اپنی بیوی کے ساتھ ہی کیا کرو مجھے نہیں پسند یہ سب"
کوثر بیگم نے سعد کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے خفگی سے کہا
"آؤ علیزے تمھارے پکڑوں"
سعد نے ہاتھ علیزے کی طرف بڑھائے

"سعد بند کریں یہ چھیچھورپائی ی ردا کو کال کریں مما اس کی مما سے بات کریں گی"
علیزے نے سعد کے دونوں ہاتھ اپنے رخساروں تک جانے سے پہلے ہی اپنے ہاتھوں میں قید کر لیے اور آنکھیں
دیکھاتے ہوئے جواب دیا

"اچھا کر رہا ہوں میری جان"
سعد نے جیب سے موبائل نکالتے ہوئے کہا
کوثر بیگم کے سامنے جان کہنے پر علیزے سعد کو گھورتی رہی
کوثر بیگم مسکرانے لگی

"اَلسَلامُ عَلَیکُم سعد بھائی"

ردا نے کال اٹھاتے ہی ادب سے سلام کیا

"وَعَلَیکُم السَّلام میری گڑیا کیسی ہو"

"جی میں ٹھیک ہوں سعد بھائی"

"اوکے یہ بتاؤ تمھاری موم سے بات ہو سکتی ہے مما کو بات کرنی ہے"

ردا کو حیرانی ہوئی

"کیا کیوں بات کریں گی میری کوئی شکایت لگانی ہے کیا"

ردا گھبرا گئی اس کو لگا انیک نے کل والی ساری باتیں اپنی مما کو بتا دیں

"بیٹا تم گھبرا کیوں رہی ہو تم کرواؤ اپنی موم سے بات میری مما شکایت نہیں لگائے گی" سعد نے پیار سے کہا

"جی بھائی کرواتی ہوں"

ردا موبائل ہاتھ میں لیے روم سے نکلی تو آئلہ بیگم ردا کو لاؤنج میں بیٹھی نظر آگئیں

For more visit (exponovels.com)

”موم میری دوست کی مما آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں“

ردا نے آئی لہ بیگم کی طرف موبائل بڑھایا

”مجھ سے کیوں بیٹا“

آئی لہ بیگم نے سوالیہ نظروں سے ردا کو دیکھا

”موم مجھے نہیں معلوم آپ بات کر لیں“

ردا نے موبائل موم کے ہاتھ میں دیا اور خود انھی کے پاس بیٹھ گ ئی

”اَلسلامُ عَلَیکُم“ آئی لہ بیگم نے سلام کیا

”وَعَلَیکُم السَّلَام بہن کیسی ہیں آپ“

کوثر بیگم نے مہذب انداز سے پوچھا

”میں الحمدُ لِلّٰہ ٹھیک ہوں آپ بتائیں کیسی ہیں“

”جی میں بھی ٹھیک ہوں وہ اصل میں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے اگر آپ برا نہ مانے تو“
کوثر بیگم نے اجازت چاہی

ردا بے تاثر چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی اسے لگا تھا سب ختم ابھی اس کی ماں کو سب پتا چل جائے گا پھر وہ زبردستی شادی کروا دیں گے اور انیک اس کے دل کے کسی کونے میں دفن ہو جائے گا
”جی جی میں کیوں برا مانوں گی آپ کہیں کیا کہنا چاہتی ہیں آپ“

”وہ بہن اصل میں ردا ہمارے گھر آتی ہے سب کو اس سے بہت لگاؤ ہو گیا ہے علیزے بھی اسے بہن کی طرح سمجھتی ہے اور میرے بیٹے تو ردا کو بلکل بہن سمجھتے ہیں تو میں اپنے چھوٹے بیٹے انیک کے لیے ردا کا ہاتھ مانگنے آپ کے گھر آنا چاہتی ہوں اگر آپ مناسب سمجھے تو“
کوثر بیگم بات ختم کر کے خاموش ہو گ ئی یں

آئی لہ بیگم سوچ میں پڑھ گ ئی یں پھر کچھ دیر کے بعد گویا ہوئی یں
”جی میں اپنے ہسبینڈ سے بات کر کے آپ کو جواب دیتی ہوں“

”چلیں ٹھیک ہے بہن مجھے انتظار رہے گا“
کوثر بیگم نے جواب دیا

پھر الوداعی کلمات کے بعد کال کاٹ دی

”ردا“ آئی لہ بیگم نے گھبرائی ی ہوئی ی ردا کو مخاطب کیا

”جی موم“

ردا اپنے ہاتھ مسل رہی تھی گردن جھکی ہوئی ی تھی

”کیا تمھیں اس بارے میں پہلے سے معلوم تھا“ آئی لہ بیگم نے ردا کو آنکھیں دیکھاتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا

”کس بارے میں موم“

”رشتے کے بارے میں“

آئی لہ بیگم نے ردا کے سر بم پھوڑا

ردا نے جھٹکے سے گردن اٹھائی ی

”رشتہ کس کا رشتہ موم“

ردا کے چہرے سے صاف ظاہر تھا اسے خود کچھ نہیں معلوم اس بارے میں

For more visit (exponovels.com)

”انھوں نے تمھارا رشتہ مانگا اپنے چھوٹے بیٹے انیک کے لیے“
آئی لہ بیگم نے عام سے لہجے میں کہا

”کیا امو م سچی آنٹی نے میرے اور انیک کے رشتے کی بات کی ہے مجھے تو یقین نہیں ہو رہا اس کھڑوس کے لیے میرا رشتہ آیا ہے“
ردا بچوں کی طرح اچھل کھود کرنے لگی کبھی اپنی ماں کے گلے لگ جاتی کبھی خوشی سے ناچنے لگ جاتی
آئی لہ بیگم تو ردا کی خوشی دیکھ کر حیران پریشان ہو گ ئی وہ آنکھیں ضرورت سے زیادہ کھولیں اپنی اٹھارہ سالہ بیٹی کو پانچ سال کے بچے کی طرح اچھل کھود کرتے ہوئے دیکھ رہیں تھیں

”ردا کیا حرکت ہے یہ یہاں بیٹھو میرے پاس اور مجھے بتاؤ کیا ماجرا ہے یہ“
آئی لہ بیگم نے ردا کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ اپنے پاس بٹھایا اور تھوڑی سختی دیکھائی ی

”وہ موم اصل میں وہ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں شروع سے ہی بہت ہینڈسم ہیں عادت کے بھی بہت اچھے ہیں اخلاق بھی اچھا ہے اور باحیا ہیں موم ان تینوں بھائی یوں کے ہوتے مجھے کبھی ایسا نہیں لگا میں غیر محفوظ ہوں ذایان بھائی ی تو مجھے پرنسیس کہتے ہیں اور سعد بھائی ی گڑیا کہتے ہیں وہ سب مجھے بہت چاہتے ہیں مجھے اپنے گھر کا فرد سمجھتے ہیں“
ردا چپ ہوئی ی تو اس کے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ تھی

”تم جانتی ہو نہ بیٹا تمھارے بابا تمھاری شادی اپنے دوست کے بیٹے فاروق سے کروانا چاہتے ہیں“
آئی لہ بیگم پیار سے بیٹی کو سمجھایا

”مجھے نہیں کرنا اس مشین سے شادی موم پلیز بابا کو سمجھائی یں مجھے ایسے گھر میں نہیں جانا جہاں سب کو صرف پیسے کمانے کی فکر ہو رشتے ان کی نظر میں کوئی ی اہمیت نہیں رکھتے ہو“
ردا نے منہ بنا کر کہا

”اچھا پہلے مجھے انیک کی پک دیکھاؤ میں بھی تو دیکھوں تم کیوں اس کے پیچھے باؤ لی ہوئی ی جا رہی ہو“

”ہاں کیوں نہیں موم“
ردا نے جلدی سے موبائل کھولا اور انیک کی پک دیکھا دی اور پھر دیکھاتی گ ئی

”یہ اتنی ساری پکس“
آئی لہ بیگم کو تو صدمہ ہی ہوا

”جی موم وہ میں جب بھی ان کے گھر جاتی تھی جب جب مجھے موقع ملتا تھا میں ان کی پک لے لیا کرتی تھی“

ردا نے شرماتے ہوئے کہا

"ردا پاگل ہی ہو تم تو لڑکا تو ماشاءاللہ بہت اچھا ہے شہزادہ دیکھتا ہے"

آئی لہ بیگم کو انیک دل سے بہت اچھا لگا تھا

"تو موم سمجھائیں نہ ڈیڈ کو"

ردا نے ماں کا ہاتھ پکڑ کر التجا کی

"اچھا تم مجھے انیک کی تین چار تصویریں سینڈ کرو تا کہ میں تمھارے ڈیڈ کو دیکھاؤں اور انھیں منانے کی بھی کوشش کروں"

آئی لہ بیگم نے بیٹی کا ساتھ دینے کی ٹھان لی

"اوکے موم"

ردا نے جلدی سے تین چار تصویریں سینڈ کر دیں

"ردا ایک بات بتاؤ وہ ہمارے جیسے امیر نہیں ان کے گھروں میں نوکر چاکر نہیں ہر کام خود کرنا پڑتا ہے کیا تم رہ سکو گی وہاں"

For more visit (exponovels.com)

"جی موم رہ لوں گی اور آپ کو تو پتا بھی نہیں آپ کی بیٹی کو کھانا بنانا بھی آ گیا ہے"

"کیا تمھیں کھانا پکانا آتا ہے"

ردا آئی لہ بیگم کو جھٹکوں پر جھٹکے دے رہے تھی

"جی موم آتا ہے علیزے اور میں کوثر آنٹی سے ایک ساتھ سیکھتے تھے کھانا پکانا"

ردا مسکرائی ی

"ٹھیک ہے پھر بتاؤ کل کیا کھلا رہی ہو اپنے ہاتھ کا"

"چکن بریانی" ردا جھٹ سے بولی

ٹھیک ہے ردا اور آئی لہ بیگم باتوں میں لگ گ ئی یں

"کیا کہا مما انھوں نے"

سعد اور علیزے نے بے صبری سے پوچھا

"انھوں نے کہا ہے کہ وہ اپنے شوہر سے پوچھ کر جواب دینگی"

کوثر بیگم نے سمجید گی سے کہا

For more visit (exponovels.com)

"اللہ کرے انکل ہاں کر دیں اللہ کرے انکل ہاں کر دیں"

علیزے وہی بیٹھی دعا مانگنے

"چلا کیوں نہیں کاٹ لیتیں تم"

سعد نے علیزے کا مذاق بنایا

"سعد چلا کیا ہوتا ہے"

علیزے نے نا سمجھی سے کہا

"افففف کچھ نہیں چلو روم میں"

سعد نے علیزے کا ہاتھ پکڑا

"او کے مما شبہ خیر"

علیزے نے مسکراتے ہوئے کہا

کوثر بیگم بھی اپنے روم میں جلیں گ ئی یں

”سنے مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے“
آئی لہ بیگم روم میں ابھی داخل ہوئی ی تھیں یوسف صاحب اٹھے ہوئے تھے انھوں نے بات کرنے کا سوچا

”جی بیگم بولیں ہم سن رہے ہیں“
یوسف صاحب سیدھا ہو کر بیٹھ گ ئے

”وہ مجھے ردا کے بارے میں آپ سے بات کرنی تھی“
”جی کہیں کیا بات ہے ردا کے بارے میں“یوسف صاحب پوری طرح آئی لہ بیگم کی طرف متوجہ ہوئے

”جی آپ اچھی طرح اس بات سے واقف ہیں کہ ردا فاروق کو بلکل پسند نہیں کرتی“

”ہمم میں واقف ہوں اس بات سے اس لیے میں نے اپنے دوست کو صاف انکار کر دیا ہے میرے لیے میری بیٹی کی خوشیوں سے زیادہ اہم کچھ نہیں“

”وہ ردا کی دوست یاد ہے آپ کو جس کے گھر وہ اکثر جاتی ہے“

”ہمم یاد ہے مجھے بہت تعریف کرتی ہے وہ ان لوگوں کی بہت اچھے لوگ ہیں“

For more visit (exponovels.com)

یوسف صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا

”جی ان لوگوں نے ردا کا ہاتھ مانگا ہے اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے“

آئی لہ بیگم نے یوسف صاحب کو بتا ہی دیا

”تو آپ نے کیا کہا بیگم“

”میں نے کہہ دیا ہسبینڈ سے پوچھ کر بتاؤں گی“

”ٹھیک کیا آپ نے آپ ان کو منا کر دیں“

یوسف صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

”جی کیا آپ کی نظر میں کوئی ی لڑکا ہے“

”جی میرے آفس کا مینیجر بہت اچھا اور محنتی لڑکا ہے“

یوسف صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گ ئی

”ردا بھی اس لڑکے کو پسند کرتی ہے“

آئی لہ بیگم تھوڑی دیر خاموشی کے بعد گویا ہوئی یں

”ان بچوں کو کیا پتا اپنا اچھا برا بس دیکھا اور پسند آ گیا ایسے تھوڑی ہوتا پوری زندگی کا فیصلہ ہوتا ہے یہ آئی لہ بیگم سمجھائی یں اس کو“

”دیکھیں آپ اچھی طرح سوچ لیں بیٹی کا معاملا ہے وہ لڑکا بہت اچھا ہے شہزادوں جیسا نظر آتا ہے ردا کافی وقت سے جانتی ہے ان لوگوں کو اچھے لوگ ہیں“
آئی لہ بیگم نے بیٹی کے حق میں گواہی دی

”پھر بھی وہ بچی ہے اس کو کیا عقل“
یوسف صاحب نے سنجیدگی سے کہا

آئی لہ بیگم کو اپنی ہر کوشش ناکام ہوتی نظر آ رہی تھی
”انھوں نے آخری کوشش کی اچھا ایک دفع لڑکا تو دیکھ لیں“
آئی لہ بیگم نے موبائل میں موجود انیک کی تصویر یوسف صاحب کے چہرے کے سامنے کر دی
”یہ لڑکا ہے“
یوسف صاحب نے آئی لہ بیگم کے ہاتھ سے موبائل لیتے ہوئے کہا

”جی یہ ہی ہے“آئی لہ بیگم نے آہستہ سے کہا

”یہ ہی تو ہے میرے آفس کا مینجر“

یوسف صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا

”کیا سچ میں مطلب آپ کی اور آپ کی بیٹی کی پسند ایک ہی ہے“

آئی لہ بیگم اس پوری سین میں پہلی دفع مسکرائی ی تھیں

”جی بیگم سچ میں یہ لڑکا ہیرا ہے بہت خودار نیک ہے“

یوسف صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا

”بیگم بس آپ ان سے کہہ دیں ہم رشتہ نہیں سیدھی منگنی کی رسم ادا کرے گے“

”سچ میں آپ کو اتنا یقین ہے اس لڑکے پر“

آئی لہ بیگم نے حیرانگی سے کہا

جی بلکل یوسف صاحب نے یقین سے کہا

”ٹھیک میں صبح کہہ دوں گی اب سو جاتے ہیں رات بہت ہو گ ئی ہے“

آئی لہ بیگم نے سونے کی تیاری پکڑی اور پھر دونوں ہی سو گ ئے

لیکن ردا اور انیک کی نیند حرام ہو چکی تھی

”ہائے چھوٹے میں نے سنا ہے تمھارے رشتے کی بات چل رہی ہے گھر میں“

ذایان ناشتے کی ٹیبل پر آتے ہی شروع ہو گیا تھا

”ہاں چل رہی ہے تو کیا کروں میں“

انیک نے سنجیدگی سے کہا

”آبے مجنوں ردا سے اتنی محبت کرتا ہے تو بتا دے سب کو اس سے کروا دیں گے شادی کیوں ہارے ہوئے عاشق کی طرح منہ بنا کر گھوم رہا ہے“

ذایان نے انیک کے کان میں سرگوشی کی

”اپنا منہ دیکھا ہے تم بیمار عاشق جیسا“

انیک نے جل کر کہا

”ہاں میں تو ہوں عاشق سب کو پتا ہے میری زندگی مجھے چھوڑ گئی میں کچھ نہیں کر سکا توں تو کر سکتا ہے نہ“

ذایان نے سنجیدگی سے کہا

”سوری بھائی میرا وہ مطلب نہیں تھا“

انیک شرمندہ ہوا

”کوئی بات نہیں چھوٹے“

”””دل کا روگ ہے عاشق ہی کہلائے گے

محبت روٹھی ہے ہم سے“““

بیمار ہی نظر آئے گے“

ذایان نے آہستہ سے کہا

انیک پھر کچھ کہتا کوثر بیگم نے ٹوک دیا

”کیا تم دونوں نے کھسر پسر لگائی ہے سیدھی طرح ناشتہ نہیں کیا جا رہا“

دونوں بھائی خاموشی سے ناشتہ کرنے لگے

For more visit (exponovels.com)

"ارے تم کہاں بھاگ رہی ہو مائے فیوچر بھابی جان"

ردا اپنی کار سے اتر کر سیدھی کالج کے اندر جانے کے چکر میں تھی سعد نے اس کا راستہ روک لیا جو علیزے کو چھوڑنے آیا تھا

"بھائی ی ہٹیں نہ جانے دیں نہ"

ردا نے شرماتے ہوئے کہا

ردا کتنی ہی بولڈ سہی لیکن اس معاملے میں ردا کو بھی حیا نے آن گھیرا

"واہ واہ میری بہن کو بھی شرم آتی ہے کیا" سعد نے ردا کا جائزہ لیتے ہوئے کہا

"افففف سعد چپ کر جائیں کتنا تنگ کرے گے میری دوست کو جائیں آپ آفس نہیں تو لیٹ ہو جائیں گے"

علیزے نے اپنی دوست کو بچایا

"تم کہاں سے آگئی ہم بھائی بہن کے درمیان" سعد نے منہ بناتے ہوئے کہا

"سعد آفس جائیں سیدھے ردا چلو اپن اندر چلیں"

علیزے ردا کا ہاتھ پکڑ کر کالج کی طرف بڑھ گئی

"ارے سنو تو سہی جان"

سعد نے پیچھے سے ہانک لگائی ی

علیزے نے خونخوار نظروں سے سعد کو دیکھا

پر سعد کو کوئی ی فرق نہیں پڑھا وہ علیزے کو دیکھ کر ہنسنے لگا

علیزے پیر پٹختی وہاں سے چلی گ ئی

سعد ہنستا ہنستا آفس کے لیے نکل گیا

"گڈ مارنینگ سر

"ارے انیک آؤ میاں یہاں بیٹھو ذرا"

انیک ابھی آفس آیا ہی تھا کہ اسے یوسف صاحب کا بلاوا آ گیا اب وہ یوسف صاحب کی خدمت میں حاضر تھا

"جی سر"

انیک مسکراتے ہوئے یوسف صاحب کی سامنے والی کرسی پر بے بیٹھ گیا

"بیٹا دیکھوں میں صاف بات کرتا ہوں گھوما پھیرا کر بات کرنے کی مجھے عادت نہیں یہ بتاؤ تمھیں میری بیٹی کیسی لگتی ہے"

یوسف صاحب انیک کے دل کی بات جاننا چاہتے تھے

”سر یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ میں ایسا ویسا لڑکا نہیں“
انیک کو یوسف صاحب سے اس بات کی امید نہیں تھی

”میں بھی کوئی ایسا ویسا باپ نہیں بس اپنی بیٹی کی خوشیوں کے خاطر تم سے پوچھ رہا ہوں“
یوسف صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا

”سر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں میرے سمجھ نہیں آرہا پلیز سہی سے بتائیں کیا بات ہے مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی کیا“
انیک کے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا جواب دے

”ردا کو جانتے ہو“
ردا کے نام پر انیک نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور یوسف صاحب کو دیکھا جو انیک کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے

”جی سر جانتا ہوں میری بہن کی دوست ہے“ انیک نے ذرا سنبھل کر جواب دیا

”وہ میری بیٹی ہے“

For more visit (exponovels.com)

یوسف صاحب نے بڑے اطمینان سے بتایا

یہ سن کر انیک کے ماتھے پسینے کی بوندے نمودار ہوئی یں اس کو اپنی نوکری خدا حافظ کہتی نظر آرہی تھی

”گھبراؤ نہیں انیک مجھے آپ کا بھیجا رشتہ منظور ہے آپ اپنے گھر والوں کو کہیے گا ہم رشتہ نہیں سیدھی منگنی ہی کریں گے اور اگر آپ کے گھر والے مناسب سمجھے تو ہم آج رات کا ڈنر آپ کے گھر کرنا پسند کریں گے“
یوسف صاحب نے انیک کا ہاتھ تھام کر کہا

انیک ابھی تک صدمے میں تھا
”س سر میرا رشتہ کب بھیجا میرے گھر والوں نے“
انیک صدمے سے باہر نکلا

”کیا آپ کو نہیں معلوم اس بارے میں“
یوسف صاحب کو تشویش ہوئی ی

”سر بھائی ی نے رشتے کا ذکر تو کیا تھا لیکن یہ نہیں بتایا تھا کہ کس سے رشتہ طے کر رہے ہیں“
انیک نے ٹھیر ٹھیر کے جواب دیا

”چلو کوئی ی بات نہیں اب میں نے بتا دیا آپ بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں“

یوسف صاحب نرمی سے گویا ہوئے

”سر میں نے اس فیصلے کا حق اپنے گھر والوں کو دیا ہے جو ان کی مرضی وہ ہی میری مرضی“

انیک نے سر جھکا کر جواب دیا

”ہمم اچھی بات ہے برخوردار میں خوش ہوں میری بیٹی کا نصیب تم جیسے فرمابردار لڑکے کے ساتھ جڑنے والا ہے“

یوسف صاحب نے فخر سے کہا

”سر لیکن آپ کی اکلوتی بیٹی ہے آپ اس کی شادی ایک معمولی سے گھرانے میں کیوں کر رہے ہیں آپ کو تو کوئی ی بھی اچھی فیملی مل جائے گی“

انیک کو شاید یہ سب غلط لگ رہا تھا

”بیٹا میری بیٹی کی خوشی آپ کے ساتھ ہے شادی میں اس کی بھلے ہی کسی امیر گھرانے میں کروا دوں لیکن میری بیٹی محبت کے رشتوں سے محروم رہے گی جیسے ہمیشہ رہی میں اور میری بیگم آفس کے کام کی وجہ سے اس کو زیادہ

ٹائی م نہیں دے سکے اور اب ویسے ہی میں اس کو اپنے جیسے خاندان میں بیاہ دوں وہاں بھی وہ اکیلی رہے گی میں نے امیر فیمیلیز کے بگڑے ہوئے نوجوان لڑکا لڑکی دیکھیں ہیں لیکن میں شکر ادا کرتا ہوں میری بیٹی ان جیسی نہیں اس نے خود کو سنوارہ ہے بگاڑا نہیں مجھے پورا یقین ہے میری بیٹی کو آپ سے اچھا جیون ساتھی مل ہی نہیں سکتا"

"تھینک یو سر آپ نے مجھے اس لائق سمجھا" انیک کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی

"سر لیکن میری ایک شرط ہے"
انیک نے مسکراہٹ سمیٹ کر کہا

"ہمم بولو بیٹا"

"سر میں اب یہاں جاب نہیں کروں گا میری غیرت مجھے گوارا نہیں کرتی کہ میں اپنے ہونے والی بیوی کے ہی پیسوں پر اپنا آشیانہ بناؤں"

For more visit (exponovels.com)

”بیٹا یہ آپ ٹھیک کہہ رہے مگر میرا کوئی ی بیٹا نہیں میری ایک ہی بیٹی ہے جس کو ان سب میں کوئی ی انٹرسٹ نہیں یہ سب تو آپ کو ہی سنبھالنا ہو گا اور آپ کی جگہ کوئی ی بھی ہوتا تو بھی یہ ہی کہتا اور اب میں کل سے آفس نہیں آؤں گا یہ سب آپ کو ہی ہینڈیل کرنا پڑے گا“

یوسف صاحب نے انیک کو اپنا بیٹا ہی مان لیا تھا

”سر آپ کیوں نہیں آئیں گے“

”بھ ئی مجھے اپنی بیٹی کے ساتھ وقت گزارنا ہے بہت سارا پھر آپ اس کو لے جاؤ گے ہمشہ کے لیے اپنے ساتھ اسی لیے میں اب اپنا سارا وقت اپنی بیٹی کو دوں گا جو میں اتنے سالوں سے نہیں دے سکا“

یوسف صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

”لیکن سر“

”بس برخوردار اور کچھ نہیں سنوں گا میں“ یوسف صاحب نے ہاتھ اٹھا کر انیک کو خاموش کروادیا

”اوکے سر جو آپ ٹھیک سمجھیں“

انیک نے مسکرا کر کہا

”یہ سر سر کیا لگار کھا ڈیڈ بولو مجھے اب“ یوسف صاحب نے خفگی سے کہا

"سر ابھی شادی تو نہیں ہوئی ی"

انیک نے نظریں جھکا کر کہا

"ہاں تو کیا ہوا داماد نہیں بیٹا مانتا ہوں میں آپ کو"

یوسف صاحب نے نرمی سے کہا

۔"اوکے سر سوری ڈیڈ"

"ہمم خوش رہو"

یوسف صاحب نے کرسی سے اٹھ کر انیک کو گلے لگا لیا

"اچھا بیٹا خیال سے جانا گھر پہنچتے ہی مجھے کال کر دینا رات تک پہنچ جاؤ گی تم"

"آنٹی آپ کی بہت یاد آئے گی آپ نے میرا بہت خیال رکھا ہے بلکل میری امی جیسا"

وہ پری پیکر لڑکی اپنی آنٹی کے گلے لگ کر رو دی

For more visit (exponovels.com)

"نہیں میری بچی ایسے نہیں رو میں آؤں گی تم سے ملنے تم بھی تو میری بیٹی جیسی ہو اس کی تو شادی ہو گ ئی اس کے بعد تم ہی تو تھیں جس کے ساتھ میں اپنے دکھ سکھ بانٹا کرتی تھی تم خیر سے جاؤ ٹرین کا ٹائم ہو گیا ہے تم اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ جاؤ"

اس کی آنٹی نے محبت بھرا بوسا اس کے ماتھے پر دیا

"خدا حافظ آنٹی اپنا خیال رکھیے گا"

وہ اپنی چادر سنبھالتی ٹرین میں اپنی سیٹ پر آکر بیٹھ گ ئی تھی

"جا میری بچی خدا کے امان میں"

آنٹی نے اپنے دوپٹے سے آنسو پونچھے اور گھر کی راہ لی

"موم موم کہاں ہیں آپ ردا ابھی کالج سے آئی ی تھی اور پورے گھر میں اپنی موم کو ڈھونڈ رہی تھی"

"ارے کیا ہوا بیٹا کیوں شور مچا رہی ہو"

آئی لہ بیگم کچن سے نکل کر آئی یں

"موم یہاں بیٹھے"

For more visit (exponovels.com)

ردا نے اپنی موم کو پکڑ صوفے پر بیٹھایا

"آپ نے ڈیڈ سے بات کی"

ردا نے اپنی ماں کے سامنے بیٹھ کر پوچھا

"بیٹا ابھی کالج سے آئی ی ہو فریش ہو جاؤ کھانا کھالو پھر بیٹھ کر بات کرتے ہیں"

"نو موم پلیز ٹیل می ڈیڈ نے کیا کہا پلیز موم ٹیل می پلیز ٹیل می"

ردا آئی لہ بیگم کو کسی قیمت پر نہیں بخشنے والی تھی

"اچھا بھ ئی سنو میں نے بہت سمجھایا تمھارے ڈیڈ کو لیکن"

آئی لہ بیگم ایکدم اداس ہو گ ئی ییں

"لیکن کیا موم"

ردا نے بے صبر ی سے پوچھا

"وہ نہیں مانے پھر میں نے ان کو تصویر دیکھائی ی"

آئی لہ بیگم خاموش ہوگ ئی یں

"موم پلیز بتائیں ڈیڈ نے کیا کہا"

ردا کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا

"تمھارے بابا نے ہاں کر دی"

آئی لہ بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

ردا سن کر پہلے حیران ہوگ ئی پھر اپنی موم کے ہاتھ پکڑ کر ان کو کھڑا کیا اور ان کو لے کر زور زور سے گھومنے لگی

"موم موم میں بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں موم میں بہت خوش ہوں"

ردا پورے لاؤنج میں اپنی موم کو لے کر گول گول گھوم رہی تھی

"ردا ردا بیٹا کیا کر رہی ہو میں گر جاؤ ں گی" آئی لہ بیگم کا تو سر ہی چکرا گیا تھا

آئی لہ بیگم اپنا گھومتا سر لے کر صوفے پر براجمان ہوگ ئی یں

"موم میں کیسے اپنی خوشی بتاؤ ں میں بہت خوش ہوں"

ردا نے آئی لہ بیگم کو اپنی بانہوں کے حصار میں لیا

"تمھیں بتانے کی ضرورت نہیں تمھارے چہرے سے تمھاری خوشی عیاں ہے میری بچی تم ہمیشہ ایسے ہی خوش رہو"

آئی لہ بیگم نے ردا کو خود سے لگایا

"مما مما کہاں ہیں آپ"

"انیک بھائی ی کیوں شور کر رہے ہیں مما نماز پڑھ رہی ہیں کمرے میں"

علیزے کچن سے نکل کر آئی ی

"تم ادھر بیٹھو ذرا"

انیک نے علیزے کی کلائی ی پکڑ کر اسے صوفے پر بٹھایا خود اس کے سامنے بیٹھ گیا

"یہ تم سب کی ملی بھگت تھی نہ مجھے بیوقوف بنایا نہ تم دونوں نے"

انیک نے سختی سے کہا

"کس بارے میں کہہ رہے ہیں آپ"

انیک بھائی ی علیزے کو سچ میں سمجھ نہیں آئی ی تھی انیک کی بات

"زیادہ بھولی نہ بنو تم نے ہی ضرور سب کو کہا ہو گا رداا اور میرے رشتے کی"
انیک نے خفگی سے کہا

"اوہ تو آپ اس بارے میں بات کر رہے ہیں ہاں تو میں کیا کرتی مجھ سے آپ کی مجنوں والی حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی میرے پیارے بھائی ی"
علیزے نے مسکراتے ہوئے انیک کے دونوں گال پکڑ لیے

"بلاوجہ میں کب بنا"
مجنوں انیک نے ہاتھ جھٹکے علیزے کے

"بس رہنے دیں آپ مجھ سے کچھ چھپا نہیں ہے اس دن جب آپ دونوں میرے روم میں لڑائی کر رہے تھے نہ میں واشروم میں تھی میں نے ساری باتیں سن لیں تھیں"
علیزے نے مسکراتے ہوئے بتایا

"گڑیا کتنی بری بات ہے نہ تم نے ہماری پرسنل باتیں سنی"

انیک تھوڑا نرم پڑا

”یار بھائی ی کیا ہے سن لیں تو اچھا ہوا نہ میں آپ کو ذایان بھائی ی جیسا بنتا نہیں دیکھنا چاہتی تھی“
علیزے نے دکھ سے کہا

”ارے ہاں میں تو بھول گیا تھا میری پیاری بھابی میرے لیے کوئی ی غلط فیصلہ تھوڑی کرے گی“

اب کی بار انیک نے علیزے کے دونوں گال پکڑ لیے

علیزے کھکھلا کر ہنس دی

”انیک بھائی ی آپ کو کیسے معلوم ہوا ہم آپ کا رشتہ ردا سے کر رہے ہیں“

”میرے آفس کے باس ردا کے فادر ہیں انھوں نے بتایا مجھے“

انیک نے مسکراتے ہوئے کہا

”کیا!!!!وہ آپ کے باس ہیں“

علیزے نے آنکھیں بڑی کر کے پوچھا

”ہاں بلکل وہ بہت خوش ہیں اس رشتے سے اور رضامند بھی آج رات وہ ہمارے گھر کھانے پر آئیں گے اپنی فیملی کے ساتھ“

انیک نے خوشی سے کہا

"کون آرہا ہے کھانے پر"

کوثر بیگم نے روم سے نکلتے ہوئے کہا

"انیک بھائی کے سسرال والے مما"

جواب علیزے کی طرف سے آیا تھا

"کیا مطلب ان لوگوں نے تو ابھی کوئی جواب نہیں دیا"

کوثر بیگم نے نا سمجھی سے کہا

اس کے بعد علیزے اور انیک نے ساری بات کوثر بیگم کو بتا دیں

وہ سب جان کر بہت خوش ہوئی یں تھیں

"اَلسَلامُ عَلَیکُم"

یوسف صاحب اپنی فیملی کے ہمراہ انیک کے گھر موجود تھے

سب دعا سلام کے بعد صوفوں پر براجمان ہو گئے تھے

For more visit (exponovels.com)

انیک کی نظر تو ردا پر سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی اس نے ردا کو ہمیشہ شارٹ قمیض ٹاؤ زر پینٹ کُرتی ایسے کپڑے ہی زیب تن کیے دیکھا تھا لیکن آج وہ پرپل رنگ کی لانگ فراک کے ساتھ چوڑی دار پجاما پہنی تھی ہلکا پھلکا میک اپ کے ساتھ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی

ردا کو انیک کا بار بار دیکھنا شرم میں مبتلا کر گیا تھا وہ کبھی اپنے چہرے پر آئی ی لٹ کان کے پیچھے اڑستی تو کبھی ہاتھوں کی انگلیوں کو سزا دیتی

"انیک بس کر دیں بھائی ی تیری نظروں کی تپش سے پگھل جائے گی میری بہن"
سعد نے انیک کے کان میں سرگوشی کی جو بہت دیر سے اس کی حرکتیں نوٹ کر رہا تھا
انیک نے شرمندہ ہوتے ہوئے نظروں کا زاویہ بدل لیا
ردا نے سکھ کا سانس لیا

یوسف صاحب آئی لہ بیگم کو سب گھر والے بہت پسند آئے علیزے تو ان کو اپنی بیٹی جیسی پیاری ہی لگی
سب گھر والوں نے خوش گوار ماحول میں کھانا کھایا
کوثر بیگم نے اپنی خوشی سے ردا کو سونے کی انگھوٹی پہنائی ی ردا خوشی سے کوثر بیگم کے گلے لگ گ ئی تھی
یوسف صاحب کی فیملی بہت اچھا وقت گزار کر اپنے گھر جا چکی تھی
ان کے جانے کے بعد سب نے مل کر انیک کو بہت چھیڑا پھر انیک سب سے بچنے کے لیے اپنے روم میں بھاگ گیا

وہ ابھی ٹرین سے اتری تھی رات کافی ہو گ ئی تھی وہ اسٹیشن سے باہر نکلی تو اسے کوئی ی سواری نظر نہ آئی ی ایک دو رکشے والے نظر آئے رات کی وجہ سے وہ لوگ پیسے زیادہ مانگ رہے تھے ان رکشے والوں کی نظریں اس کو اپنے آر پار ہوتی نظر آ رہیں تھیں وہ بہت خوف زدا ہو گ ئی تھی پھر اس نے پیدل گھر جانے کا ارادا کیا اور ہاتھ میں مضبوطی سے اپنا بیگ سنبھالتی اپنی منزل کی طرف چلدی

”چڑیل تم تو میرے حواسوں پر چھا گ ئی ہو آج تم کتنی پیاری لگ رہیں تھی ایک دفع تم میرے پاس آ جاؤ پھر تمھیں ایسے ہی کپڑے پہنا کر اپنے سامنے بٹھائے گھنٹوں دیکھا کروں گا“
انیک جب سے روم میں آیا تھا بیڈ پر لیٹا ردا کے بارے میں سوچ رہا تھا

”ارے میں اس کے بارے میں سوچ کیوں رہا ہوں میں اس سے بات ہی کر لیتا ہوں آج ہی تو میں نے اس کا نمبر مما کے موبائل سے چرایا ہے“
انیک مسکراتا ہوا ردا کا نمبر ڈائی ل کرنے لگا

ردا سونے کی تیاری کر رہی تھی اسے کو کسی غیر شناسا نمبر سے کال آنے لگی ردا نے کال کاٹ دی پھر تکیہ ٹھیک کر کے اپنی جگہ پر لیٹ گ ئی
اس چڑیل نے میری کال کاٹ دی اس کی اتنی ہمت اپنے فیوچر ہسبینڈ کی کال کاٹ دی انیک جل ہی گیا تھا

"اوہ میں تو بھول ہی گیا تھا اس کے پاس تو میرا نمبر ہی نہیں ہے مطلب وہ رانگ نمبر سمجھ رہی ہے اب مزا آئے گا "

انیک کے چہرے پر شریر سی مسکراہٹ ابھری

ردا کو اب بار بار کال آرہی تھی اس کے بعد میسیجز کی قطار لگ گ ئی

"میری جان بات کرو"

"جان من کال اٹھاؤ نا"

"بہت محنت سے حاصل کیا ہے نمبر میری محنت زایع نہ کرو بات کرو"

"ردا پری کال اٹھاؤ"

"افففف اس کو تو میرا نام بھی معلوم ہے اب میں کیا کروں"

ردا روہانسی ہو گ ئی

ردا کے موبائل پر پھر کال آنے لگی

ردا نے ڈرتے ڈرتے کال اٹھائی ی

"ہیلو" ردا کی کپکپاتی آواز نکلی

"اَلسَلامُ عَلَیکُم جان"

ایسا سلام سن کر تو ردا کی آگ ہی لگ گ ئی

"تم زلیل انسان تمھاری ہمت کیسے ہوئی ی مجھے جان کہنے کی منہ توڑ دوں گی تمھارا ہو کون تم شرم آتی ہے اتنی رات کو ایک شریف لڑکی کو تنگ کرتے ہوئے"

ردا نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی

"چڑیل شرم نہیں آتی تمھیں اپنے فیوچر ہسبینڈ سے ایسے بات کرتے ہیں"

انیک نے خفگی سے کہا

"مسٹر شرم آپ کو آنی چاہیے آپ میرے کوئی ی ہسبینڈ نہیں سمجھے آپ"

ردا نے سرخ چہرے کے ساتھ جواب دیا

"ہو ہی بدزبان تم چڑیل کہی کی مجھے تو لگا تھا تم سدھر جاؤ گی لیکن نہیں بھ ئی یہ چڑیلوں کی مالکہ ڈاین کیسے سدھر سکتی ہے" انیک نے سرد لہجے میں کہا

"بدزبان چڑیل ڈاین یہ سب تو مجھے انیک کہتے ہیں"

ردا کی دھڑکن اور زور سے دھڑکنے لگی جس کی وجہ شرم نہیں ڈر تھا وہ جو انیک کو اتنا غصہ دلا چکی تھی اب اس سے بات کرنے میں ڈر رہی تھی

"ردا کہاں گ ئی بولو"

موبائل سے انیک کی آواز آئی ی

"آ آئی ی ایم سو سوری مو مجھے نہیں معلوم تھا آپ ہیں انیک"

ردا نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا

"ایک شرط پر معاف کروں گا"

انیک نے سنجیدہ لہجے میں کہا

"جی بولیں" ردا نے دھیمے لہجے میں کہا

"میں تمھیں ہمیشہ چڑیل کہوں گا تمھارا نام نہیں لوں گا"

انیک نے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا

"کیا!!!!! آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں کبھی کبھی بول لینا"

ردا نے معصوم بچوں کی طرح کہا

انیک کا زوردار قہقہ موبائل کے اسپیکر میں گونجا

"انیک بس کریں نہ کتنا تنگ کریں گے"

ردا نے شرمندہ ہوتے کہا

انیک بڑے مزے سے سینے کے بل لیٹا ردا کو تنگ کرنے میں مصروف تھا

پیچھے سے آ کر کسی نے اس کے ہاتھ سے موبائل چھین لیا

انیک فوراً ہوش میں آیا میرا موبائل

پیچھے دیکھا تو ذایان کھڑا تھا

"بھابی سے بات ہو رہی ہے"

ذایان نے موبائل کی اسکرین پر دیکھتے ہوئے کہا جہاں چڑیل نام چمک رہا تھا

"بھائی یہ کیا بدتمیزی ہے موبائل دو مجھے" انیک موبائل لینے کے لیے آگے بڑھا

ذایان بیڈ کے دوسری طرف بھاگ لیا

فون کان سے لگا کر بات کرنے لگا

"مبارک ہو بھابی جان آپ کو آپ کی زندگی میں ایک عدد کھڑوس کا اضافہ ہو گیا ہے"

رداذایان کی مبارک باد سن کے حیران ہو گئی

"ذایان بھائی ی بہت بری بات ہے ایسے نہیں کہیں آپ"

ردا نے خفگی سے کہا

ذایان جواب دیتا کہ انیک نے موبائل چھین لیا

"ابے بات تو پوری کرنے دیں لا موبائل دے"

ذایان نے ہاتھ آگے بڑھایا

"بھائی ی یہ غلط بات ہے میں بات کر رہا ہوں نہ ابھی"

انیک نے تنگ آ کر کہا

"اچھا چل کر لے بات نہیں کر رہا تنگ"

ذایان کو انیک پر ترس آہی گیا وہ روم سے باہر نکل گیا

"چھیڑ آئے اس کو"

کوثر بیگم نے سنجیدگی سے کہا وہ باہر صوفے پر بیٹھی ان دونوں کی آوازیں سن رہیں تھیں علیزے سعد بھی وہی بیٹھیں ہنس رہے تھے

"جی مما قسم سے مزا آگیا اتنے ٹائم بعد کسی کو چھیڑ کر" ذایان نے ہنستے ہوئے کہا

"ٹھیرو تم کرتی ہوں تمھارا ابھی انتظام ڈھونڈتی ہوں کوئی لڑکی"

کوثر بیگم نے ذایان کو دھمکی دی

"مما پلیز آپ میری شادی کا خیال دل سے نکال دیں مجھے نہیں کرنی شادی"

ذایان غصے سے کہتا سیدھا گھر سے نکل گیا

کوثر بیگم دکھ سے اپنے بیٹے کو جاتے دیکھتی رہ گئی یں

ذایان نے پہلی بار ابنی ماں سے اس طرح بات کی تھی

"مما پریشان نہ ہو ٹھیک ہو جائے گا"

سعد نے کوثر بیگم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

"بیٹا ایسا کیا تھا اس لڑکی میں جو یہ اسے بھولتا نہیں"
کوثر بیگم نے پوچھا

مماوہ بہت اچھی لڑکی تھی بلکل مومی گڑیا جیسی اس کو اس دنیا کی ہوا نہیں لگی ہوئی تھی خود کو سنبھال کر رکھنا غیر مردوں کی نظروں سے خود کو بچانا جانتی تھی نیک سیرت تھی اخلاق کی بھی اچھی تھی خودار بھی بہت تھی وہ ہمارے شرارتی ذایان کے لیے ہر لحاظ سے اچھی تھی"
سعد نے دعا کے بارے میں کوثر بیگم کو بتایا تو وہ حیران رہ گئیں ان کے ٹیڑھے بیٹے کو اتنی سیدھی سادھی لڑکی پسند آئی
کوثر بیگم خاموش ہو چکی تھیں

ذایان گھر سے نکل کر پیدل ہی رستوں کی خاک چھاننے لگا اپنی جینس کی پینٹ میں ہاتھ ڈالے وہ لاپروہ سا سنسان سڑک پر چل رہا تھا

کچھ دور پہنچنے کے بعد اسے ایک نسوانی آواز آئی
"چھوڑو مجھے جانے دو کیا بدتمیزی ہے ہاتھ مت لگاؤ مجھے"

ذایان نے چاروں طرف نظریں گھمائی ی تو اسے سڑک پر موجود ایک چھوٹی اندھیری گلی میں تین لڑکے دیکھے جو ایک لڑکی کو گھیرے میں لیے کھڑے تھے اندھیرے کی وجہ سے اسے ان میں سے کسی کا چہرا نہیں نظر آیا

ایک لڑکے نے اس لڑکی کی چادر کا کونہ پکڑا

لڑکی نے چادر مضبوطی سے پکڑی

"نہیں پلیز جانے دو مجھے"

ذایان تیر کی تیزی سے ان کے پاس پہنچا اور ان میں سے دو لڑکوں کی پیچھے سے گردن دبوچ لیا گلی سے باہر نکال کر ان دونوں کو سڑک پر پھینکا تیسرے کی طرف بڑھا ہی تھا وہ ڈر کے مارے بھاگ گیا وہ دونوں بھی موقع دیکھ کر بھاگ گ ئے وہ گلی کے آوارہ لڑکے تھے جو ذایان جیسے لمبے چوڑے مرد کو دیکھتے ہی ڈر گ ئے اور بھاگ کھڑے ہوئے

ذایان نے نہ اس لڑکی کا حال پوچھا نہ اس کو دیکھا وہ اپنی جیب میں ہاتھ پھنسائے گھر کی طرف جانے کے لیے چل پڑا تھا

"ذایان"

پیچھے سے لڑکی نے آواز دی

ذایان چونکا لڑکی کو اس کا نام کیسے معلوم

وہ پیچھے مڑا

لڑکی سڑک پر تھی جہاں ایک بلب روشن تھا جس کی روشنی میں وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ساکت ہو گئے تھے اس لڑکی کی آنکھوں سے آنسوں لڑی کی صورت میں نکل رہے تھے وہ خوشی اور غم کی ملی جلی کیفیت میں اپنے سامنے کھڑی اپنی زندگی کو دیکھ رہا تھا

"زندگی"

ذایان کی لبوں نے حرکت کی

"ذایان" دعا نے روتے ہوئے کہا

"زندگی"

ذایان بھاگتا ہوا اس کے پاس گیا وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرنا چاہتا لیکن وہ کچھ سوچ کر روک گیا چہرے پر سرد مہری چھا گئی

"شوہر کہاں ہے تمھارا اتنی رات میں اکیلی کیا کر رہی ہو یہاں"

ذایان سڑک پر نظریں جمائیں دعا سے سوال کیا

"نہیں ہے میرا شوہر نہیں کی میں نے شادی"

دعا کی سسکی نکلی

"کیا مطلب ہاں تم نے اس دن مجھ سے کہا تھا تمھاری شادی ہو رہی ہے اور آج کہہ رہی ہو نہیں کی تم نے شادی بند کرو مجھے بیوقوف بنانا" ذایان دھاڑا

دعا کپکپا گئی

یہ وہ ذایان نہیں تھا جس نے اس سے محبت کی تھی وہ تو بہت شرارتی تھا باتونا تھا غصہ کرنا تو اسے آتا ہی نہیں تھا

دعا بے یقینی سے نم آنکھوں سے ذایان کو دیکھ رہی تھی

"کیا دیکھ رھی ہو ہاں تم مجھے ایسے"

ذایان نے دعا کی کلائی ی اپنی مٹھی میں دبوچی

"ذایان آپ ایسے تو نہیں تھے کیا ہو گیا ہے آپ کو"

دعا نے ذایان کی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

"ہاں میں نہیں تھا ایسا تم نے بنایا مجھے ایسا میں ہنستا تھا ہنساتا تھا شرارتیں کرتا تھا باتیں کرتا تھا غصہ کبھی نہیں کرتا تھا تمھاری جدائی ی نے مجھے ایسا بنا دیا زندگی"

ذایان بولتے بولتے وہی زمین پر بیٹھ گیا اس کی آنکھوں سے دو آنسوں اس کے رخساروں پر آ گئے

دعا بھی وہی زمین پر بیٹھ گ ئی ذایان کا ہاتھ پیار سے اپنے ہاتھ میں لیا

”ذایان میری زندگی میں آپ کے علاوہ کبھی کوئی ی نہیں آیا نہ میں آنے کی اجازت دوں گی اس دن میری شادی ہی تھی میں اس وقت بیوٹی پالر میں تھی“

”””ایک سال پہلے“””

”دعا بیٹا تیار ہو گ ئی چل تیری بھابی تیار ہو کر جا چکی ہے“

رفعت بیگم نے دکھ سے کہا

دعا اپنے آنسوں پونچھتی اٹھ کھڑی ہوئی ی

”آجا میری بچی“

رفعت بیگم نے رکشہ روکا دعا کو خیال سے بٹھایا اور رکشے والے کو ریلوے اسٹیشن چلنے کو کہا

رکشے والا ریلوے اسٹیشن کیطرف چل پڑا

”امی ہم ریلوے اسٹیشن کیوں جا رہے ہیں“

دعا نے پہلو میں بیٹھی ماں سے سوال کیا

”چپ کر کے بیٹھ پتا چل جائے گا تجھے“

رفعت بیگم نے دعا کو ڈانٹا

”امی کیا کر رہی ہیں آپ“

”نہیں سنتی تو ں کہہ رہی ہوں نہ چپ کر کے بیٹھ میں تیری زندگی برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتی پہلے تیری بھابی نے تیری زندگی اجیرن کر رکھی تھی اور اب اس کا بھائی ی زندگی بھر تجھے ستائے گا میری ایک ہی بیٹی ہے اسے میں ایسے برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتی“

رفعت بیگم نے دعا کو پیار سے خود سے لگایا اپنے دوپٹے سے آنسو پونچے

دعا خاموشی کی مورت بنی رہی خود بھی آنسوں بہاتی رہی اپنی ماں کو بھی آنسوں بہاتے دیکھتی رہی

ریلوے اسٹیشن آتے ہی دونوں ماں بیٹی رکشے سے اتر گئی یں رفعت بیگم نے لاہور کا ٹکٹ لیا اور ٹرین آنے کا انتظار کرنے لگیں

"امی آپ مجھے لاہور بھیج رہی ہیں"

"ہاں وہاں میری ایک پرانی سہیلی رہتی ہے میں نے اس سے بات کرلی ہے تم وہاں پہنچ کر اسے فون کر دیناوہ تمھیں اپنے گھر لے جائے گی جب تک سب ٹھیک نہیں ہو جاتا توں وہی رہنا"

"امی ایسا نہیں کریں بہت بدنامی ہو گی واپس چلیں"

دعا نے اپنی ماں کے آگے ہاتھ جوڑے

"مجھے کوئ ی پروا نہیں مجھے بس اتنا معلوم ہے میں اپنی بیٹی کو برباد ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی سمجھی تو اور آؤ یہ کپڑے بدلو تم اٹھو"

رفعت بیگم دعا کو اسٹیشن میں بنے باتھ روم میں لے گ ئ یں

دعا باتھ روم میں جا کر کپڑے بدل آئی ی

اتنے میں ٹرین آگ ئ

"جا بیٹا ٹرین آگ ئ خیال رکھنا اپنا اور پہنچتے ہی مجھے اطلاع کر دینا"

رفعت بیگم نے بیٹی کو خود سے لگایا ان کی آنکھوں میں آنسو تھے

"امی سوچ لیں ایک اور دفع لوگ جینا حرام کر دیں گے آپ کا اور بھائ ی کا"

دعا کی آنکھوں سے برسات جاری تھی

"جب وہ عاسم تجھ سے شادی کر کے تیرا جینا حرام کرے گا کیا تب دیں گے یہ لوگ ساتھ تیرا" رفعت بیگم نے سوالیہ نظروں سے بیٹی کو دیکھا

"نہیں امی" دعا سر جھکا گ ئی

"پھر توں میری بات مان چلی جا یہاں سے دور سب ٹھیک ہو جائے گا میں خود بلا لوں گی تجھے اور سب کو سچ بتا دوں گی میری بچی" رفعت بیگم نے اپنی ماما تا بھری مہر دعا کی آنکھوں رخساروں اور پیشانی پر ثبت کی

"امی اپنا خیال رکھیے گا"

دعا نے روتے روتے کہا

"چل اب ٹرین میں جا کر بیٹھ اپنی جگہ پر ٹرین نکل جائے گی نہیں تو"

"جی امی"

دعا آخری بار اپنی ماں سے گلے لگ کر روئی ی اور پھر ٹرین میں بیٹھ گ ئی ٹرین اپنی منزل کی طرف بڑھنے لگی

رفعت بیگم نم آنکھوں سے اپنی بیٹی کو خود سے دور ہوتا دیکھتی رہیں

ریلوے اسٹیشن سے باہر آ کر رفعت بیگم نے اپنے بیٹے کو کال کی

"ہیلو"

For more visit (exponovels.com)

”امی کہاں ہیں جلدی آئیں یہاں سب مہمان آگ ئے ہیں“
فیض نے پریشانی کے عالم میں کہا

”آئے بیٹا میں اس لیے تو فون کیا ہے دعا گھر پہنچ گ ئی ہے کیا یہ پالر والی تو کہہ رہی ہے دعا کب کی چلی گ ئی“
رفعت بیگم نے جھوٹ بولا

”کیا امی یہ کیا کہہ رہی ہیں دعا تو نہیں آئی اسے تو آپ لے کر آنے والی تھیں نہ“
فیض کو اب فکر لاحق ہوئی ی

”بیٹا پالر میں تو نہیں ہے جانے کہاں چلی گ ئی“ رفعت بیگم انجان بنی

”امی آپ گھر آئیں پھر بات کرتے ہیں“
فیض نے اپنی کہہ کر کال کاٹ دی

رفعت بیگم گھر پہنچی تو فیض بہت غصے میں تھا

"کہاں گئی ہے آپ کی آوارہ بیٹی میں نے کہا تھا آپ کو اتنی چھوٹ نہیں دیں اس کو دیکھے کتنا بڑا قدم اٹھالیا اس نے بہت غلط کیا اس نے"

فیض غصے میں پھنکارا

"سہی تو توں بھی نہیں کر رہا تھا اس کے ساتھ ایک اوباش لڑکے سے اس کی شادی کروا رہا تھا" رفعت بیگم بھی پھنکاری

"آپ میرے بھائی کو اوباش کہہ رہی ہیں وہ کتنا چاہتا ہے آپ کی بیٹی کو اور آپ کی بیٹی کے نخرے ہی نہیں مل رہے"

سمرین بھی میدان میں آگئی

لوگوں میں چہ مگوئیاں شروع ہو گئی تھی

"بی بی تم تو میرے منہ ہی نہ لگو تمھارا ہی تو کیا دھرا ہے یہ سب جب سے ہماری زندگی میں آئی ہو ہماری زندگی اجیرن کر رکھی ہے" رفعت بیگم نے اچانک اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور بے ہوش ہونے کا ڈرامہ کیا

فیض جیسا بھی تھا اپنی ماں کو مرتے نہیں دیکھ سکتا تھا

"امی امی کیا ہوا امی آنکھیں کھولیں"

فیض ماں کے سرہانے بیٹھ گیا

"ہوگ ہئے ان کے ڈرامے شروع"

سمرین نے منہ کے زاویے بگاڑ کر کہا

"سمرین بکواس بند کرو اپنی پانی لاؤ امی کے لیے"

فیض نے اپنی ماں کو اٹھایا اور کمرے میں لے گیا

سمرین منہ بگاڑے پانی لے کر آگ ئی تھی

فیض نے رفعت بیگم کے چہرے پر پانی چھینٹے مارے تو انھوں نے ہلکی ہلکی آنکھیں کھولیں

"دعا دعا میری بچی کہاں ہے"

پھر انھوں نے پوری آنکھیں کھولیں اور فیض سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی فیض نے بھی اپنی ماں کو سہارا دیا ساری رات فیض ماں کے پاس بیٹھا رہا ان کی خدمت کرتا رہا اس دن کے بعد فیض رفعت بیگم کا بہت خیال رکھنے لگا تھا

سمرین اپنے کمرے میں بیٹھی جلتی کڑتی رہی

For more visit (exponovels.com)

عاسم نے بہت ڈھونڈا دعا کو لیکن وہ شہر میں ہوتی تو ملتی نہ اس نے بھی ہار مان لی

لوگوں کی باتوں کی وجہ سے فیض نے وہ محلہ چھوڑ دیا اور دوسری جگہ گھر لے لیا

دعا اسٹیشن پر اتری تو اسے آنٹی نظر آگ ئی انھیں وہ جانتی تھی لیکن گھر دور اور زندگی کی مصروفیات کی وجہ سے ان کا ملنا جلنا نہ ہونے کے برابر ہو گیا تھا
دعا آنٹی کے ساتھ گھر چلی گ ئی اس کی آنٹی ایک اسکول میں ٹیچر تھی دعا کے کہنے پر انھوں نے اس کو بھی وہی جاب دلوا دی
رفعت بیگم سے دعا ہمیشہ رابطے میں رہتی تھی
لیکن آج اس نے آنے کا تو بتا دیا تھا بس یہ نہیں بتایا تھا کب تک پہنچے گی کیوں کہ اس کو خود نہیں معلوم تھا رات کو وہ اتنی دیر میں پہنچی کہ رفعت بیگم سو چکی تھیں اب وہ اکیلی گھر جا رہی تھی تو گلی کے آوارہ لڑکے اس کے پیچھے لگ گ ئے تھے

”بس ذایان یہ ہی وجہ ہے کہ میں آپ سے دور ہوئ ی میں نے آپ کو بہت دفع کال کی لیکن آپ کا نمبر ہمیشہ بند جاتا تھا اور کوئ ی ذریعہ نہیں تھا میرے پاس آپ سے رابطہ کرنے کا پلیز مجھے معاف کر دیں“

”نہیں زندگی تم معافی نہیں مانگو غلطی میری ہے میں اپنی پرابلمز میں تمھیں بھول گیا اور اس دن جب تم نے کال نہیں اٹھائی ی تو غصے میں میں نے موبائل توڑ دیا تھا بس اسی وجہ سے نمبر نہیں لگ رہا تھا میرا“

ذایان نے دعا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا

”کوئی ی بات نہیں ذایان مجھے کوئی ی گلہ نہیں آپ سے“

دعا نے مسکراتے ہوئے کہا

”””زندگی“

ذایان نے محبت بھری سدا لگائی ی

”جی“

دعا نے آہستہ سے اپنی آنکھیں سے پلکوں کا پردہ اٹھایا

”مجھ سے شادی کرو گی“

ذایان نے دعا کے دونوں ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا

”آپ کے گھر والے مان جائی یں گے“

دعا نے نظریں جھکا کر کہا

For more visit (exponovels.com)

"وہ تو کب سے مانے ہوئے ہیں میری جان"

ذایان نے اپنے اصلی روپ میں آتے ہوئے کہا

"ذایان آپ ایسے ہی اچھے لگتے ہیں ہنستے بولتے اب نہیں بدلیے گا آپ مجھے ایسے ہی اچھے لگتے ہیں"

دعا نے کھکھلا کر کہا

"تم ہمیشہ میرے پاس رہنا میں نہیں بدلوں گا" ذایان نے محبت پاش لہجے میں کہا

"میں نہیں جاؤں گی آپ کو کبھی چھوڑ کر"

دعا نے بھی محبت بھری نظروں سے ذایان کو دیکھا

"ٹھیک ہے پھر ابھی چلو میرے گھر قریب ہے میرا گھر یہاں سے"

ذایان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور دعا کی طرف ہاتھ بڑھایا

"ذایان ابھی کیسے آپ کے گھر والے کیا سوچے گے آپ مجھے میرے گھر چھوڑ دیں پلیز"

دعا نے اٹھتے ہوئے کہا

"کچھ نہیں کہے گے گھر چلو میرے پاس بائی یک بھی نہیں ہے ابھی گھر سے بائی یک لے کر چھوڑ دوں گا تمھیں گھر"

ذایان نے نرمی سے کہا

"نہیں آپ مجھے پیدل چھوڑ دیں بائی یک پر نہیں بیٹھوں گی آپ کے ساتھ"

دعا نے سختی سے کہا

"کیوں بھ ئی کیوں نہیں بیٹھو گی"

ذایان نے آنکھیں چھوٹی کر کے دعا کو دیکھا

"ذایان ایسے اچھا نہیں لگتا ابھی مجھے ایسا کوئی ی حق حاصل نہیں کہ میں آپ کے ساتھ بائی یک پر بیٹھوں"

دعا نے نرمی سے کہا

"جب ہی تو اتنی محبت کرتا ہوں میں تم سے چلو اب میرے گھر چلو"

ذایان نے دعا کا ہاتھ پکڑا اور چلنے لگا

”ذایان کیا ہو گیا ہے مجھے میرے گھر جانا ہے“ دعا نے زبردستی ذایان کو روکا

”تم نہیں چلو گی نہ میں تمھیں اٹھا کر لے جاؤں گا“

ذایان نے دعا کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

دعا خاموش ہو گئی ذایان کا کچھ پتا نہیں

”آگیا میرا گھر“

ذایان نے گھر کے گیٹ کے سامنے آتے ہی کہا

”ذایان مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پلیز مجھے میرے گھر چھوڑ آئیں“

دعا نے التجا کی

”زندگی تمھیں مجھ پر بھروسا نہیں“

ذایان نے نرمی سے پوچھا

”خود سے زیادہ ہے“

دعا نے جواب دیا

"پھر چپ چاپ اندر چلو میں تمھیں تمھارے گھر پہنچا دوں گا"

"ٹھیک ہے" دعا نے سر جھکا لیا

ذایان نے ڈور بیل بجائی تو پہلی بیل پر انیک دروازہ کھولنے آگیا

"بھائی ی تمھیں شرم آتی ہے کہاں تھے تم ہم سب کتنا پریشان ہو رہے تھے"

انیک نے دروازہ کھولتے ہے ذایان کو سنانا شروع کر دیا یہ دیکھے بغیر کے ذایان کے ساتھ کوئی ی اور بھی آیا ہے

"لڑاکا عورت ہم اندر آجائیں پھر لڑ لینا مجھ سے"

ذایان نے انیک کو اچھا خاصا تپا دیا

"کیا تم نے مجھے لڑاکا عورت کہا ذایان تمھیں تو میں"

انیک نے اپنے دونوں ہاتھ ذایان کے گلے کی طرف بڑھائے ذایان تھوڑا پیچھے ہوا اور دعا کو اپنی ڈھال بنا لیا

انیک نے سامنے لڑکی کو دیکھ کر جلدی سے اپنے ہاتھ اپنے پہلو میں گرا لیے

"یہ کون ہے"
انیک نے سنجیدگی سے کہا

"گھر میں چلو بیٹھ کر بات کرے گے"
ذایان نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا
وہ تینوں گھر میں آگۓ سب لاؤنج میں بیٹھے ذایان کے آنے کا ہی انتظار کر رہے تھے
ذایان کے پہلو میں کھڑی لڑکی کو دیکھ کر

کوثر بیگم پہلے تو حیران ہوئی یں پھر اٹھ کر دعا کو گلے لگا لیا
دعا سمیت سب ہی حیرت کا مجسمہ بنے ہوۓ تھے
"تم دعا ہو نا"
کوثر بیگم نے دعا سے الگ ہوتے ہوۓ کہا

"جی آنٹی" دعا نے جھجکتے ہوۓ کہا

”تم بلکل ویسی ہی ہو جیسے سعد نے مجھے بتایا تھا مومی گڑیا نیک سیرت بیٹا میرے بیٹے کو اب چھوڑ کر نہیں جانا میرا بیٹا بہت تڑپا ہے تمھارے لیے اس کی آنکھوں کی چمک چہرے کی رونق اس کی شرارتیں سب تمھارے ساتھ ہی چلیں گ ئی یں تھیں“

کوثر بیگم نے دعا کا چہرا ہاتھ میں بھرتے ہوئے کہا

”مما ابھی آئی ی ہے وہ بیٹھنے تو دیں“

سعد نے کوثر بیگم کے کندھوں پر دباؤ ڈال کر کہا

”ارے ہاں میں تو بھول ہی گ ئی“

کوثر بیگم نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا

”آؤ میری بچی یہاں بیٹھو“

کوثر بیگم نے دعا کو اپنے ساتھ صوفے پر بٹھالیا

”چلو سب بیٹھ جاؤ اور ذایان تم بتاؤ دعا تمھیں کہاں ملی“

سعد نے سب کو حکم دیا سب کے بیٹھنے کے بعد ذایان نے ساری بات سب کو بتا دی سب بہت خوش ہوئے

”واہ مطلب اب ذایان بھائی ی کی بھی شادی ہو گی خوب انجوائے کروں گی“

علیزے نے خوشی سے جھومتے ہوئے کہا

"بیٹھ جاؤ ابھی مزے کرنے دے رہا ہوں میں تمھیں بڑی ہو گ ئی ہو اب تم مما کے ساتھ شادی کی تیاریاں کروانا"
سعد نے علیزے کا ہاتھ کھینچ کر اپنے پہلو میں بٹھایا

"مما دیکھیں ان کو کیا کہہ رہے ہیں یہ"
علیزے نے کوثر بیگم سے شکایت کی

"سعد تم مت کچھ کہو میری گڑیا کو اس کو معلوم ہیں اس کی ذمہ داریاں کیوں میری جان" اب کوثر بیگم علیزے سے سوال کر رہی تھیں
"جی مما"

دعا سرخ چہرا لیے خاموش بیٹھی تھی اور سب کی باتیں انجوائے کر رہی تھی

"آپ لوگ برا نہ مانے تو میں گھر جانا چاہتی ہوں"
دعا کو یہاں مزا تو بہت آ رہا تھا لیکن اسے گھر بھی جانا تھا اسے اپنی ماں کی فکر تھی

”اوہ مما میں تو بھول ہی گیا دعا کو گھر بھی چھوڑنا ہے“

ذایان نے اپنے سر پر ہاتھ مارا

”ابھی فجر کی اذانیں ہو رہی ہیں ایسا کرو پہلے سب نماز پڑھو پھر میں خود جاؤں گی دعا کو چھوڑنے اور دعا کا ہاتھ بھی مانگ لوں گی“کوثر بیگم نے علان کیا

دعا کا دل زور سے دھڑکا اس کو ڈر تھا کہی اس کا بھائی ی ان لوگوں سے کوئی ی بد تمیزی نہ کر دے

”نہیں آنٹی پلیز پہلے مجھے جانے دیں میں اپنے گھر والوں سے بات کر لوں پہلے میرے بھائی ی بھابی پتا نہیں کیا کیا سوچیں گے پتا نہیں مجھے قبول کرے گے بھی یا نہیں آپ پلیز پہلے مجھے اکیلے جانے دیں“

دعا روہانسی ہو گ ئی

”اچھا اچھا تم رو نہیں نماز پڑھ لو پھر ذایان چھوڑ آئے گا تمھیں ٹھیک ہے“

کوثر بیگم نے محبت سے دعا کے سر پر ہاتھ پھیرا

سب نے مل کر نماز پڑھی پھر ذایان سعد کی کار میں دعا کو گھر چھوڑنے نکل گیا کیوں کہ دعا بائی یک پر بیٹھنے کو بلکل راضی نہیں البتہ پیدل جانے کو تیار تھی

دعانے جو پتا بتایا تھا وہاں سے کچھ دور ذایان نے کار روکی وہاں سے وہ پیدل گ ئے ذایان نہیں چاہتا تھا لوگ اسے کار سے اترتا دیکھیں اور اس کے لیے الٹی سیدھی باتیں کریں گھر سے کچھ دور ذایان روک گیا تھا دعا اکیلی ہی گ ئی تھی فجر کا وقت تھا لوگ نہ ہونے کے برابر تھے ذایان گلی کے کونے پر ہی کھڑا ہو گیا اگر کوئی ی مسل ئہ ہوا تو وہ دعا کو اپنے ساتھ لے جائے گا

دعا کے دل میں بہت ڈر تھا اس کو ڈر تھا اس کا بھائی ی اس کو گھر میں داخل ہونے نہیں دیگا گھر میں داخل بھی ہونے دیا تو مارے گا یا سزا دے گا تھر تھر کانپتے ہاتھوں سے دعا نے گھر کے دروازے پر دستک دی لیکن دروازہ نہیں کھولا دوبارہ دستک دی پھر بھی دروازہ نہیں کھولا

"سنو کون ہو تم"

دعا کو اپنے پیچھے سے جانی پہچانی آواز سنائی دی

فیض نماز پڑھ کر آیا تھا اپنے گھر کے دروازے پر کسی کو کھڑے دیکھا تو اس وجہ پوچھی

دعا خوف سے کپکپا رہی تھی اس کی اتنی ہمت بھی نہیں ہو رہی تھی پیچھے مڑ کر جواب دے

"جواب دو کون ہو کس سے ملنا ہے"

فیض نے دوبارہ پوچھا

دعا اوپر سے نیچے تک چادر میں چھپی ہوئی ی تھی اسی لیے فیض اسے پہچان نہیں سکا

جواب نہ پا کر فیض آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور دعا کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا

”دعا“ فیض نے بے یقینی سے دعا کو پکارا جیسے وہ کوئی ی خواب دیکھ رہا ہو

”بھائی ی معاف کر دیں“

دعا نے دونوں ہاتھ جوڑے آنکھوں سے آنسوں لڑی کی صورت میں بہہ رہے تھے

”میری بچی“

فیض نے آگے بڑھ کر دعا کو سینے سے لگا لیا

ذایان دور سے کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا اس کے دل میں مچی ہلچل اب ختم ہو گ ئی تھی وہ اپنے گھر کی طرف نکل گیا تھا

”بھائی ی مجھے معاف کر دیں میں نے بہت غلط کیا“

دعا فیض کے سینے میں منہ چھپائے فیض سے معافیاں مانگ رہی تھی

"نہیں نہیں میری جان تم مجھے معاف کر دو میں نے سمرین کی باتوں میں آ کر تم سے بہت نا انصافی کی ہے میں جانتا ہوں تمھیں اتنا بڑا قدم اٹھانے پر میرے غلط فیصلے نے مجبور کیا تھا لیکن اب نہیں تم جیسا چاہو گی ویسا ہو گا"
فیض شرمندہ تھا

"بھائی ی مجھے گھر سے تو نہیں نکالیں گے نہ" دعا کو ابھی بھی یقین نہیں ہو رہا تھا فیض اتنا بدل گیا ہے

"نہیں میری جان میں کیوں نکالوں گا تم نے جو بھی کیا سہی کیا اچھا ہوا تم چلیں گ ئی نہیں تو تمھارا یہ گناہ گار بھائی ی تمھاری زندگی اپنے ہاتھوں سے تباہ کر دیتا"
فیض نے اپنی غلطی تسلیم کی

"یہ بتاؤ تم ساری باتیں یہی کر لو گی چلو اندر چلتے ہیں"
فیض نے بات کا رخ بدلہ

"جی بھائی ی چلیں"

دعانے آنسوں پونچھتے ہوئے کہا

فیض نے چابی سے گھر کا لاک کھولا اور دعا کو لے کر گھر میں داخل ہو گیا

"یہاں بیٹھو میں امی کو بلا کر لاتا ہوں"

فیض دعا کو صحن میں رکھی چارپائی ی پر بیٹھا کر رفعت بیگم کو اطلاع دینے چلا گیا

دعا پورے گھر کا جائزہ لے رہی تھی یہ گھر پہلے گھر سے بڑا اور ہوادار تھا اچھا خاصا صحن تھا بڑے کشادہ کمرے تھے دعا کو یہ گھر بہت پسند آیا

"تم تم یہاں کیا کرنے آئی ہو دعا"

سمرین فیض کی تلاش میں کمرے سے باہر آئی تھی دعا کو صحن میں بیٹھا دیکھ کر بپھری ہوئی دعا کے سر پر آ کھڑی ہوئی

دعا ڈر کے مارے کھڑی ہو گئی

"بھابی معاف کر دیں"

دعا کی دبی دبی آواز نکلی

"معاف کر دوں تم جیسی بھگوڑی کو کبھی نہیں"

سمیرین نے اپنا ہاتھ دعا کے اوپر اٹھانا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی فیض نے سمرین کا ہاتھ پکڑ لیا

"خبر دار جو تم نے میری بہن پر ہاتھ اٹھایا ہو تو ہاتھ توڑ دوں گا تمھارا"

فیض غصے سے دھاڑا اور سمرین کا ہاتھ اتنی زور سے جھٹکا کہ وہ دو قدم پیچھے چلی گئی

"امی"

دعا رفعت بیگم کے گلے لگ گ ئی

”میری بچی اب میں تجھے کبھی خود سے دور نہیں کروں گی“

”تم اپنی اس بھگوڑی بہن کے لیے اب مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ گے“
سمرین بھی دھاڑی

”میری بہن کو کچھ کہنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکو سمرین تم اچھا ہوا میری بہن چلی گ ئی تھی نہیں تو تمھارا اوباش بھائی ی میری بہن کی زندگی برباد کر دیتا تم جانتی ہو اس وقت تمھارا اوباش بھائی ی کہاں ہے“
فیض نے سوالیہ نظروں سے سمرین کو دیکھا

”گھر ہو گا اور کہاں ہونا ہے اس کو“
سمرین نے کڑے تیور دیکھاتے ہوئے جواب دیا

”تمھارا بھائی ی جیل کی ہوا کھا رہا ہے گھر پر نہیں ہے شراب کے نشے میں اس نے ایک لڑکے کو مارا اور اس کی بہن کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی اس کے علاوہ تمھارا بھائی ی چوری چکاری ڈرگس اسمگلینگ میں ملوس تھا“

فیض نے عاسم کی حقیقت سب کو بتائی ی

"تم جھوٹ بول رہے ہو ایسا نہیں ہو سکتا" سمرین نے بے یقینی سے کہا

"سچ کہہ رہا ہوں اپنی ان دو گنہگار آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں میں اس کو جیل میں" فیض نے سختی سے کہا

"بیٹا تم پولیس اسٹیشن کیا کرنے گ ئے تھے" رفعت بیگم نے فکر سے پوچھا

"امی میرے دوست کی بائی یک چوری ہو گ ئی تھی اس کی رپوٹ درج کروانے گیا تھا اپنے دوست کے ساتھ
جب وہاں میری نظر عاسم پر پڑی
تو میں نے اسپیکٹر سے پوچھا اس کے بارے میں تو انھوں نے بتایا سب"
فیض نے نرمی سے جواب دیا

سمرین سکتے کی حالت میں وہی کھڑی رہی

"اب کیا کھڑی کھڑی منہ تک رہی ہو چلو جاؤ ناشتہ بناؤ سب کے لیے"
فیض نے سختی سے کہا

For more visit (exponovels.com)

”بھائی میں تھکی ہوئی ہوں سونا چاہتی ہوں ناشتہ اٹھ کر کرلوں گی“

دعا نے تھکے تھکے انداز میں کہا

”ٹھیک ہے تم جاؤ آرام کرو“

فیض نے محبت سے دعا کے بالوں میں ہاتھ پھیرا

دعا روم میں چلی گ ئی سونے

”بیٹا میں بھی کمرے میں جا رہی ہوں نماز پڑھ لوں زرا فجر کی“

رفعت بیگم بھی کمرے میں چلی گ ئی یں

”تم چلو میرے ساتھ“

سب کے جانے کے بعد فیض نے شرمندہ کھڑی سمرین کا بازوں دبوچا اور اسے کھینچتا ہوا روم میں لایا

”میری بات تم غور سے سنو اگر اب تم نے میری بہن یا میری ماں کو کسی قسم کا بھی دکھ دیا تو اچھا نہیں ہو گا سمجھی تم“

فیض نے جھٹکے سے سمرین کو چھوڑا تو وہ بیڈ پر جا گری

”مجھ سے کیوں خفا ہو رہے ہو میرا بھائی خراب ہے تو اس میں میری کیا غلطی مجھے کس بات کی سزا دے رہے ہو“

سمرین نے روتے روتے کہا

”اوہ تو تمھیں پتا نہیں تھا تمھارا بھائی اوباش ہے وہ جو تمھیں قیمتی لباس دے کر جاتا تھا تم نے کبھی پوچھا نہیں اس سے کہاں سے لاتا ہے وہ تم جھوٹ بولتی ہو سمرین تمھیں سب پتا ہے تم پر میں نے آنکھیں بند کر کے بھروسہ کیا تھا تمھارے کہنے میں آکر اپنی جنت کو ناراض کیا اپنی پھول جیسی بہن کو کانٹوں کے راستوں پر چلنے پر مجبور کر دیا لیکن اب نہیں سمرین تم سدھر جاؤ نہیں تو تمھیں چھوڑنے میں ایک پل نہیں لگاؤں گا میں“ سمرین فیض کا یہ روپ پہلی بار دیکھ رہی تھی

”نہیں نہیں فیض میں مر جاؤں گی میں نے جو کیا تمھاری محبت میں کیا میں ڈرتی تھی تمھاری ماں بہن تمھیں مجھ سے چھین نہ لیں مجھے معاف کر دو فیض میں اب کچھ غلط نہیں کروں گی جیسا تم کہو گے ویسا ہی کروں گی فیض پلیز مجھے معاف کر دو“

سمرین فیض کے پاؤں میں بیٹھی رو رو کر اس سے معافیاں مانگ رہی تھی

”چھوڑو میرا پاؤں“

فیض نے سمرین کو دور ہٹانے کی کوشش کی

سمرین جیسی بھی تھی فیض سے بے انتہا محبت کرتی تھی فیض اس کو ہتیلی کا چھالا بنا کر رکھتا تھا تو کیوں نہ کرتی وہ اس اتنی محبت

”فیض مجھے معاف کر دو تم معاف نہیں کرو گے میں نہیں ہٹوں گی“

”اچھا اٹھو“
فیض نے نرمی سے سمرین کے دونوں بازوں پکڑے اور اسے اپنے پاؤں سے اٹھا کر بیڈ پر بٹھایا
”چپ بلکل رونا بند کرو“
فیض نے نرمی سے اپنے ہاتھ سے سمرین کا آنسوؤں سے بھیگا چہرا صاف کیا

”میں بھی تم سے بہت محبت کرتا ہوں سمرین میں جانتا ہوں تم نے بہت جھوٹ بولے ہیں لیکن مجھ سے محبت سچی کی ہے میں بس تمھیں احساس دلانا چاہتا تھا تم بھٹک گ ئی تھی میں راستہ دیکھا رہا تھا میں تمھیں کبھی نہیں چھوڑ سکتا میں نے یہ سب تمھیں سدھارنے کے لیے کہا تھا تم مجھ سے وعدہ کرو مجھ سمیت میری ماں بہن سے بھی محبت کرو گی اور مجھے یقین ہے اس کے بدلے میں وہ بھی تم سے محبت کرے گی عزت دیں گی“
فیض نے اپنی ہتھیلی سمرین کے آگے کی

”میں نے اتنا برا برتاؤ کیا ان کے ساتھ انھیں تم سے دور کر دیا وہ کیوں مجھے عزت دے گی“ سمرین نے روتے ہوئے کہا

”تم کوشش کرو ان کے دل میں جگہ بنانے کی تم دیکھنا ان کے دل میں لگی ساری گرد ہٹ جائے گی“
فیض نے پیار سے سمجھایا

”میں تمھارے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں فیض میں کوشش کروں گی“
سمرین نے مسکراتے ہوئے فیض کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا
”اور مجھے یقین ہے تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گی“
فیض نے محبت سے سمرین کے ہاتھ پر اپنے لب رکھ دیے

”چلو اب تم ناشتا بناؤ میں فریش ہو کر آتا ہوں“
فیض نے اپنی محبت کی مہر سمرین کے گلابی رخسار پر ثبت کی اور مسکراتا ہوا واشروم میں گھس گیا

ڈایان گھر آیا تو سب اپنے کمرے میں نیند کے مزے لے رہے تھے وہ خود بھی اس مزے میں شامل ہو گیا

دعا گھر آ کر سب اپنوں کا پیار پا کر بہت خوش تھی

رفعت بیگم نے فیض کو سب سچ بتا دیا تھا دعا کہاں تھی اور کیسے گ ئی تھی لیکن فیض نے کسی کو کچھ نہیں کہا کیوں کہ وہ جانتا تھا اس وقت وہ غلطی پر تھا

سمرین کا اچھا رویہ دیکھ کر رفعت بیگم اور دعا نے بھی اپنا دل صاف کر لیا تھا اب وہ تینوں فیض کے کام پر جانے کے بعد ساتھ بیٹھ کر ہنسی مذاق کرتی ڈرامے دیکھتی فیض بھی سب کچھ ٹھیک ہوتا دیکھ بہت خوش تھا سمرین نے گھر میں ننے مہمان کے آنے کی خوشی دے کر فیض کی اور گھر کی خوشیوں میں اضافہ کر دیا

موقع اچھا پا کر دعا نے ذایان سے ملاقات والی ساری بات اپنی ماں کو بتا دی

رفعت بیگم نے بھی موقع کا فائی دہ اٹھایا فیض سے ذایان اور دعا کے رشتے کی بات چھیڑ دی ذایان کے بارے میں انھوں نے فیض کو بتایا کہ وہ دعا سے محبت کرتا ہے اور رشتہ لانا چاہتا ہے

فیض نے بھی فیصلہ دعا پر چھوڑتے ہوئے کہا" اگر دعا کی مرضی اس رشتے میں ہے تو ٹھیک ورنہ آپ ان لوگوں کو منا کر دیں"

دعا نے نظریں جھکا کر رضامندی ظاہر کی تو فیض بھی خوش ہو گیا

ذایان تو بے صبری سے اس پل کا انتظار کر رہا تھا دعا کا اشارہ ملتے ہی اس نے پہلی فرصت کوثر بیگم علیزے سعد کو رشتہ لے کر بھیج دیا

دونوں گھر والوں کی رضامندی سے ایک ماہ بعد شادی کا فیصلہ ہوا اور ساتھ میں انیک اور ردا کے نکاح کا بھی فیصلہ ہوا دونوں ہی اس خبر پر بہت خوش تھے دونوں نے سب سے چھپ کر ایک ڈیڈ بھی ماری تھی

For more visit (exponovels.com)

تینوں گھر میں زور وشور سے شادی کی تیاریاں شروع ہو گ ئ یں تھیں

"علیزے چلو بیٹا پالر دیر ہو رہی ہے"
کوثر بیگم علیزے کے کمرے میں اسے بلانے آئ ی تھیں آج ذایان کی بارات تھی

علیزے اپنا سامان جما کر رہی تھی پالر جانے کے لیے

"کہاں جانے کی تیاری ہو رہی ہے"
سعد ٹاول سے بال خشک کرتا واشروم سے نکلا

"ہم پالر جا رہے ہیں انیک کے ساتھ تم ہمیں پک اپ کر لینا"
کوثر بیگم نے سعد کو عجلت میں جواب دیا اور علیزے کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا

"مما علیزے نہیں جائے گی پالر"
سعد نے سنجیدگی سے کہا

"کیوں نہیں جائے گی"

کوثر بیگم نے آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھا

"کیوں کہ پالر والی اس کے چہرے کی معصومیت اور خوبصورتی دونوں چھپا دیتی ہے اسی لیے یہ گھر بر تیار ہو گی آپ پالر جائی یں"

"پاگل تو نہیں ہو گ ئے ہو تم لوگ کیا کہے گے بڑی بہو کو تیار کروانے کے پیسے نہیں تھے ان کے پاس جو ایسے ہی اٹھا کر لے آئے ہیں اس کو"
کوثر بیگم نے اپنے بیٹے کی عقل پر ماتھا پیٹا

"مجھے کچھ نہیں پتا یہ نہیں جائے گی پالر لوگوں سے میں نپٹ لوں گا ویسے بھی بیویاں اپنے شوہر کے لیے تیار ہوتی ہیں اور میں نہیں چاہتا میری بیوی پالر سے تیار ہو ہماری شادی پر جو اس کا چہرا بگاڑا تھا نا پالر والی نے میں وہ بھولا نہیں ہوں"
سعد نے سنجیدگی سے کہا

"بیٹا پر"

"مما رہنے دیں یہ تیار کریں گے مجھے جب ہی تو نہیں جانے دے رہے"

علیزے نے خفگی سے کہا

"ہاں ہاں مما آپ جائیں میں خود تیار کر دوں گا اس کو"
سعد نے مسکراتے ہوئے کہا

"مما آجائیں کب سے ویٹ کر رہا ہوں میں آپ کا" انیک نے دروازے پر کھڑے آواز لگائی

"اچھا بھئی مرضی تمھاری"
کوثر بیگم انیک کے ساتھ پالر کے لیے نکل گئیں

"تھینک یو سوچ سعد مجھے بچا لیا آپ نے میں خود بھی نہیں جان چاہتی تھی پالر" علیزے نے خوش ہوتے ہوئے کہا

"ارے واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے ویسے تم کیوں نہیں جانا چاہتی تھیں"

"وہ اتنا سارا میک اپ تھوپ دیتی ہیں پھر گھنٹوں بیٹھے رہو ان کے پاس جب جا کر میک اپ ہوتا ہے پھر گھنٹا اسے صاف کرنے میں لگتا ہے بس اسی لیے مجھے نہیں اچھا لگتا پالر جانا"

علیزے نے برا سا منہ بنا کر کہا

"ہمم ٹھیک میں نے تمھیں بچایا اب مجھے انعام دو"

سعد نے علیزے کی کمر میں دونوں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کیا

"اففففف سعد اتنے کام پڑے ہیں آپ کو رومینس سوج رہا ہے چھوڑے مجھے"

علیزے نے سعد کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنا چاہا

"میرا رومینس دیکھا کہاں ہے تم نے چھوٹے موٹے کسس دیکھیں ہیں بس اصل رومینس تو آج رات دیکھوں گی تم"

آخری بات سعد نے دل میں کہی تھی

اور علیزے کے لبوں پر جھکا خود کو سکون بخشتا رہا

علیزے سانس روکے اپنا سکون دھرم بھرم ہوتا دیکھ رہی تھی

"چلو اب میں تمھیں تیار کرتا ہوں"

علیزے سے الگ ہوتے ہی سعد نے علیزے کی کلائی ی تھامی اور علیزے کو ڈریسنگ کے سامنے بیٹھا دیا

”سعد کیا کر رہے ہیں مجھے چڑیل نہیں بننا میں خود تیار ہو جاؤں گی“

”نہیں میں تیار کر دوں گا تمھیں“

سعد نے علیزے کے خوبصورت بال کیچر سے آزاد کرتے ہوئے کہا

”سعد پلیز مجھے اپنا مذاق نہیں بنوانا“

علیزے نے سعد حرکت کرتے دونوں ہاتھ پکڑے

”یار میری جان پری لگو گی تم بلکل“

سعد نے پیچھے سے علیزے کے کان میں سرگوشی کی اور علیزے کا کان چوم لیا

”علیزے کا چہرا سرخ ہو گیا سعد محبت بھری نظروں سے علیزے کا عکس آئی نینے میں دیکھ رہا تھا

”ایکسکیوزمی کوئی ی میری بھی ہیلپ کرے گا“ ذایان ہمیشہ کی طرح اجازت لیے بغیر روم میں گھس آیا تھا

”بے غیرت ہی رہو گے تم ہمیشہ“

سعد نے علیزے سے دور ہوتے ہوئے کہا

"بھائی ی آپ کا رومینس ہر وقت چل رہا ہوتا ہے آپ کو اس وقت میرے پاس ہونا چاہیے تھا اور آپ یہاں رومینس جھاڑ رہے ہیں"

ذایان ہاتھ میں چوڑی دار پاجامہ لیے کھڑا تھا جو اسکو پہننا نہیں آ رہا تھا ذایان ویسا ہی چڑا بیٹھا تھا

"تمھاری دلہن آنے دو پھر تمھیں اندازہ ہو گا میرے جذبات کا ہر وقت میرا رومینس خراب کرنے ٹپک پڑتے ہو بد تمیز انسان چلو تمھیں پاجامہ پہناؤں"

سعد نے خفگی سے کہا

"پہن میں خود لوں گا بس مجھے بتا دو اس مصیبت کو پہنوں کیسے"

ذایان نے دانت پیس کر کہا

"اچھا چلو بتاتا ہوں"

سعد نے ذایان کی حالت کا مزا لیتے ہوئے کہا

"ہاں ہنس لو آپ میری حالت دیکھ کر آپ کے بچے ہوں گے نہ ان کو رلا کر خوب ہنسا کروں گا میں"

ذایان نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا

آپ دونوں اپنی فالتوں بکواس یہاں سے باہر جا کر کرے گے مجھے تیار ہونا ہے"
علیزے نے تپے تپے انداز میں کہا دونوں فوراً روم سے باہر نکلے تھے

ذایان چوڑی دار پاجامہ اور بلیک شیروانی میں سب لڑکیوں کے دل میں ہلچل مچا گیا تھا وہ بہت حسین لگ رہا تھا

دعا سرخ رنگ کے لہنگے میں اپنا حسن بکھیرتی ذایان کے دل میں اتر رہی تھی ذایان کا اس سے نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا نکاح ہو چکا تھا اب وہ اس کے برابر میں اس کی شریکِ حیات کے طور پر بیٹھی تھی

سعد تو علیزے کو خود سے دور ہونے نہیں دے رہا تھا کتنی ہی لڑکیوں نے سعد کو مجنوں کے لقب سے نوازہ تھا لیکن سعد کو کوئی ی فرق نہیں پڑھ رہا تھا

علیزے نے براؤن رنگ کی بھاری کام والی میکسی زیبِ تن کی ہوئی ی تھی اس کے ساتھ میچینگ کی جیولری اور تھوڑا بہت میک اپ اس نازک سراپا اس میں ہی قیامت ڈھا رہا تھا سعد اسی وجہ سے اس کے ساتھ تھا کہ کہی پھر سے وہ سب نہ ہو جائے جو صائمہ نے اس کے ساتھ کیا تھا
سعد خود بھی نیوی بلو کرتے کے ساتھ سفید شلوار پہنے جاذب نظر لگ رہا تھا

انیک اور ردا کے تو ٹھاٹ ہی نرالے تھے ان دونوں کا ایک دن پہلے نکاح ہو چکا تھا اب وہ دونوں سب سے بے نیاز بنے ایک دوسرے سے چپکے بیٹھے باتوں میں مصروف تھے ردا نے بے بی پنک کلر کی زمین کو چھوتی کا مدار فراک زیب تن کی ہوئی ی ہلکی پھولکی جیولری اور میک اپ کے ساتھ وہ حسین گڑیا لگ رہی تھی

انیک نے آسمانی رنگ کا کرتا اور سفید پاجامہ پہنا تھا وہ بھی اپنے بھائی یوں سے کم نہیں لگ رہا تھا حسنو وجاہت اس میں بھی بہت تھی

دعا کو رخصت کر کے گھر لے آئے تھے سب رسموں کے بعد دعا کو ذایان کے روم میں بٹھا دیا گیا تھا
دعا گھبرائی ی شرمائی ی سی باہر سے آتا شور سن رہی تھی

"ہٹو یار اندر جانے دو مجھے میری زندگی میرا انتظار کر رہی ہو گی"
ذایان علیزے انیک ردا کو دروازے سے ہٹانا چاہ رہا تھا لیکن وہ دروازہ رکائی ی کی رسم کی آڑ میں ذایان کو خوب ستا رہے تھے

کوثر بیگم اور سعد ان کا تماشا دیکھ کر خوب ہنس رہے تھے

"تم کس لیے بہن کا رول ادا کر رہے ہو"
ذایان نے انیک کو گھورا

"میں تو اپنی پیاری بہنوں کا ساتھ دے رہا ہوں ان معصوموں سے تم کہاں سنبھلنے والے ہو" انیک کو خود پتا نہیں تھا وہ جلدی جلدی میں کیا کہہ گیا

”اوہ تو ردا بھی تمھاری بہن ہے“

ذایان نے انیک کی غلطی کو بڑھاوا دیا ردا کڑے تیوروں سے انیک کو گھور رہی تھی

”آئی ی ایم سوری چڑیل“

انیک نے ردا کا تپا تپا چہرا دیکھ کر کہا

”بھاڑ میں جاؤ تم ڈھونڈ لو کوئی ی اور اب تم“ ردا وہاں سے جا کر سعد کے پاس صوفے پر بیٹھ گ ئی انیک بھی اس کے پیچھے چلا گیا

ذایان کی راہ کے دو کانٹے تو ہٹ گ ئے تھے

”میری گڑیا تو مجھے تنگ نہیں کرے گی نہ“ ذایان نے علیزے کو پانی پر چڑھانا شروع کیا

”جی بلکل بھائی ی آپ دس ہزار میرے ہاتھ پر رکھ دیں“

علیزے نے اپنی ھتیلی ذایان کے آگے کی

”لو مرو“

ذایان نے جیب سے پیسے نکال کر علیزے کے ہاتھ پر رکھے

علیزے مسکراتی ہوئی ی ذایان کے سامنے سے ہٹ گ ئی تھی

ذایان مسکراتا ہوا روم میں چلا گیا تھا

"ہو گ ئی تمھاری ڈیل چلیں سونے"

سعد نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا

"جی چلیں ردا یہ لو پانچ ہزار اب پلیز بھائی ی سے ناراض نہیں ہو یہ تو ہماری مدد ہی کر رہے تھے"

علیزے نے انیک کی مدد کی

"ٹھیک ہے تم کہتی ہو تو مان جاتی ہوں"

ردا بھی مسکرائی ی

"میری تو کوئی ی اہمیت ہی نہیں ہے"

انیک نے منہ بنا کر کہا

"تم اٹھو یہ گلے شکوے بعد میں کرنا پہلے ردا کو گھر چھوڑ کر آؤ رات بہت ہو گ ئی ہے"

کوثر بیگم نے انیک کو حکم دیا

"جی مما جارہا ہوں"

کوثر بیگم اپنے روم میں چلیں گ ئی یں

سعد اور علیزے بھی روم میں جا چکے تھے

"انیک چلیں اٹھیں مجھے چھوڑ آئی ے گھر"

ردا نے گھڑے ہوتے ہوئے کہا

"رو کو چڑیل چلتے ہیں تھوڑی دیر میں"

انیک نے ردا کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ اپنے پہلو میں گرا لیا

"انیک کیا بد تمیزی ہے ایک بج گیا ہے"

ردا نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا

"ارے تو کیا ہوا اپنے شوہر کے ساتھ ہی ہو تم بیٹھی رہو خاموشی سے"

انیک نے چپ کروادیا

رداخاموشی سے صوفے پر سر ٹکا کر بیٹھ گئی

"اَلسلامُ عَلَیکُم"

ذایان نے روم میں جاتے ہی سلام کیا

"وَعَلَیکُم السَّلَام"

دعا کی گھبرائی ی گھبرائی ی سی آواز نکلی

ذایان نے اپنی پگڑی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی اور خود دعا کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا

دعا ذایان کی اس حرکت پر جی جان سے کاپی

"زندگی اتنا گھبرا کیوں رہی ہو میں شوہر ہوں تمھارا"

ذایان نے دعا کے ہاتھ اپنی سینے پر رکھتے ہوئے کہا

"آآپ گھونگٹ نہیں اٹھائیں گے کیا"

دعا نے جھیجھکتے ہوئے کہا

ذایان کچھ بولتا دروازے پر دستک ہوئی ی

"ابے یار کون آگیا رو کو آتا ہوں"

ذایان نے اٹھ کر دروازہ کھولا دروازے پر کوئی ی نہیں تھا لگتا ہے میرے کان بج رہے ہونگے ذایان بڑبڑاتا ہوا

دوبارہ دعا کے سامنے آکر بیٹھ گیا

اور آہستہ سے اس کا گھنوگٹ اٹھایا

"تم"..... دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی ی ذایان کو پھر بات ادھوری چھوڑ کر اٹھنا پڑا

ذایان نے دروازہ کھولا تو کوئی ی نہیں تھا اس نے کمرے سے نکل کر چاروں طرف کا جائی زہ لیا تو اسے کچن سے

دبی دبی ہنسی کی آواز آئی ی ذایان خاموشی سے واپس روم میں آگیا

"کیا ہوا ذایان کون تھا"

دعا نے پوچھا

"زندگی خاموش ہو جاؤ جب تک میں نہ بولوں کچھ نہیں بولنا"

For more visit (exponovels.com)

دعا خاموش ہو گ ئی

ذایان دروازے سے لگ کر کھڑا ہو گیا جیسے دروازے پر دستک ہوئی ی ذایان نے بجلی کی سپیڈ سے دروازہ کھولا اور ردا اور انیک کے بھاگنے سے پہلے ان دونوں کو پکڑ لیا

"شرم آتی ہے تم دونوں کو ایسے ہمیں تنگ کرتے ہوئے"
ذایان نے خفگی سے کہا

"وہ وہ بھائی ی میں تو گھر جا رہی تھی یہ لے کر نہیں گ ئے اور اپنے اس شرارت میں مجھے بھی شامل کر لیا زبردستی"
ردا نے آدھا جھوٹ آدھا سچ بولا

"جھوٹی میرے ایک دفع کہنے پر مان گ ئی یں تھی تم"
انیک نے لڑکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا

"تم دونوں کو تو میں ابھی بتاتا ہوں"

ذایان نے دونوں کے بازوں پکڑے اور دونوں کو انیک کے کمرے میں دھکا دے کر اندر کیا اور باہر سے گیٹ لاک کر دیا

”تم لوگوں کا بھی تو نکاح ہو چکا ہے تم لوگ بھی گولڈن نائی یٹ انجوائے کرو“
ذایان نے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا اور ہنسنے لگا
”انیک کھولیں دروازہ کسی کو پتا چلا تو کیا سوچے گا کوئی ی ہمارے بارے میں“
ردا روہانسی ہوئی ی

”یار بھائی ی دروازہ کھولو اب نہیں کرے گے تنگ“ انیک نے التجا کی

”اب یہ دروازہ تو صبح ہی کھولے گا“
ذایان نے بڑے مزے سے کہا

”انیک سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے“
ردا نے ایک مکا انیک کے کندھے پر مارا

”آہ ظالم چڑیل صبر کرو کھول جائے گا دروازہ مذاق کر رہا ہے وہ“

انیک نے ردا کو خاموش کروایا

سعد کے کہنے پر علیزے نے آج وہ نائی یٹی پہنی تھی اب وہ شرمائی ی گھبرائی ی اس کے سامنے کھڑی تھی خود کو اپنے ہاتھوں سے چھپانے کی کوشش کر رہی تھی

سعد نے آگے بڑھ کر علیزے کو بانہوں میں بھرا اور اس بیڈ پر لیٹا کر خود اس کے لبوں پر جھک گیا

سعد کو باہر سے شور کی آواز آئی ی تو وہ سیدھا ہوا

"یہ کیسا شور ہے"

سعد بڑبڑایا

"سعد دیکھیں نہ جا کر کیا ہوا ہے"

علیزے نے پریشانی سے کہا

"اچھا میں دیکھتا ہوں تم یہی رہنا"

سعد نے باہر آکر دیکھا تو ذایان انیک کے کمرے کے باہر کھڑا تھا اندر سے ردا اور انیک کی آواز آرہی تھی جو دروازہ کھولنے کی کہہ رہے تھے ذایان بے نیاز بنا کمرے کے دروازے کی چوکیداری کر رہا تھا

”ذایان یہاں کیا کر رہے ہو تم تمھیں اس وقت اپنے کمرے میں ہونا چاہیے“
سعد نے ذایان کو ڈانٹا

”یار بھائی ی میں بچارہ عزت سے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا آج میں نے کسی کو تنگ بھی نہیں کیا تھا لیکن
پرنسیس اور انیک کو عزت راز نہیں ہے دونوں آکر بار بار کمرے کے باہر دستک دے رہے تھے جب میں
دروازہ کھولتا دونوں غائی ب ہو جاتے اس لیے میں نے ان دونوں کو کمرے میں بند کر دیا“
ذایان نے کسی معصوم بچے کی طرح سعد کو ایک ایک بات بتادی

”افففف کیا کروں میں تم لوگوں کا شادیاں ہو گ ئی ہیں لیکن بچپنہ نہیں گیا تم لوگوں کا“ سعد نے غصے میں کہا

”دفع ہو تم اپنے کمرے میں دیکھتا ہوں میں ان دونوں کو“

”اوکے بھائی ی“
ذایان اپنے روم میں چلا گیا

سعد نے دروازہ کھولا تو انیک اور ردا باہر آگ ئے

"تم دونوں کے پاس پانچ منٹ ہیں دونوں اپنی شکل گھوم کرو ورنہ میں بھی وہ ہی کروں گا جو ذایان نے کیا"

"جی بھائی ی چلو ردا گھر چھوڑ کر آؤں تمیں" انیک نے جلدی سے ردا کی کلائی ی پکڑی اور مینگیٹ کی طرف چلدیا

سعد نے سکون بھری سانس خارج کی اور اپنے روم کی طرف چلدیا

"آئی ی ایم سوری زندگی وہ دونوں تنگ کر رہے تھے اس لیے انھیں سزا دینے گیا تھا"
ذایان نے معصومیت سے کہا

"کوئی ی بات نہیں"
دعا نے دھیمے سے کہا

"ویسے مجھے شبہ ہو رہا ہے تم میری زندگی ہی ہو نا یا آسمان سے آئی ی کوئی ی پری"
ذایان نے پر سوچ انداز میں کہا

دعا نے پلکے اٹھا کر ذایان کو دیکھا ذایان کی محبت بھری نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے دعا اپنی پلکے دوبارہ جھکا گ ئی

For more visit (exponovels.com)

ذایان نے محبت سے دعا کے ہاتھ تھامے اور چوڑیاں اتارنے لگا

”میں کر لوں گی“

دعا نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا

”نہیں میں کروں گا“

ذایان نے دعا کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا

ذایان محبت سے اس کی جیولری اتارتا رہا دعا حیا کا دامن سنبھالے خاموشی سے بیٹھی رہی

ذایان نے آخر میں دعا کا دوپٹہ پینوں سے آزاد کیا اور بیڈ پر ایک طرف رکھ دیا پھر دعا کے بال کھولے

”اجازت ہے“

ذایان نے دعا کی طرف جھکتے ہوئے کہا

دعا نے آہستہ سے اثبات میں سر ہلا دیا

ذایان مسکراتا ہوا دعا کے لبوں پر جھک گیا ذایان کا لمس محسوس ہوتے ہی دعا نے آنکھیں بند کر لیں اور خود کو ذایان کے سپرد کر دیا

ذایان دل و جان سے دعا پر اپنی محبت کی بارش کرتا رہا دعا کا پور پور ذایان کی محبت میں ڈوب چکا تھا

"کیا ہوا تھا سعد باہر"

علیزے نے سعد کو کمرے داخل ہوتے دیکھ فکر سے پوچھا تھا

"کچھ نہیں ہوا تمھارے بھائی یوں کا بچپنہ ختم نہیں ہوتا"

سعد نے دروازہ لاک کرتے ہوئے کہا

"آپ کے بھی بھائی ہی ہیں وہ"

علیزے نے سعد کو اسی کے انداز میں جواب دیا

"ہاں معلوم ہے مجھے"

سعد علیزے کے پاس آکر بیٹھ گیا

"مجھے نیند آرہی ہے سونے دیں اب"

علیزے نے آنکھیں مسلتے ہوئے کہا

"ابھی اڑاتا ہوں تمھاری نیند"

سعد علیزے پر جھکا اور پھر اس کے چہرے گردن پر بے شمار محبت کی مہریں ثبت کی تھیں

علیزے سعد کی پناہوں میں خود کو سعد کے سپرد کر چکی تھی سعد دیوانہ وار علیزے پر جھکا اپنے دل کی سنتا علیزے کی روح تک پر اپنی محبت کا نشان چھوڑ رہا تھا

"بائے چڑیل"

"بائے کھڑوس"

ردا نے بھی انیک کے انداز میں اسے بائے کہا

"اوئے چڑیل یہاں آؤ"

انیک نے ردا کو اپنے پاس بلایا

"ہمم بولو کیا ہوا"

ردا انیک کے مقابل کھڑی تھی

"ایک منٹ"

انیک نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک خوبصورت سا گولڈ کا بریسلیٹ نکال کر ردا کے کلائی ی پر باندھ دیا

"یہ ہماری شادی کی خوشی میں میری طرف سے تحفہ"

"واؤ انیک یہ بہت خوبصورت ہے تھینک یو سوچ"

ردا کو بریسلیٹ بہت پسند آیا تھا

"مجھے معلوم تھا میری چڑیل کو ضرور پسند آئے گا یہ"

انیک نے مسکراتے ہوئے کہا

"ہمم بہت اچھا ہے چلو آپ گھر جاؤ رات بہت ہو گ ئی ہے"

"ہمم جا رہا ہوں"

انیک نے ردا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود کے قریب کیا

”انیک یہ کیا بدتمیزی ہے کوئی ی دیکھ لے گا“

ردانے آنکھیں دیکھائی یں

”کوئی ی نہیں دیکھ رہا“

انیک ردا پر جھکا تھا اور سانسیں بے ترتیب کر گیا تھا

”انیک آپ بہت برے ہیں“

انیک نے ردا کو چھوڑا تو اپنی سانسیں درست کرتی منہ پھولا کر بولی

”جس کی بیوی چڑیل ہو اس کا شوہر اچھا ہو سکتا ہے کیا“

انیک نے ہنستے ہوئے کہا اور زن سے بائی یک بھاگا لے گیا

”پاگل“

ردا مسکراتی ہوئی ی اپنے گھر میں چلی گ ئی تھی

دعا اپنے خوبصورت کمر تک آتے گھیلے بال آئی ینے کے سامنے کھڑی سوار رہی تھی اور گزری رات کے بارے میں سوچ کر خود ہی خود مسکرا رہی تھی

ذایان نہا کر نکلا تھا شرٹ سے بے نیاز اس کا گھیلا جسم وجاہت سے بھرپور تھا

دعا اپنے خیالوں میں کھوئی ی تھی اس کو اپنی کمر پر کچھ محسوس ہوا تو وہ ہوش میں آئی ی ذایان اسے کے پیچھے کھڑا اپنی بانہوں میں لیا ہوا تھا اسے دعا کے کندھے پر اپنا چہرا اٹکایا ہوا تھا

”ذایان چھوڑے کیا کر رہے ہیں“

دعا نے شرماتے ہوئے اپنی میٹھی آواز میں کہا

”زندگی تمھیں پا کر مجھے ایسا لگ رہا ہے میں نے اسی زندگی میں جنت دیکھ لی ہو“
ذایان نے محبت بھرے لہجے میں کہا

”ویسے تم کیسی بیوی ہو تم نے مجھ سے منہ دیکھائی ی نہیں مانگی“
ذایان نے نروٹھے پن سے کہا

”ابھی دے دیں“
دعا نے نظریں جھکا کر کہا

”ہمم دیتا ہوں“
ذایان دعا کو وہی کھڑا چھوڑ کر الماری تک آیا اور اس میں سے کچھ نکال کر دوبارہ دعا کے پیچھے آ کھڑا ہوا
اس نے دعا کے گلے میں خوبصورت سا گولڈ کا لاکٹ پہنایا لاکٹ پر بہت خوبصورتی سے دعا ذایان لکھا تھا
”کیسا لگا“
ذایان نے دعا کے کان میں سرگوشی کی

"بہت خوبصورت ہے" دعا نے لاکٹ ہاتھ سے چھوتے ہوئے کہا

ذایان نے دعا کا رخ اپنی طرف کیا

"نہیں میری جان یہ خوبصورت نہیں ہے یہ تمھاری خوبصورت گردن میں آکر خوبصوت ہوا ہے"

ذایان محبت کی مہر دعا کے ماتھے پر ثبت کی

دعا شرم سے نظریں جھکا گئی

"سعععععععد اٹھ جائیں یار کتنا سوئے گے اٹھیں"

علیزے سعد کو کتنی دیر سے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن آج تو سعد کے اٹھنے کا کوئی موڈ نہیں تھا

علیزے اس کے قریب جاتی اسے اٹھانے تو وہ اسے بھی اپنے پاس کھینچ لیتا

"کیا ہے یار سونے دو نہ"

سعد منہ پر تکیہ رکھا کروٹ بدل گیا

"ابھی تک صبح نہیں ہوئی آپ لوگوں کی شادی میری ہوئی ہے مزے آپ لوگ کر رہے ہو" ذایان نے روم کا دروازے ناک کرتے ہوئے

علیزے نے دروازہ کھولا اور تپے تپے انداز میں گویا ہوئی ی

”میں کب سے اٹھی ہوں یہ آپ کے بھائی ی سونا منا رھے ہیں اٹھالیں خود ہی اب“

علیزے ذایان کو سناتی کچن میں کوثر بیگم کی مدد کے لیے چلی گ ئی

دعا لاؤنج میں بیٹھی سارا تماشہ دیکھ کر مسکرا رہی تھی

”انیک آجا بھائی ی کو اٹھائی یں“

ذایان نے انیک کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا دونوں بھائی ی روم میں گ ئے اور روم لاک کر دیا

ذایان انیک سعد کے دائی یں بائی یں لیٹ گ ئے

ذایان نے ایک ہاتھ سعد کے سینے پر رکھا اور ایک ٹانگ اس کے دونوں پیروں پر رکھی اور کان میں سرگوشی کی

”جانو اٹھ جاؤ صبح ہو گ ئی ہے“

سعد تھوڑا کسمسایا اس نے ذایان کو دور کرنے کی کوشش کی ہی تھی انیک بھی چپک گیا

”آؤ جانو ساتھ سوتے ہیں“

سعد دونوں کو دھکا دیتا اٹھ بیٹھا

”بے شرموں بے غیرتوں کبھی زندگی میں شرم آئے گی بھی تمھیں“

سعد زور سے چیخا

اور ذایان انیک پیٹ پکڑ کر ہنسنے میں مصروف تھے

"ہٹ پیچھے بے غیرت"

سعد نے غصے سے کہا اور اٹھ کر واشروم میں گھس گیا ذایان انیک کے قہقہے ابھی بھی ماحول میں شور برپا کیے ہوئے تھے

واشروم میں جا کر سعد بھی ہنسنے پر مجبور ہو گیا تھا

سب کو ان کے حق کی خوشیاں مل چکی تھیں ایک ہنستی کھیلتی زندگی ان کی منتظر تھی

****

"""""پانچ سال بعد"""""

"عیان میں اس کے بال کھینچوں گا تم دوسری طرف سے اس کی چپس کھینچ لینا"

"اوکے شایان"

دونوں اپنے کام پر لگ گئے عیان نے اس کے بال کھینچے اس نے نظر گھما کر بال کھینچنے والے کو دیکھنا چاہا تو دوسری طرف سے شایان اس کے ہاتھ سے چپس لے اڑا

اب دو سالہ یسرا رو رو کر پورے گھر کو اپنے ساتھ ہوئے ظلم کا بتا رہی تھی جو چار سالہ عیان شایان نے کیا تھا

"ارے کیا ہوا میری بیٹی کو"

سعد نے اپنی سرخ سفید روتی ہوئی ی بیٹی کو گود میں اٹھایا

"بابا عیان تایان دند گے میلے بال تھیچے اور میری چیپ لے دئے"

یسرا نے روتے روتے بتایا

"کیا ہوا ہے سعد یہ کیوں رو رہی ہے"

علیزے بھی بیٹی کی آواز سن کر روم سے باہر آگ ئی

"ارے میری جان تم کیوں آگ ئی تمھیں ڈاکر نے آرام کا کہا ہے"

سعد نے علیزے کے بھرے بھرے سراپے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا سعد کو ایک اور خوشی ملنے والی تھی اس کی فیملی میں اضافہ ہونے والا تھا

"ماما عیان تایان دندے"

یسرا نے روتے ہوئے عیان شایان کی تعریف کی

"نہیں میری گڑیا ایسے نہیں روتے میں ابھی خبر لیتا ہوں ان دونوں بندروں کی"

سعد نے عیان شایان کو شبیہ دی

”ذایان ذایان باہر آؤ“

سعد نے ذایان کا کمرے پر دستک دی

”بھائی ی کیا ہو گیا یار ابھی آفس سے آیا ہوں میں آرام تو کرنے دیتے“

ذایان تھکا تھکا سا روم سے نکلا

دعا بھی سعد کی آواز سن کر کچن سے باہر آگ ئی تھی

”یہ اپنی بھو کی اولاد کو چیزیں نہیں دلاتے تم میری معصوم بچی کی چپس لے کر بھاگ گ ئے“ سعد نے مصنوعی غصے سے ذایان کو ڈرایا

”اس گھر میں معصوموں کا کام نہیں بھائی ی“ ذایان نے انگڑائی ی لیتے ہوئے کہا

”تم اپنے شرارتی بچوں کو کچھ نہ کہنا تمھاری تو ایک اولاد کافی تھی اس گھر کا سکون خراب کرنے کو پتہ نہیں اوپر والے نے کیا سوچ کر جڑوا اولاد دے دی تمھیں“

سعد نے خفگی سے کہا

"ارے میں بڑا لکی بندہ ہوں ایک ساتھ دو بیٹے دیے اوپر والے نے مجھے اب آپ کو اور انیک کو اپنی بیٹیوں کے لیے خوار نہیں ہونا پڑے گا گھر میں ہی رشتے مل جائی یں گے"

ذایان نے ہنستے ہوئے کہا

"ذایان بھائی ی توبہ کبھی تو اپنے بچوں کو ڈانٹ دیا کریں"

علیزے بھی میدان میں آگ ئی

"یسرا عیان شایان گندے اور تمھارے چاچوں بھی گندے ہم ان سے بات نہیں کریں گے اب کٹی کر لیتے ہیں"

سعد نے اپنی روئی ی جیسی بیٹی کو بہلایا

"نہیں بابا چاچو اچھے عیان تایان دندے"

یسرا نے سعد کی بات کی نفی کی

"یہ چاچو اچھے کیسے تمھارے"

سعد نے یسرا سے سوال کیا

”کیونکہ جب اس چاچو کے بھوکے بچے جب میری گڑیا کی چیز لے کر بھاگتے ہیں تو پھر چاچو شوپر بھر کر اپنی گڑیا کو چیز دیتے ہیں“ ذایان نے چیزوں سے بھری شوپر یسرا کو دی

”اتنی سالی چیز چاچو آپ بہت اچھے ہو“

یسرا نے خوش ہو کر کہا

”یہ میری گندی اولاد ہیں کہاں ویسے“

ذایان نے گھر میں نظر دوڑاتے ہوئے کہا

”اب وہ چوری کر کے بھاگے ہیں تو یہاں کہاں ملے گے وہ آپ کو برابر والے پورشن میں چھپے ہونگے“

دعا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

سب کی فیملی بڑی ہوتی دیکھ سعد نے علیزے کی اجازت سے علیزے کے گھر کو بھی اپنے گھر کے ساتھ کر لیا بیچ کی دیوار تڑوا کر علیزے کا گھر نئے سرے سے بنوایا تھا اب ان کے پورے گھر میں سات کمرے دو کچن تھے

”رو کو تم چھوڑوں گی نہیں میں تمھیں“

ردا چیختی ہوئی ی روم سے نکلی اس پہلے انیک بھاگتا ہوا کمرے سے نکلا تھا

"یار بھائی ی بچا لو یہ چڑیل پاگل ہو گ ئی ہے"

انیک سعد کے پیچھے چھپا تھا

"نکلو تم بتاؤ ں میں تمھیں سعد بھائی ی ہٹیں آپ سامنے سے"

ردا ایک ہاتھ میں پوڈر کا ڈبہ لی ہوئی ی تھی تو ایک ہاتھ میں کریم اور کنگھا پکڑی ہوئی ی تھی

"یار ردا معاف کر دو اب نہیں کروں گا"

انیک نے سعد کے پیچھے سے جھانک کر کہا

"تم ہمیشہ ایسے ہی کرتے ہو نکلو تم تمھیں چھوڑوں گی نہیں میں آج"

"ارے ہوا کیا ہے کوئی ی کچھ بتائے گا"

سعد نے کھینچ کر انیک کو اپنے سامنے کیا انیک کی پشت ردا کی طرف تھی

ردا نے کریم کا ڈبہ زور سے انیک کی کمر پر مارا

"آہ چڑیل"

For more visit (exponovels.com)

انیک کی کراہ نکلی

وہ ابھی پاؤ ڈر کا ڈبہ بھی مارتی دعا اور علیزے نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے

”ردا پاگل ہو گ ئی ہو شوہر پر ہاتھ نہیں اٹھاتے“ دعا نے ردا کے ہاتھ سے پاؤ ڈر لے کر ایک طرف پھینکا

”دونوں جنگلیوں کی طرح لڑے جا رہے ہو بتاؤ کیا ہوا ہے اور یہ ندا کی رونے کی آواز نہیں آ رہی ہے تم دونوں کو بے شرموں“

ذایان نے دونوں کو ڈانٹا اور ڈیڑھ سالہ ندا کو روم سے اٹھا لایا اور ردا کی گود میں دے دیا

”بھائی ی میں جب بھی ندا کو سولاتی ہوں یہ آ کر اس کو اٹھا دیتے ہیں پھر یہ مجھے تنگ کرتی ہے“

ردا نے انیک کی شکایت لگائی ی سعد سے

اب سب کی نظریں انیک کی طرف تھیں

”بھائی ی قسم سے صرف ایک کس کیا تھا آفس سے آیا تھا تھکا ہارا میرا دل کیا بیٹی کو پیار کرنے کو تو کر دیا اور وہ اٹھ گ ئی اور رونے لگی“ انیک نے معصوم شکل بنائی

"یہ کیا تم لوگوں نے شور مچایا ہوا ہے بچوں والے ہو گ ئے ہو سب لیکن مجال ہے جو بچوں کے والدین جیسی تم میں کوئی ی بات ہو تو نماز پڑھنا حرام کر دیا تم لوگوں نے میرا"

کوثر بیگم نے سب کو ڈانٹا

"دادی ہمیں بھی سونے نہیں دے رہے یہ سب اتنا شور کر رہے ہیں ہماری نیند خراب کر دی" عیان شایان جانے کہاں سے نکل گ ئے اور سب کو مزید ڈانٹ پڑوانے کے لیے آنکھیں مسلتے آگ ئے جیسے سچ میں ان کی نیند خراب ہوئی ی ہو

"روکو ابھی بتاتا ہوں تم دونوں کو"

ذایان عیان شایان کے پیچھے بھاگا

"روکے ماریے گا نہیں"

دعا ذایان کے پیچھے بھاگی

سعد نے ان کی بھاگ دوڑ دیکھ کر جلدی سے علیزے کو اپنے حصار میں لے کر صوفے پر بٹھایا

ردا بھی اپنی بیٹی کو لے کر صوفے پر بیٹھ گ ئی

”عیان شایان چاچو کے پاس آجاؤ پھر مل کر بابا سے لڑے گے“

انیک نے بھی حصہ لینا ضروری سمجھا

کوثر بیگم نفی میں سر ہلاتی صوفے پر بیٹھ گ ئی یں

”نہیں بڑے ہونگے یہ دونوں“

”مما سہی کہہ رہی ہیں آپ“

سعد نے بھی مسکراتے ہوئے کہا

اب وہ سب آپس میں فائی یٹ کرنے لگ گ ۓ تھے دعا بھی تھک کر صوفے پر بیٹھ گ ئی سب کسی ٹی وی شو کی طرح ان کی فائی یٹ کا مزا لے رہے تھے

رشتے محبت کے ہی سہی لیکن بہت خوبصورت ہوتے ہیں

👫ختم شدہ❤️********

For more visit (exponovels.com)